اولاد کے حقوق پر دلپذیر تصنیف

اولاد کے حقوق

تالیف

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شیخ الجامعہ جامعہ صفیہ عطاریہ (للبنات)

ناشر

اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اولاد کے حقوق

مرتبہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

Marfat.com

والدین کے حقوق پر دلپذیر تصنیف

والدین کے حقوق

تالیف

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شیخ الجامعہ جامعہ صفیہ عطاریہ للبنات

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph: 37352022

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : اولاد کے حقوق
مصنف : ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری
پبلشرز : اکبر بک سیلرز
تعداد : 600
قیمت : 150

ملنے کا پتہ
ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر، ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042 - 7352022
Mob: 0300-4477371

Marfat.com

انتساب

اپنی عزیز اور پیاری ہستی

والدہ ماجدہ

کے

نام

Marfat.com

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے کہتے
آنکھ کھلے صل علی کہتے کہتے
کٹے عمر یا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے کہتے
شفاء آئے صل علی کہتے کہتے

Marfat.com

حسن ترتیب

عنوان	صفحہ نمبر
احوالِ گذارش	13
قرآن کی روشنی میں	23
اولاد کے حقوق	23
ولادت باسعادت	30
ولادت پر مبارک باد دینا:	30
دعوت کا اہتمام کرنا:	34
اذان دینا:	34
تحنیک یعنی گھٹی دلوانا:	37
بچے کا سر منڈوانا:	45
بچے کا عقیقہ:	47

Marfat.com

عقیقہ کب کیا جائے؟	51
عقیقہ کی دُعا:	51
عقیقہ کرنے کا حکم:	52
عقیقہ کا ماخوذ:	55
عقیقہ کے جانور:	57
حضرات حسنین کریمین ز کا عقیقہ:	59
عقیقہ کا دن:	61
عقیقہ کے چند مسائل:	62
ختنہ:	62
بچے کا اچھا سا نام تجویز کرنا:	65
اچھا نام رکھنا سنت ہے:	69
بچے کا نام کون تجویز کرے؟	70
اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام:	71
آقا دو جہاں a کے نام پر نام رکھنا:	72
پیغمبروں کے نام پر نام رکھنا درست ہے:	74
سب سے برا نام:	76
ممنوع نام:	77

Marfat.com

منذر نام رکھنا سنت ہے:	79
اجدع نام رکھنا خلافِ سنت ہے:	80
میرا بندہ یا میری بندی کہنا خلافِ سنت ہے:	81
نفس کی تعریف والا نام نہ رکھو:	83
برے نام کو اچھے نام سے تبدیل کرنا سنت ہے:	85
ابوالحکم کنیت کی ناپسندیدگی:	87
پرورش	90
رضاعت:	97
پرورش میں ماں کا حق کثیر:	106
کلمہ سکھانا:	108
ایمان مفصل:	110
ایمان مجمل:	110
اول کلمہ طیب:	110
دوسرا کلمہ شہادت:	111
تیسرا کلمہ تمجید:	111
چوتھا کلمہ توحید:	111
پانچواں کلمہ استغفار:	112

Marfat.com

چھٹا کلمہ ردِ کفر:	112
رزق حلال:	113
اولاد کو حلال و حرام کی تمیز سکھانا:	118
مساویانہ سلوک:	120
سنۂ بلوغت:	124
لڑکا اور لڑکی کا اپنے بالغ ہونے کی خبر دینا:	126
حفاظت جان:	128
شفقت و محبت:	135
تعلیم و تربیت	140
دینی علوم سکھانا:	140
علم کی دولت:	145
طہارت اور نماز کی تعلیم:	147
اولاد کو قرآن پاک کی تعلیم دینا:	149
لڑکیوں کو علم سکھانا:	154
اولاد کی تعلیم و تربیت اور تادیب کا حکم:	155
حقوقِ اخلاق	160
صداقت یعنی سچ بولنا:	165

Marfat.com

ایمانداری:	169
آنکھوں کی ٹھنڈک	173
بری عادات سے بچانا	178
جھوٹ بولنا:	179
غیبت:	185
چوری:	190
فحش گوئی:	194
وعدہ خلافی:	198
سگریٹ نوشی:	202
آدابِ اسلامی	206
آدابِ پاکیزگی:	208
سلام کہنے کے آداب:	212
پہلے سلام کہنا:	214
کون کسے سلام کرے؟:	215
چھوٹے بچوں کو سلام:	216
گھروالوں کو سلام کرنا چاہئے:	216
واپس آکر سلام کہنا:	217

Marfat.com

سلام کے لئے غیر مسلموں کا طریقہ اختیار کرنے کی ممانعت:	218
کھانے کے آداب:	218
پانی پینے کے آداب	226
مصافحہ و معانقہ:	228
جمائی و چھینک:	230
لاڈلا بیٹا	231
کتابیات	237

Marfat.com

احوالِ گذارش

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ
وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ
وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَخُلَفَائِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امابعد:

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بابرکت اور پیارے اسماء گرامی کے نام سے اور آقائے دو جہاں خاتم المرسلین، رحمتہ للعالمین، نورِ مجسم، خاتم النبیین، سید الکونین، شفیع المذنبین حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ رؤف الرحیم ﷺ پر اور ان کی آل پر اور ان کے اصحاب پر لامحدود درود و سلام۔

اللہ تبارک وتعالیٰ معبود برحق ہے۔ عبادت اور پرستش کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

پروردگار عالم نے خود بھی فرمایا ہے کہ:

Marfat.com

"میری عبادت کرو کیونکہ میں عبادت کے لائق ہوں۔"

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنا غلط ہے۔ ہر نبی اور پیغمبر کی زبان نے بھی یہی حکم دیا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو۔

سورۂ بقرہ میں ہے کہ:

"اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور ان کو بھی پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔"

(البقرہ:۲۱)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

"ہم نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔" (الذاریات:۵۶)

ہر طرح کی عبادت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہم پر بے شمار انعامات میں سے ایک بہترین اور انمول انعام اولاد کی صورت میں ہے۔

اولاد کو بڑی خوش بختی سمجھا جاتا ہے مگر اولاد کا نیک ہونا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ نیک اولاد والدین کی زندگی کا بڑا قیمتی سرمایہ ہے جہاں اللہ نے اولاد پر والدین کی خدمت کا فرض عائد کیا ہے وہاں اولاد کے کچھ حقوق بھی والدین کے ذمے لگائے ہیں تاکہ فطری تقاضے قائم رہیں اور کسی فریق کی حق تلفی نہ ہو۔

ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! نیکی کس سے کروں؟ فرمایا اپنے ماں باپ سے کرو۔ اس نے کہا وہ تو فوت ہو چکے۔

فرمایا پھر اولاد سے کرو کیونکہ جس طرح ماں باپ کے حقوق ہیں اسی طرح

Marfat.com

اولاد کے بھی تو حقوق ہیں اور اولاد کے حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی بدخوئی کی وجہ سے ضروری نہیں کہ اسے عاق ہی کیا جائے اور فرمایا کہ خدا رحمت کرے اس باپ پر جو اپنے بیٹے کو نافرمانی کی راہ پر نہیں چلنے دیتا۔

ایک عربی مقولے "اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ" یعنی اولاد اپنے باپ کا راز ہوتی ہے میں بھی اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ اچھی اولاد والدین کی عزت اور بری اولاد ماں باپ کی ذلت و پریشانی کا باعث بنتی ہے اور یقیناً ہر ماں باپ اپنی اولاد کے لئے بہت کچھ کرتے ہیں اُن کی خوشیوں کے لئے اپنی خوشیاں قربان کر دیتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ ایک دینار جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا جائے اور ایک دینار کسی غلام کو آزاد کرانے میں اور ایک دینار کسی مسکین کو دیا جائے اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے تو ان سب کا اجر وثواب کے لحاظ سے افضل وہ دینار ہے جو اہل وعیال کے نان نفقہ پر خرچ کیا جائے۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشادِ پاک ہے کہ اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو تو دوسرے کو بھی ویسی ہی دو ورنہ یہ ناانصافی ہوگی۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھا طریقہ تعلیم دے کیونکہ علم کے بغیر تو آدمی اللہ کی بھی پہچان نہیں کرسکتا علم کا مقصد یہ بھی ہے کہ انسان میں تحقیق کا جذبہ پیدا ہو جائے کہ زیادہ سے زیادہ علم دین ہمارے اندر آ جائے تاکہ حقوق وفرائض اور ذمہ داریوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق مان کر زندگی گزاری جاسکے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ کسی اولاد والے نے اپنی اولاد کو کوئی ایسی

Marfat.com

چیز اچھی تعلیم وتربیت سے بڑھ کر نہیں دی۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص تین بیٹوں کی یا اسی طرح تین بہنوں کی عیالداری (یعنی ان کی پرورش کی ذمہ داری) کرے، پھر ان کو اَدب (یعنی علم) سکھلائے اور ان پر مہربانی کرے یہاں تک کہ اللہ ان کو بے فکر کردے (یعنی ان کی شادی ہوجائے جس سے وہ پرورش سے بے فکر ہوجائیں) اللہ اس شخص کے لیے جنت کو واجب کردے گا، ایک شخص نے دو کی نسبت پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اور دو میں بھی، حتی کہ لوگوں نے ایک کی نسبت پوچھا، آپ نے فرمایا، ایک کی بھی یہی فضیلت ہے۔

تنبیہ الغافلین میں امام شعبی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ اس والد پر رحمت فرمائے جو اپنے بیٹے کے ساتھ فرمابرداری میں تعاون کرتا ہے یعنی وہ اپنے بیٹے کو ایسی بات نہیں کہتا جس میں اس کی طرف سے نافرمانی کا خطرہ ہو کسی صالح شخص کا قصہ ہے کہ اپنے بیٹے کو کسی کام کیلئے کہتے ہی نہ تھے ضرورت ہوتی تو کسی اور کو کہتے ان سے وجہ پوچھی گئی تو کہنے لگے کہ مجھے خطرہ ہے کہ کوئی بات بیٹے سے کہوں اور وہ اس میں میری نافرمانی کرے تو دوزخ کے لائق بنے گا اسی لیے میں نہیں چاہتا کہ اپنی وجہ سے میں اسے دوزخ کا مستحق بناؤں۔

اسی طرح لڑکیوں کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشادِ پاک ہے کہ جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے یہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں، اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سایے میں لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں، یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے

Marfat.com

پیدا ہوئی جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا، قیامت کے دن اللہ کی مدد اس کے شامل حال رہے گی۔

حضرت عمر بن سعید، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی کو اپنے بچوں پر مہربان اور شفیق نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ جو ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے بالائے مدینہ میں زیر رضاعت تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اس محلہ میں جاتے تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پہنچ کر دایہ کے گھر میں تشریف لے جاتے تھے جہاں دھواں گھٹا ہوتا تھا کیونکہ دایہ کا شوہر لوہار تھا اور ان کی بھٹی کا دھواں گھر میں چاروں طرف بھرا رہتا تھا۔ پھر ابراہیم رضی اللہ عنہ کو گود میں لیتے، پیار کرتے اور اپنے گھر واپس آجاتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابراہیم رضی اللہ عنہ میرا بیٹا ہے زمانہ شیر خوارگی میں فوت ہوا ہے (دنیا کے ایک دائی کے بدلے میں) اس کے لئے جنت میں دو دایاں متعین کی گئی ہیں جو اس کی مدتِ رضاعت پوری کریں گی۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ صفحہ ۷۷۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک آدمی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ ایک بچہ تھا اس نے اپنے بچہ کو محبت کی وجہ سے اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ تو اس پر رحم کھاتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ اس سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں جتنا تو اس بچے کے ساتھ رحم کرتا ہے اور وہ سب رحم کرنے والوں

Marfat.com

سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ (ادب المفرد صفحہ ۲۳۳)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ نماز سے فراغت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر جانے کے لئے مسجد سے باہر نکلے۔ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی نکل آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کچھ بچے آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے ایک ایک بچہ کے گالوں پر ہاتھ پھیرتے اور پھر میرے گال پر بھی ہاتھ مبارک پھیرا۔ اس وقت میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسے محسوس کی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی عطار کے ڈبہ سے اپنا ہاتھ مبارک نکالا ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ صفحہ ۲۵ے)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھے پر سوار دیکھا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کر رہے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اسے محبوب رکھ۔ (مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۲۸۲)

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا انہوں نے حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر اٹھالیا کہتے تھے میرا باپ تجھ پر قربان ہو تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ ہو اور علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہنس رہے تھے۔ (بخاری ج ۱ صفحہ ۵۳۰)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا حضرت حسین رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر سوار تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔ (بخاری ج ۱ صفحہ ۵۳۰)

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو کر کہا کہ میری بیوی کے شکم سے ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو کالا ہے اور میرا ہم شکل

Marfat.com

نہیں ہے۔اس لیے میرا خیال ہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے۔

دیہاتی کی بات سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں۔اس نے عرض کیا کہ میرے پاس بہت زیادہ اونٹ ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا وہ تمہارے اونٹ کس رنگ کے ہیں۔اس نے کہا کہ سرخ رنگ کے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا ان میں کچھ خاکی رنگ کے بھی ہیں یا نہیں؟ اس نے کہا کہ جی ہاں! کچھ اونٹ خاکی رنگ کے بھی ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم بتاؤ کہ سرخ اونٹوں کی نسل میں خاکی رنگ کے اونٹ کیسے اور کہاں سے پیدا ہو گئے؟ دیہاتی نے جواب دیا کہ میرے سرخ رنگ کے اونٹوں کے باپ داداؤں میں کوئی خاکی رنگ کا اونٹ رہا ہوگا۔اس کی رگ نے اس کو اپنے رنگ میں کھینچ لیا ہوگا۔اس لیے سرخ اونٹوں کا بچہ خاکی رنگ کا ہو گیا۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ممکن ہے تمہارے باپ داداؤں میں بھی کوئی کالے رنگ کا ہو اور اس کی رگ نے تمہارے بچے کو کھینچ کر اپنے رنگ کا بنا لیا ہو اور یہ بچہ اس کا ہم شکل ہو گیا۔ (بخاری ج ۲)

جب بچے اس دنیا میں وارد ہوتے ہیں تو ان کا وجود ایک بے زبان جانور یا متحرک کھلونے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا ان کی ہر چیز پر ایک ایسی گہری نظر ہوتی ہے جس کا احساس ہم لوگ نہیں کر سکتے اور جو زیادہ تر نظر انداز ہو جاتا ہے۔

حقیقت حال یہ ہے کہ بچہ آنکھ کھولتے ہی ہر چیز کا جائزہ لینا شروع کر دیتا ہے اپنی بساط کے مطابق ہر چیز کو جانچنے اور جاننے کی کوشش کرتا ہے جس کا اظہار ہم کو اس کی طاقت گویائی بحال ہونے پر ہوتا ہے۔اس کی ابتداء اس کے گردوپیش سے ہوتی ہے چنانچہ وہ اپنے ماں باپ کے امتیاز میں سب سے پہلے کامیاب ہوتا ہے۔

Marfat.com

بعد ازاں انہیں ماں باپ کے توسل سے وہ دیگر چیزوں سے تعارف حاصل کرتا ہے۔اس لیے اسی دوران نشوونما میں اس کی معلومات دن دونی رات چوگنی ترقی کرتی جاتی ہے جو درحقیقت اس کی دماغی زرخیزی کا باعث ہوتی ہے اس لیے ماں باپ کے لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ اس کاشت میں ذرا بھی عدم توجہی سے کام نہ لیں بلکہ جہاں تک ہو سکے اس کی وسعت نظر رکھتے ہوئے بچے کی ہر حرکات وسکنات پر ایک امتیازی نظر رکھیں تاکہ اس کے مستقبل کے متعلق وہ غلطی نہ کرسکیں۔

کیونکہ یہ ابتدائی مشاغل توسیع اس کو بذریعہ ارتقاء ایک کامیاب انسان بناسکے گی اب یہ ماں باپ پر منحصر ہے کہ وہ اس وقت سے فائدہ اٹھائیں اور اس کو محبت، مذہب، صفائی، تمیز ولیاقت وغیرہ کے زیور سے آراستہ کریں۔اس کے بعد جب اس کی تعلیم ہو گی تو وہ ان تمام خوبیوں پر جلا کر دے گی اور وہ ایک درخشندہ ستارہ ہو کر چمکے گا لیکن آج کل تو اولاد کے بدتمیز بے ادب نافرمان ہونے کی عام طور سے لوگ شکایت کرتے ہیں حالانکہ یہ ان کے دین کی درستی اور تربیت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔جو ماں باپ کی دینی تعلیم کی طرف سے بے توجہی اور لاپرواہی کا سبب اور بے جا محبت لاڈ اور پیار کرنے کا نتیجہ ہوتا ہے۔یہ مانا کہ اولاد سے لاڈ کیا ہی جاتا ہے لیکن لاڈ لاڈ میں فرق ہوتا ہے۔کوئی لاڈ عقلمندی کے ساتھ ہوتا ہے جو اپنی اولاد سے سب ہی کو ہوتا ہے اور کوئی لاڈ و پیار اندھادھند حماقت آمیز ہوتا ہے جسے اندھا لاڈ کہتے ہیں جو ماں باپ بچہ کی ہر ضد پر جا و بے جا ناز اور چونچلے اٹھاتے ہیں اور وہ ایک بری بنیاد قائم کرتے ہیں جس کا نتیجہ آگے چل کر ان پر ظاہر ہوتا ہے پھر کفِ افسوس ملتے اور نادم و پریشان ہوتے ہیں۔

اسی طرح بچوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے والدین کی عزت واحترام کریں۔

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ نے والدین کے حقوق کو اور واضح کر دیا تاکہ کوئی بدنصیب والدین کے دل کو دکھا کر جہنم کا ایندھن نہ بنے بلکہ ہر خوش نصیب اُن کی خدمت کر کے جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات حاصل کرے، آمین۔

حقوق اللہ کے بعد انسان پر جو حقوق سب سے پہلے مقدم ہیں وہ والدین کے حقوق ہیں کیونکہ والدین ہی اولاد کو دنیا میں لانے کا سبب ہوتے ہیں اور والدین ہی انسان کے لیے کائنات کا سب سے خوب صورت عطیہ ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے اس حال میں صبح کی کہ اُس کے والدین اُس سے راضی ہیں تو اُس کے لیے صبح کو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر شام کو بھی ایسا ہی کرے تو اسی قدر ثواب ہے۔ اگر ان میں سے ایک کو راضی کرے تو ایک جنت کا دروازہ کھلے۔

اگرچہ وہ دونوں (والد اور والدہ) ظلم کریں۔ جو صبح اس حال میں کرے کہ والدین کو ناراض کر رہا ہو تو اس کے لیے دوزخ کی طرف دو دروازے کھل جاتے ہیں جو شام کو اس طرح کرے اِس کو ویسی ہی سزا ہے۔

اگر ایک کے ساتھ کرے تو ایک ہی دروازہ کھلے۔ اگرچہ دونوں ظلم کریں، اگرچہ دونوں ظلم کریں اگرچہ دونوں ظلم کریں۔ (مشکوٰۃ)

زیرِ نظر کتاب **"اولاد کے حقوق"** کی تالیف کا مقصد یہی ہے کہ اس میں ان تمام پہلوؤں پر بڑے اچھے اور مختصر طریقے سے روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ ہمارے پڑھنے والے قارئین اُن سے اچھی طرح استفادہ حاصل کر سکیں اور اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل کی بارگاہ میں عاجزانہ دعا ہے کہ

Marfat.com

وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے نیز اپنے پیارے حبیب آقائے دو جہاں حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ کے واسطے میرے تمام کردہ اور ناکردہ گناہوں کو معاف فرمائے۔ آمین ثم آمین

آخر میں اپنے پڑھنے والے قارئین سے التماس کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب میں کوئی بھی غلطی یا لغزش پائے تو ہمیں ضرور آگاہ کریں تاکہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہوسکیں۔ شکریہ

ابوزین حسنہ علامہ مولانا محمد اقبال قادری

Marfat.com

قرآن کی روشنی میں
اولاد کے حقوق

نیک اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی ٹھنڈک کہا ہے اس لئے اولاد کا ہونا خوش بختی تصور کیا جاتا ہے۔ جنہیں یہ نعمت میسر آتی ہے وہ بہت خوش وخرم رہتے ہیں اور جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی وہ ہمیشہ اولاد کی محرومی کے صدمے میں پڑے رہتے ہیں مگر جب اولاد مل جاتی ہے تو گویا دنیا کی بہت بڑی نعمت مل گئی۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام آیت ۱۳۷)

ترجمہ: "اور یوں ہی بہت مشرکوں کی نگاہ میں ان کے

Marfat.com

شریکوں نے اولاد کا قتل بھلا کر دکھایا کہ انہیں ہلاک کریں اور ان کا دین ان پر مشتبہ کریں اور اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے تو تم انہیں چھوڑ دو وہ ہیں ان کے افتراء۔"

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۟ (سورۃ الانعام آیت ۱۴۰)

ترجمہ: "بے شک تباہ ہوئے وہ جو اپنی اولاد کو قتل کرتے ہیں، احمقانہ جہالت سے اور حرام ٹھہراتے ہیں وہ جو اللہ نے انہیں روزی دی اللہ پر جھوٹ باندھنے کو بے شک وہ بہکے اور راہ نہ پائی۔"

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ ۚ

(سورۃ الانعام آیت ۱۵۱)

ترجمہ: "تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا یہ کہ اس کا شریک کوئی نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے باعث ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے۔"

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۟

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۳۱)

Marfat.com

ترجمہ: "اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی بے شک ان کا قتل بڑی خطا ہے۔"

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ۝ (سورۃ النحل آیت ۵۸ تا ۵۹)

ترجمہ: "اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصہ کھاتا ہے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بشارت کی برائی کے سبب کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا ارے بہت ہی برا حکم لگاتے ہیں۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّىْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّىْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّىْ خِفْتُ الْمَوَالِىَ مِنْ وَّرَآءِىْ وَكَانَتِ امْرَاَتِىْ عَاقِرًا فَهَبْ لِىْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِىْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ (سورۃ مریم آیت ۳ تا ۷)

ترجمہ: "عرض کی اے میرے رب! میری ہڈی کمزور ہو گئی اور

Marfat.com

سر سے بڑھاپے کا بھبھوکا پھوٹا (شعلہ چمکا) اور اے میرے رب! میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہ رہا اور مجھے اپنے اور اپنے قرابت والوں کا ڈر ہے اور میری عورت بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھائے وہ میرا جانشین ہو اور اولادِ یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے رب! اسے پسندیدہ کر۔ اے زکریا (علیہ السلام)! ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ (علیہ السلام) ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا۔"

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ط حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۝ (سورۃ الفرقان آیت ۷۴ تا ۷۶)

ترجمہ: "اور وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ ان کو جنت کا سب سے اونچا بالاخانہ انعام ملے گا۔ بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت

Marfat.com

کے وقت فرمایا۔

فَكُلِىْ وَاشْرَبِىْ وَقَرِّىْ عَيْنًا (سورۂ مریم آیت ۲۶، پ ۱۶، ع ۵)

ترجمہ: "تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۝ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ؕ ۝ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۝

(سورۂ ھود آیت ۶۹ تا ۷۱)

ترجمہ: "اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے سلام کہا کہا سلام پھر کچھ دیر نہ کی ایک بچھڑا بھنا لائے۔ پھر جب دیکھا ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے ان کو اوپری (اجنبی) سمجھا اور جی ہی جی میں ان سے ڈرنے لگا۔ بولے ڈریئے نہیں ہم قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں اور اس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحٰق (علیہ السلام) کی خوشخبری دی اور اسحٰق (علیہ السلام) کے پیچھے یعقوب (علیہ السلام) کی۔"

يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ (سورۂ مریم آیت ۷)

Marfat.com

ترجمہ: "اے زکریا (علیہ السلام)! ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ (علیہ السلام) ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا۔"

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۞

(سورۃ المائدہ آیت ۵۶ تا ۵۷)

ترجمہ: "اے ایمان والو! جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنالیا ہے وہ جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور کافران میں کسی کو اپنا دوست نہ بناؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ اگر ایمان رکھتے ہو اور جب تم نماز کے لئے اذان دو تو اسے ہنسی کھیل بناتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ نرے بے عقل لوگ ہیں۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ

Marfat.com

الظّٰلِمُوْنَ۞ (سورۃ الحجرات آیت ۱۱)

ترجمہ: "اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہ بھی ظالم ہیں۔"

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۞ (سورۃ الاعراف آیت ۱۸۰)

ترجمہ: "اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام تو اسے ان سے پکارو اور انہیں چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے نکلتے ہیں وہ جلد اپنا کیا پائیں گے۔"

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۞ (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۱۱۰)

ترجمہ: "تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔"

Marfat.com

ولادت باسعادت

ہر ماں باپ کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہمارے بچے نیک اور اچھے ہوں، دوسروں کا ادب و احترام کرنے والے ہوں۔ اولاد کی تعلیم و تربیت کا آغاز بچے کی پیدائش سے شروع ہو جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں بچے کی پرورش اور پرورش کے متعلق تمام بنیادی اصول بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہیں لہٰذا سنت طریقے سے بچوں کی پیدائش پر بنیادی امور سرانجام دینے میں بڑا اجر ہے۔

لہٰذا والدین کو اپنے بچوں کی ولادت کے وقت ان تمام ذمہ داریوں کو پورا کرنا چاہئے جنہیں اسلام نے ضروری قرار دیا ہے۔

اس بات کا انتظار نہ کیا جائے کہ جب بچہ پانچ یا چھ برس کا ہو گا تو پھر اس کی تربیت کرنی شروع کریں گے بلکہ بچے کی پیدائش سے ہی اس کی تربیت کی ابتداء کر دی جائے تاکہ جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا چلا جائے۔ ویسے ویسے شریعت کے سانچے میں ڈھلتا چلا جائے اور اپنی اور اپنے والدین کی دنیا اور آخرت کو سنوارتا چلا جائے۔

ولادت پر مبارک باد دینا:

بچے کی پیدائش ایک فطری عمل ہے۔ جب حمل کی مدت پوری ہو جائے گی

Marfat.com

اور بچہ یا بچی پیدا ہونے کے آثار نمایاں ہو جائیں گے۔ بچے کی زچگی کے دن جب بالکل قریب آ جائیں تو صالح ماں کا طریقہ یہی ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بچے کی آسانی کے ساتھ پیدائش کے لئے دعا گو رہے۔ جب دردِ زہ میں مبتلا ہو تو اس وقت خاص طور پر اللہ تعالیٰ سے بار بار التجا کرے یا الٰہی! مجھ پر بچے کی پیدائش کا زیادہ بوجھ نہ ڈال اور اللہ تعالیٰ سے رحم کی طلبگار رہے۔ اللہ تعالیٰ مشکل میں آسانی طلب کرنے والوں کی مدد فرماتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۞ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۞ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۞

(سورۃ ھود آیت ۶۹ تا ۷۱، پ ۱۲، ع ۷)

ترجمہ: "اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس مژدہ لے کر آئے بولے سلام کہا کہا سلام پھر کچھ دیر نہ کی ایک بچھڑا بھنا لائے۔ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں پہنچتے ان کو اوپری (اجنبی) سمجھا اور جی ہی جی میں ان سے ڈرنے لگا۔ بولے ڈریئے نہیں ہم قومِ لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں اور اس کی بی بی کھڑی تھی وہ ہنسنے لگی تو ہم نے اسے اسحٰق (علیہ السلام)

Marfat.com

کی خوشخبری دی اور اسحق (علیہ السلام) کے پیچھے یعقوب (علیہ السلام) کی۔"

حضرت زکریا علیہ السلام عبادت میں مصروف تھے تو فرشتے آپ سے مخاطب ہوئے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

(سورۂ آل عمران آیت ۳۹، پ ۳، ع ۱۲)

ترجمہ: "تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے یحییٰ (علیہ السلام) کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔"

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨاسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ (سورۂ مریم آیت ۷، پ ۱۶، ع ۴)

ترجمہ: "اے زکریا (علیہ السلام)! ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ (علیہ السلام) ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا۔"

اسلام نے بچوں کی ولادت باسعادت پر مبارک باد دینا جائز قرار دیا ہے جیسا کہ مذکورہ آیات میں بچے کی ولادت پر اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کو بشارت اور خوشخبری دی۔ بچوں کی ولادت پر مبارک باد دینا عرصہ قدیم کی روایت ہے جیسا کہ

Marfat.com

حضور ﷺ کی ولادت باسعادت پر حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کی خیر و مبارک باد ابولہب کو دی تو ابولہب نے اپنے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے کی ولادت پر خوشخبری دینے کی بناء پر ثوبیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا۔ ابولہب کفر کی حالت میں مرا لیکن جس انگلی کے اشارے سے ثوبیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تھا وہ انگلی اس کے لئے آخرت میں راحت بن گئی۔

حضرت ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ثوبیہ رضی اللہ عنہا ابولہب کی لونڈی تھیں۔ ابولہب نے اس کو آزاد کیا تھا جب اس نے آنحضرت ﷺ کے پیدا ہونے کی خبر ابولہب کو دی تھی۔ پھر اس نے آنحضرت ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ جب ابولہب مر گیا تو اس کے کسی عزیز نے مرنے کے بعد اس کو خواب میں برے حال میں دیکھا۔ پوچھا کیا حال ہے کیسی گزر رہی ہے؟ کہنے لگا جب سے تم سے جدا ہوا ہوں کبھی آرام نہیں مگر ایک ذرا سا پانی پیر کے دن اس میں مل جاتا ہے اور ابولہب نے اس گڑھے کی طرف اشارہ کیا جو انگوٹھے اور کلمے کی انگلی کے درمیان میں ہوتا ہے اور یہ بھی اس وجہ سے کہ میں نے ثوبیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا تھا۔

(بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۷۶۴)

بچے کی ولادت پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد کرنی چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھرانے میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو یہ نہ پوچھتی تھیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی صرف یہ پوچھتی تھیں کیا صحیح سالم پیدا ہوا ہے؟ جب ان کو بتایا جاتا کہ صحیح سالم پیدا ہوا ہے تو فرماتی تھیں الحمد للہ رب العالمین۔ (الادب المفرد صفحہ ۵۹۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ابولہب کا انتقال ہو گیا تو میں نے ایک سال بعد انہیں بری حالت میں دیکھا اور انہوں نے کہا کہ تم سے جدا

Marfat.com

...نے کے بعد مجھے راحت نہ ملی البتہ ہر پیر کے روز مجھ سے عذاب کچھ کم کر دیا جاتا ہے اور یہ وہی دن تھا جس دن حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی پیدائش کی خوشخبری ثوبیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے آقا ابولہب کو دی تھی اور آپ ﷺ کی پیدائش سے ابولہب خوش ہوا تھا۔ (مواہب لدنیہ جلد اول صفحہ ۱۵۸)

بچہ کی مبارکباد دیتے ہوئے یہ کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو بچہ دیا ہے اس میں تمہارے لئے برکت دے اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے شکر کی توفیق نصیب ہو اور بچہ نیک و پارسا بنے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ صحت مند رکھے اور اس کی عمر دراز ہو۔ مبارکباد دینے سے باہمی تعلقات میں محبت اور الفت پیدا ہوتی ہے۔

دعوت کا اہتمام کرنا:

اسلامی تعلیمات کے مطابق بچے کی ولادت پر دعوت کا اہتمام کرنا اور اللہ کریم سے التجا کرنا بچے کی صحت و مستقبل کے لئے ہر لحاظ سے مفید اور بہترین ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بن قرہ بیان کرتے ہیں کہ میرا بیٹا ایاس پیدا ہوا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے چند آدمیوں کو بلایا اور ان کو کھانا کھلایا۔ کھانے کے بعد انہوں نے دعا مانگی میں نے کہا تم نے دعا کی ہے اور اب میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہنا چنانچہ میں نے بہت دعا کی بچے کے دین کے لئے، عقل کے لئے پھر فرمایا البتہ میں جانتا ہوں اس دن میں جو میں نے دعا کی تھی۔

(الادب المفرد صفحہ ۵۹۳)

اذان دینا:

جب بچہ پیدا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس کے کان میں اذان و اقامت کہی جائے۔ اذان کہنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ بلائیں دور ہو جائیں گی۔ بہتر یہ ہے کہ دائیں

Marfat.com

کان میں چار مرتبہ اذان اور بائیں کان میں تین مرتبہ اقامت کہی جائے۔ بہت سے لوگوں میں یہ رواج ہے کہ لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اذان کہی جاتی ہے اور لڑکی پیدا ہوتی ہے تو نہیں کہی جاتی ایسا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ لڑکی پیدا ہو تب بھی اذان و اقامت کہی جائے گی۔ (بہار شریعت حصہ ۱۵ صفحہ ۱۵۰)

حضور نبی کریم ﷺ کے ہاں جب نواسہ پیدا ہوا تو آپ ﷺ نے بذات خود اس کے کان میں اذان دی اور جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو ان کے کان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔

وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلٰوۃِ۔ (جامع ترمذی جلد اوّل حدیث [illegible])

ترجمہ: "حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں اذان کہتے ہوئے سنا جبکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں جنا تھا اور جیسی اذان نماز میں دی جاتی ہے۔"

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہونے والے بچے کے کانوں میں سب سے پہلے اذان دی جائے اور سنت طریقہ بھی یہی ہے کہ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہی جائے تاکہ جونہی بچہ دنیا میں آئے تو اس کے کان میں اللہ عزوجل کا نام اور دین اسلام کا کلمہ پہنچے۔

بچے کی پیدائش پر اس کے دائیں کان میں اذان دینا اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے۔ (کتاب الفقہ ج ۲ صفحہ ۵۱۷)

Marfat.com

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو میں نے دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان کے کان میں اذان دی۔ (مسند امام احمد ج ۱۰ صفحہ ۱۰۱۷)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے گھر میں بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہے اس سے بچہ ام الصبیان بیماری سے محفوظ رہے گا۔ (سنن بیہقی)

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر اقامت پڑھنے کی ترغیب دی ہے اور اس کی برکت بیان فرمائی ہے۔ (کنز العمال)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر پڑھی اور اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرمائی۔ اصل میں ایک کان میں اذان اور دوسرے کان میں اقامت پڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ جتنا وقت اقامت و جماعت کھڑے ہونے کے درمیان ہوتا ہے اتنا ہی وقت ہو سکتا ہے تمہیں نصیب ہو لہٰذا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر عمل کر کے اپنی زندگی آخرت کی بہتر بنائے کہ تیری اذان ہو چکی ہے اور اقامت بھی اب صرف نماز باقی ہے اور نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوتا ہے۔ نمازِ جنازہ میں نہ اذان اور نہ اقامت ہے۔ صفیں درست کر کے اللہ اکبر کہہ کر نمازِ جنازہ پڑھ لی۔ (اسد الغابہ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ پر نومولود بچہ کا پہلا حق یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کے کانوں کو اور کانوں کے ذریعے اس کے دل و دماغ کو اللہ عزوجل

Marfat.com

اور حضور نبی کریم ﷺ کے پیارے نام اور شہادت توحید و رسالت اور ایمان و نماز کی دعوت و پکار سے آشنا کریں۔

اذان و اقامت کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اذان کے کلمات سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے۔ شیطان پیدائش سے پہلے ہی اس گھات میں تھا لیکن جب اس کے کان میں ایسے کلمات پڑے جو اس کو کمزور کرنے کا باعث ہیں تو پہلی ملاقات کے موقع پر ہی اس نے ایسے کلمات سن لئے جنہیں سن کر وہ آگ بگولہ ہو جاتا ہے۔ نیز اس میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ اس بچہ کو شروع ہی سے اللہ اور اسلام کی طرف اور اللہ کی عبادت کی طرف دعوت دے دی جائے اور شیطان کی دعوت سے پہلے رحمٰن کی دعوت دی جائے اس لئے کہ یہی اللہ کی وہ فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اور یہ وہ فطرتِ الٰہی اور نظامِ خلقت ہے جس کو شیطان بدلنا چاہتا ہے اور مولود کو اس سے ہٹانا چاہتا ہے۔

تحنیک یعنی گھٹی دلوانا:

بچے کی پیدائش پر تحنیک یعنی گھٹی دلوانا حضور نبی کریم ﷺ کی بہت ہی پیاری اور مبارک سنت ہے۔ تحنیک یعنی گھٹی دلوانا کا مطلب بچے کے کانوں میں اذان کے بعد منہ میں میٹھی چیز ڈالنا ہے اور اس کا مسنون طریقہ تو یہ ہے کہ بچے کی پیدائش پر کھجور چبا کر نومولود کے منہ میں انگلی کے ساتھ تالو پر لگا دی جاتی ہے۔ بچے کے منہ میں انگلی آہستہ سے پھیری جائے اور اگر کھجور موجود نہ ہو تو کسی میٹھی چیز یعنی شہد، چینی یا جنم گھٹی سے تحنیک کر دینا بھی درست ہے۔ اس کے بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ

Marfat.com

يُؤْتٰى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ

(صحیح مسلم جلد پنجم صفحہ ۳۴۵)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ ان کے لئے دعائے برکت فرماتے اور ان کی تحنیک کیا کرتے۔"

اس حدیث مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے زمانے میں جب نومولود بچوں کو آپ ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا تو آپ ﷺ کھجور چبا کر ان کے تالو میں لگا دیتے اور ان کے حق میں برکت کی دعا فرماتے۔

اسی طرح ایک اور حدیث مبارکہ میں یوں بیان ہوئی ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ فَاَتَیْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ اِبْرٰهِیْمَ فَحَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ وَّدَعَا لَهٗ بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَهٗ اِلَیَّ وَكَانَ اَكْبَرُ وَلَدِ اَبِیْ مُوْسٰی (صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۴۳۰)

ترجمہ: "حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو میں اسے لے کر حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا پس آپ ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور کھجور کے ساتھ اس کی تحنیک فرمائی، اس کے لئے برکت کی دعا کی اور مجھے واپس دے دیا۔ یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا لڑکا تھا۔"

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ ابْنٌ لِاَبِیْ

Marfat.com

طَلْحَةَ يَشْتَكِيْ فَخَرَجَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَقُبِضَ الصَّبِيُّ فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ مَا فَعَلَ ابْنِيْ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هُوَ اَسْكَنُ مَا كَانَ فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعِشَاءَ فَتَعَشّٰى ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَتْ دَارِ الصَّبِيَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اَعْرَسْتُمُ اللَّيْلَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا قَالَ لِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ اِحْفَظِيْهِ حَتّٰى تَاْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰى بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَعَهٗ بِتَمَرَاتٍ فَاَخَذَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَعَهٗ شَيْءٌ قَالُوْا نَعَمْ تَمَرَاتٌ فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا ثُمَّ اَخَذَ مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِي الصَّبِيِّ وَحَنَّكَهٗ بِهٖ وَسَمَّاهُ عَبْدُ اللّٰهِ

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۴۳۳)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ باہر گئے تو لڑکا وفات پا گیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ واپس لوٹے تو پوچھا بچے کا حال کیسا ہے؟ (میری والدہ) حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا وہ پہلے سے بہتر ہے۔ پھر انہوں نے رات کا کھانا پیش کیا۔ کھانا کھا کر انہوں نے ان سے صحبت کی۔ جب فارغ ہو گئے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ لڑکے کو دفن کرآؤ۔ حضرت ابوطلحہ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے
اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا
کیا آج رات تم نے ہم بستری کی ہے؟ عرض کیا ہاں! زبان حق
ترجمان پر یہ الفاظ جاری ہوئے اے اللہ! ان دونوں کو برکت
دے۔ (حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) پس میرے (حضرت
ام سلیم رضی اللہ عنہا کے) ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ
نے مجھ (حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا) سے فرمایا اس کی خوب نگرانی
کرنا یہاں تک کہ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے
جائیں۔ پس وہ بچے کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے
گئے اور ان کے ساتھ چند کھجوریں بھیجی گئیں۔ پس حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو گود میں لے لیا اور فرمایا کیا اس کے ساتھ بھی
کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا ہاں کھجوریں ہیں۔ پس حضور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لے کر چبایا اور پھر اس کے منہ میں رکھ
دیں۔ پس اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کی تحنیک فرمائی
اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا صاحبزادہ بیمار رہتا تھا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ باہر گئے تو اس بچے کا انتقال ہوگیا۔ جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو انہوں نے دریافت کیا میرے بیٹے کا کیا حال ہے؟

ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا وہ پہلے کے مقابلہ میں پرسکون ہے۔ پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کی خدمت میں رات کا کھانا پیش کیا۔ انہوں نے رات کا کھانا کھایا

Marfat.com

اور پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ساتھ صحبت کی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا اس بچے کو دفن کر دینا۔

اگلے دن وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کیا گذشتہ رات تم نے اپنی زوجہ کے ساتھ صحبت کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا ہاں! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما۔ پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے ہدایت کی اسے اٹھاؤ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔ میں اس بچے کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بچے کے ہمراہ کچھ کھجوریں بھیجی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو پکڑا اور دریافت کیا کیا اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے؟

لوگوں نے عرض کیا جی ہاں! کھجوریں ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں پکڑیں اور انہیں چبایا اور اپنے منہ سے نکال کر اس بچے کے منہ میں ڈال کر گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۲۰۹)

اسی کے متعلق ایک اور حدیث مبارکہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جِئْنَا بِعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهُ فَطَلَبْنَا تَمْرَةً فَعَزَّ عَلَيْنَا طَلَبُهَا

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گھٹی دی۔ پھر ہم نے کھجور تلاش کی اور

Marfat.com

ہم کو اس کی تلاش میں دشواری ہوئی۔"

ابو بردہ، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میرے گھر بچہ پیدا ہوا جسے میں لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھ کر کھجور سے گھٹی دی اور ابو اسامہ کی روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے برکت کی دعا کر کے واپس کر دیا اور یہ ابو موسیٰ کا بڑا بیٹا تھا۔ (سنن الکبریٰ ج ۱۱ صفحہ ۲۹۶)

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور فاطمہ بن منذر بیان کرتے ہیں جب حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اس وقت وہ حاملہ تھیں اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے پیٹ میں تھے۔ جب وہ قبا پہنچی تو ان کے ہاں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی۔ جب پیدائش ہوئی تو انہیں لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں گھٹی دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نومولود کو پکڑا اور اپنی گود میں لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور منگوائی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کھجوریں ہمیں کچھ دیر تلاش کرنے کے بعد ملی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چبایا اور پھر اپنا لعاب دہن بچے کے منہ میں ڈال دیا۔ اس بچے کے پیٹ میں سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن پہنچا۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے پر ہاتھ پھیرا۔ اسے دعا دی اور اس کا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) رکھا۔ جب وہ بچہ سات یا شاید آٹھ سال کا ہوا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کرنے کے لئے آیا۔ اسے اس بات کا حکم اس کے والد حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر مسکرائے اور اسے بیعت کر لیا۔ (مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۲۰۹)

ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

سے انہوں نے کہا کہ ایک بچہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس لائے تاکہ آپ کچھ چبا کر اس کے منہ میں دیں۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیشاب کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام پر پانی بہا دیا۔ (بخاری شریف ج ۲ صفحہ ۸۲۱)

ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مسلمانوں کے ہاں جو سب سے پہلا بچہ پیدا ہوا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تھے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ جب ابن ابی زبیر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دے دیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرما منگوا کر اسے چبا کر اپنا لعابِ دہن بچہ کے منہ میں ڈالا اور خرما تالو میں ملا نیز خیر و برکت کی دعا دی۔

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَّضِیَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّهَا حُمِلَتْ بِعَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَیْرِ بِمَکَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَیْتُ الْمَدِیْنَةَ فَنَزَلْتُ قُبَآءَ فَوَلَدْتُ بِقُبَآءٍ ثُمَّ اَتَیْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِیْ حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِیْ فِیْهِ فَکَانَ اَوَّلَ شَیْءٍ دَخَلَ جَوْفَهٗ رِیْقُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّکَهٗ بِالتَّمْرَةِ ثُمَّ دَعَا لَهٗ فَبَرَّکَ عَلَیْهِ وَکَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُّلِدَ فِی الْاِسْلَامِ فَفَرِحُوْا بِهٖ فَرَحًا شَدِیْدًا لِاَنَّهُمْ قِیْلَ لَهُمْ اَنَّ الْیَهُوْدَ قَدْ سَحَرَتْکُمْ فَلَا یُوْلَدُ لَکُمْ

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۴۳۲)

ترجمہ: "حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ مکہ مکرمہ کے اندر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے شکم مبارک

Marfat.com

میں تھے۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے ہجرت کی تو پورے دن تھے۔ پس میں مدینہ منورہ پہنچ گئی اور قبا میں ٹھہری تو اس کی ولادت قبا میں ہوئی۔ پس میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئی اور آپ ﷺ کی گود میں دے دیا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور منگوائی اور اسے چبا کر عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے منہ میں رکھ دیا۔ پس پہلی چیز جو اس کے پیٹ میں گئی وہ رسول اللہ ﷺ کا لعاب دہن ہے۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور کے ساتھ تحنیک فرمائی اور اس کے لئے دعا کر کے مبارکباد دی۔ دارالسلام کے اندر پیدا ہونے والا یہ سب سے پہلا بچہ تھا۔ پس اس کی پیدائش پر مسلمانوں نے بڑی مسرت کا اظہار کیا کیونکہ یہ افواہ عام پھیلی ہوئی تھی یہودیوں نے جادو کر رکھا ہے جس کے باعث مسلمانوں کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوگا۔"

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہیں۔ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جو مشہور صحابی ہیں ان کی والدہ ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ہجرت سے قبل عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حاملہ ہو چکی تھی مگر ان کی ولادت بعد ہجرت مقام قبا میں ہوئی۔

ہجرت کے وقت "قبا" مدینہ شہر سے جنوب مغربی سمت تقریباً ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھا۔ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے لئے سفر ہجرت میں حضور نبی کریم ﷺ کی یہ آخری منزل تھی جہاں آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے قبل قیام کیا

Marfat.com

اور تین یا چار دن تک مقیم رہے۔ جس جگہ آپ ﷺ نے قیام فرمایا اس جگہ آپ ﷺ نے ایک مسجد کی بنیاد بھی رکھی جسے مسجد قبا کہتے ہیں۔ اس وقت قبا اگرچہ مدینہ منورہ کے باہر تھا مگر اب بالکل شہر کے اندر واقع ہے۔ اس جگہ بڑی شادابی ہے اور مختلف پھلوں اور میووں کے باغات ہیں۔ اسی قبا میں بئر اریس نامی کنواں ہے جہاں آپ ﷺ نے چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنت کی بشارت دی تھی اور جس میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں آپ ﷺ کی وہ انگوٹھی گر گئی تھی جس سے آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے بعد خلفائے راشدین مہر لگایا کرتے تھے۔ اس کنوئیں کا پانی بہت کھارا تھا اور کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعابِ دہن شامل فرمایا تو اس کا پانی میٹھا ہو گیا مگر اب یہ کنواں خشک ہو گیا ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے یہ نتیجہ نکلا کہ کوئی بزرگ چھوہارا یا کوئی میٹھی چیز اپنے منہ میں چبا کر بچے کے تالو سے لگا دے تاکہ سب سے پہلے بچے کے منہ میں مقبول الٰہی کا لعاب اور شیرینی پہنچے۔ پہلی غذا کا بچہ پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ بزرگانِ دین پہلا پھبا بزرگوں سے دلواتے ہیں۔ اہل مدینہ خوش نصیب تھے کہ ان کے نو مولود بچوں کو پہلے حضور نبی کریم ﷺ کی گود، حضور نبی کریم ﷺ کی دعا اور حضور نبی کریم ﷺ کا لعاب دہن نصیب ہوتا تھا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بچوں کو لایا جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں برکت کی دعا دیتے تھے اور انہیں گھٹی دیتے تھے۔

(مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۲۰۹)

بچے کا سر منڈوانا:

اسلامی تعلیمات کے مطابق بچے کی ولادت کے ساتویں دن اس کا سر

Marfat.com

منڈوانا اور سر کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی تقسیم کرنا یعنی صدقہ کرنا اور ایسا کرنا حضور نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

سر کے بال مونڈنے میں صحت وطب کے لحاظ سے یہ فائدہ بھی ہے کہ بچے کا سر مونڈنے سے اسے قوت حاصل ہوتی ہے اور سر کے مسامات کھل جاتے ہیں اور ساتھ ہی اس سے نگاہ اور سماعت اور سونگھنے کی قوت کو فائدہ پہنچتا ہے۔ بچے کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرنے سے معاشرہ میں باہمی امداد کا جذبہ پیدا ہوگا اور اس سے حاجت مند کی ضرورت پوری ہوگی اور آپس میں تعاون، امداد اور رحم کھانے کی فضاء پیدا ہوگی۔

سر مونڈنے کے بارے میں روایت یہ ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَلَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنَلْطَخُهُ بِزَعْفَرَانٍ

(سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۱۰۷۰)

ترجمہ: "حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ دورِ جاہلیت میں جب کسی کے گھر لڑکا پیدا ہوتا تو بکری ذبح کر کے اس کا خون بچے کے سر پر لگاتا۔ جب دورِ اسلام آیا تو ہم ساتویں روز بکری ذبح کرتے ہیں، اس کا سر مونڈتے ہیں اور اس پر زعفران لگاتے ہیں۔"

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب موطا میں جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن،

Marfat.com

حضرت حسین، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم کے سروں کے بالوں کا وزن کروا کر اتنی مقدار میں چاندی صدقہ کی۔ (موطا امام مالک حدیث ۱۰۷۵)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ ابْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ
عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ
وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ اِحْلِقِيْ رَاْسَهٗ وَتَصَدَّقِيْ بِزِنَةِ شَعْرِهٖ فِضَّةً
فَوَزَنَاهُ فَكَانَ وَزْنُهٗ دِرْهَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ

(جامع ترمذی جلد اول حدیث ۱۵۶۰)

ترجمہ: "محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ابی طالب نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ ایک بکری سے کیا اور فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اس کا سر مونڈ واور اس کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کرو۔ پس انہوں نے وزن کیا تو ایک درہم کے برابر یا اس کے حصے کے برابر تھے۔"

یحیٰی بن بکیر، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں دن حضرت حسن وحضرت حسین رضی اللہ عنہم کا سر مونڈنے کا حکم دیا چنانچہ ان کا سر مونڈ دیا گیا اور بالوں کے وزن کے برابر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی صدقہ کی۔

بچے کا عقیقہ:

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے شکریے میں جو جانور ذبح کیے جاتا ہے اسے عقیقہ کہا جاتا ہے۔ عقیقہ "عق" سے مشتق ہے۔ لغت میں عق کا معانی چیرنا پھاڑنا ہیں

Marfat.com

اور اصطلاح میں عقیقہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو نوزائیدہ بچے کے سر پر ہوتے ہیں اور ان بالوں کو عقیقہ کے اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ وہ بال ساتویں دن مونڈے جاتے ہیں اور اسی مناسبت سے عقیقہ اس بکری کو بھی کہتے ہیں جو بچے کا سر مونڈنے کے وقت ذبح کی جاتی ہے۔

حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مباح و مستحب ہے اور یہ جو بعض کتابوں میں لکھا ہے عقیقہ سنت نہیں ہے اس سے مراد یہ ہے کہ سنت موکدہ نہیں ہے ورنہ جب خود حضور نبی کریم ﷺ کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقا اس کے سنت ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بعض کتابوں میں یہ آیا ہے قربانی سے منسوخ ہے اس کا یہ مطلب ہے اس کا واجب ہونا منسوخ ہے جیسے یہ کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ نے حقوق مالیہ کو منسوخ کر دیا یعنی اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی۔ (بہار شریعت)

عقیقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکرے اور اگر لڑکی ہو تو ایک بکرا ذبح کرے۔ عقیقہ میں جانور کے مذکر مونث ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

حدیث مبارکہ ہے کہ بچے کی ولادت کے ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر منڈوایا جائے اور سر منڈوانے کے وقت عقیقہ کیا جائے اور بالوں کا وزن کر کے اتنی چاندی یا سونا صدقہ کیا جائے۔ عقیقہ کے لئے ساتواں دن بہتر ہے اور ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں سنت ادا ہو جائے گی۔

بعض نے یہ کہا ہے کہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں دن یعنی سات دن کا لحاظ رکھا جائے یہ بہتر ہے اور یاد نہ رہے تو یہ کرے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا اس دن کو یاد رکھیں۔ اس سے ایک دن پہلے والا جب آجائے وہ ساتواں ہوگا۔ مثلاً جمعہ کو پیدا ہوا تو ساتواں دن جمعہ ہوگا۔ پہلی صورت میں جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس صورت

Marfat.com

میں عقیقہ کرے گا اس میں ساتویں دن کا حساب ضرور آئے گا۔لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی میں ایک بکری ذبح کی جائے یعنی لڑکے میں نر جانور اور لڑکی میں مادہ مناسب ہے اور لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی میں بکرا کیا جب بھی حرج نہیں اور عقیقہ میں گائے ذبح کی جائے تو لڑکے کے لئے دو حصے اور لڑکی کے لئے ایک حصہ کافی ہے یعنی سات حصوں میں دو حصے یا ایک حصہ گائے کی قربانی ہوئی اس میں عقیقہ کی شرکت ہو سکتی ہے جس کا ذکر قربانی میں گزرا۔

بچہ کا سر مونڈنے کے بعد سر پر زعفران پیس کر لگا دینا بہتر ہے۔عقیقہ کا جانور انہی شرائط کے ساتھ ہونا چاہئے جیسا قربانی کے لئے ہوتا ہے۔اس کا گوشت فقراء اور عزیز واقارب،دوست واحباب کو کچا تقسیم کر دیا جائے یا ان کے بطورِ ضیافت و دعوت کھلا دیا جائے۔یہ صورتیں جائز ہیں۔

بہتر یہ ہے کہ اس کی ہڈی نہ توڑی جائے بلکہ ہڈیوں سے گوشت اتار لیا جائے یہ بچہ کی سلامتی کے لئے نیک فال ہے اور ہڈی نہ توڑ کر گوشت بنایا جائے اس میں بھی حرج نہیں۔گوشت کو جس طرح چاہیں پکا سکتے ہیں مگر میٹھا پکایا جائے تو بچہ کے اخلاق اچھے ہونے کی فال ہے۔بعض کا یہ قول ہے کہ سری پائے حجام کو اور ایک ران دائی کو دیں باقی گوشت کے تین حصے کریں اور ایک حصہ فقراء کا اور ایک احباب کا اور ایک حصہ گھر والے کھائیں۔(بہار شریعت ج ۱۵ صفحہ ۱۵۰)

عام طور پر لوگوں میں یہ بہت مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچے کے ماں باپ، دادا دادی اور نانا نانی نہ کھائیں یہ بالکل غلط روایت ہے۔اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

عقیقہ میں جانور ذبح کرتے وقت ایک دعا پڑھی جاتی ہے اسے پڑھ سکتے ہیں اور یاد نہ ہو تو بغیر دعا پڑھے بھی ذبح کرنے سے عقیقہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عقیقہ واجب ہے۔ باقی ائمہ کے ہاں سنت ہے۔ حضرت امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قربانی کے واجب ہونے سے تمام ذبیحہ منسوخ ہو گئے جیسے رمضان کے روزے واجب ہونے سے تمام دوسرے روزے منسوخ ہو گئے یا غسل جنابت واجب ہونے سے اور دوسرے دنوں کے غسل منسوخ ہو گئے۔ (اشعۃ اللمعات)

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا قول سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عقیقہ کے وجوب کا انکار فرماتے ہیں سنت نہیں ہے کیونکہ غسل جنابت سے جمعہ وعیدین کے غسل کا سنت ہونا باقی ہے اور وجوب ختم ہوا ہے۔ ایسے ہی زکوٰۃ کی فرضیت سے صدقہ فطر باقی ہے لہٰذا قول یہ ہے کہ عقیقہ سنت ہے۔

روایت میں آتا ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقیقہ کا حکم فرمایا تو فرمایا لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور کچھ نقصان نہیں ہے تم کو نر ہو یا مادہ۔ (ترمذی ج ۱ صفحہ ۱۸۳)

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ایک بکری عقیقہ میں ذبح کی اور ارشاد فرمایا: اے فاطمہ! ان کا سر مونڈ کر بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: حضرت خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے ان بالوں کا وزن کیا تو ان کا وزن ایک درہم یا درہم سے کچھ کم تھا۔ (جامع ترمذی)

حضرت جعفر بن محمد بن علی اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن وحسین وزینب وام کلثوم رضی اللہ عنہم کے بالوں کا وزن کر کے اس کے برابر چاندی صدقہ کی۔ (سنن الکبریٰ ج ۱۱ صفحہ ۷۹۲)

Marfat.com

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس سے گندگی کو دور کرو۔

(بخاری ج ۲ صفحہ ۸۲۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس کا اونٹ، گائے یا بکری سے عقیقہ کرے۔ (شرح معجم الصغیر صفحہ ۵۰۴)

عقیقہ کب کیا جائے؟

عقیقہ کے لئے ساتواں دن بہتر ہے جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، دو عالم کے مالک و مختار حبیب پروردگار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بچہ عقیقہ کے بدلے رہن رکھا جاتا ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔ (جامع ترمذی)

اور اگر ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب بھی کرنا چاہیں کر سکتے ہیں لیکن جب بھی عقیقہ کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ سات دن کا لحاظ رکھا جائے اسے یاد رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچے کی ولادت ہوئی ہو اس سے پہلے والا دن جب بھی آئے گا وہ ساتواں دن ہوگا مثلاً ہفتے کو بچے کی پیدائش ہوئی تو جمعۃ المبارک ساتواں دن کہلائے گا۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت)

عقیقہ کی دُعا:

جس طرح قربانی کے جانور کے ذبح کرنے کے وقت دعا پڑھی جاتی ہے اسی طرح عقیقہ کے لئے بھی دعا کی ہدایت کی گئی ہے۔

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ عَقِیْقَۃُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ دَمُھَا بِدَمِہٖ عَظْمُھَا بِعَظْمِہٖ جِلْدُھَا بِجِلْدِہٖ شَعْرُھَا بِشَعْرِہٖ فَتَقَبَّلْہُ وَاجْعَلْھَا فِدَاءً لِّابْنِیْ یَا لِابْنِ فُلَانٍ

لڑکے یا لڑکی اور اس کے باپ کا نام لینا چاہیے۔ اگر لڑکے کا عقیقہ ہے تو:

دَمُھَا بِدَمِہٖ

اور اگر لڑکی کا عقیقہ ہے تو:

دُمُھَا بِدَمِھَا

پڑھنا چاہیے۔

اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ○ اِنَّ الصَّلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذَالِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ○

پڑھ کر

اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ

پڑھے اور پھر

بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ

کہہ کر ذبح کرے۔

عقیقہ کرنے کا حکم:

عقیقہ کرنے کا حکم ہر بچے کی طرف سے ہے خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی ہو اس

Marfat.com

بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ نِالضَّبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَّامِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۴۳۵)

ترجمہ: "حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے پس اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس کی تکلیف کو دور کرو۔"

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ہر بچے کے ساتھ عقیقہ سنت ہے جو اس کی ولادت کے ساتویں روز کیا جائے کہ بچہ کے بال مونڈ دیئے جائیں، بکری ذبح کر دی جائے۔ لڑکی کی جانب سے ایک اور لڑکے کی جانب سے دو۔ اسی دن اس کا نام رکھا جائے، بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے خیرات کر دی جائے۔ اس کی تکلیف سے مراد سر کے بال ہیں کیونکہ وہ بال ماں کے پیٹ سے ساتھ آتے ہیں۔ آلائش میں لتھڑے ہوتے ہیں اگرچہ دائی غسل دیتے وقت انہیں دھو دیتی ہے مگر ان کا سر سے دور کر دینا اچھی بات ہے۔ بعض شارحین نے فرمایا ہے کہ گندگی دور کر دینے سے مراد بچہ کا ختنہ کرنا ہے۔

یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَهَنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ

Marfat.com

السَّابِعِ وَيُسَمّٰى وَيُحْلَقُ رَأْسُهٗ

(جامع ترمذی جلد اوّل حدیث ۱۵۶۳)

ترجمہ: "امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لڑکا اپنے عقیقے کے بدلے رہن رکھا ہوا ہے، ساتویں روز اس کی طرف سے جانور ذبح کیا جائے، نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔"

بچہ دنیاوی آفات اور مصائب کے ہاتھوں ایسا گرفتار ہوتا ہے جیسے گروی چیز قرضدار کے قبضہ میں قید ہوتی ہے کہ مالک اس سے نفع حاصل نہیں کر سکتا یا یہ کہ بچہ کی شفاعت اپنے باپ وغیرہم کے لئے عقیقہ پر موقوف ہے۔ اگر بغیر عقیقہ فوت ہو گیا تو ممکن ہے کہ ماں باپ کی شفاعت نہ کرے۔ (مرقاۃ)

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اس ارشاد کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ جس بچہ کا عقیقہ نہیں ہوتا اور وہ کم سنی میں مر جاتا ہے تو اس کو اپنے والدین کی شفاعت کرنے سے روک دیا جاتا ہے کہ جب تک والدین اس کا عقیقہ نہ کریں گے وہ ان کے حق میں شفاعت کا اہل نہ ہو گا۔

بعض حضرات نے یہ معانی بھی بیان کئے ہیں کہ جب تک والدین بچہ کا عقیقہ نہیں کرتے اس کو بھلائیوں، سلامتی آفات اور بہتر نشوونما سے باز رکھا جاتا ہے اور پھر اس کے جو برے نتائج پیدا ہوتے ہیں وہ حقیقت میں والدین کے مواخذہ کا سبب بنتے ہیں کہ ترکِ عقیقہ انہوں نے ہی کیا ہے اور بعض یہ کہتے ہیں کہ گروی ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ بچہ اپنے بالوں وغیرہ کی گندگی و اذیت میں مبتلا رہتا ہے لہٰذا جب بچہ کا

Marfat.com

عقیقہ ہوتا ہے تو گویا سر کے بال وغیرہ صاف ہو جاتے ہیں اور وہ اس اذیت سے نجات پاتا ہے۔

عقیقہ کا ماخوذ:

بچے کو عقوق سے بچانے کے لئے اس کا عقیقہ کیا جائے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ لَا يُحِبُّ اللهُ الْعُقُوْقَ كَاَنَّهٗ كَرِهَ الْاِسْمَ وَقَالَ مَنْ وُّلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْهُ فَلْيَنْسُكْ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَيْنِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ (سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۱۰۶۹)

ترجمہ: "عمرو بن شعیب اپنے والد اور ان کے جد امجد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عقیقے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عقوق کو ناپسند فرماتا ہے گویا آپ ﷺ نے نام کو ناپسند کیا اور فرمایا جس کے گھر بچہ پیدا ہو اور وہ اس کی طرف سے قربانی دینا چاہے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ہے۔"

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا لڑکا بڑی عمر میں پہنچ کر والدین کے حق میں عاق نہ ہو یعنی والدین کی نافرمانی کرنے والا نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کی چھوٹی عمر میں عقیقہ (کا جانور) ذبح کریں کیونکہ والدین کا عقوق (یعنی والدین کا اپنے بچے کا عقیقہ نہ کرکے گویا ایک طرف کی نافرمانی کرنا) دراصل لڑکے کے عقوق (یعنی لڑکے کے

Marfat.com

نافرمان ہو جانے) کا باعث ہوتا ہے اور اللہ عزوجل عقوق کو کسی حالت میں پسند نہیں فرماتا۔اس اعتبار سے حدیث کے الفاظ گویا:

مَنْ وُلِدَ لَهُ

"جس شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہو۔"

کی تمہید کے طور پر ہیں۔

گویا حضور نبی کریم ﷺ نے اس فعل کو لفظ عقیقہ سے موسوم کئے جانے کو ناپسند فرمایا ہے۔روایت کے یہ الفاظ کسی راوی کے اپنے ہیں کہ آپ ﷺ نے عقیقہ کو "عقیقہ" کے لفظ سے موسوم کئے جانے کو ناپسند فرمایا ہے تاکہ یہ گمان نہ ہو کہ یہ "عقیقہ" عقوق سے مشتق ہے جس کے معانی والدین سے سرکشی اور ان کی نافرمانی کرنا ہیں جبکہ آپ ﷺ نے یہ پسند فرمایا ہے کہ اس کو اس سے بہتر نام جیسے ذبیحہ یا نسیکہ سے موسوم کیا جائے۔(نہایہ)

لیکن توریشتی نے کہا ہے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف اس بات کی نسبت کہ گویا آپ ﷺ نے عقیقہ کہے جانے کو ناپسند فرمایا ہے غیر موزوں ہے کیونکہ آپ ﷺ کے کتنے ہی ارشادات میں عقیقہ کا لفظ استعمال ہوا ہے اور اگر آپ ﷺ کے نزدیک یہ لفظ ناپسندیدہ ہوتا تو آپ ﷺ اس کا ذکر کیوں فرماتے اور اس سلسلے میں اگر یہ کہا جائے تو زیادہ بہتر رہے گا کہ یہ احتمال ہے کہ سوال کرنے والے نے یہ گمان کیا ہو کہ مادہ اشتقاق میں عقیقہ اور عقوق کا مشترک ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ حکم کے اعتبار سے عقیقہ کی زیادہ اہمیت نہ ہو مگر آپ ﷺ نے اپنے جواب کے ذریعہ یہ واضح کر دیا کہ امر واقعی اس کے خلاف ہے۔

Marfat.com

عقیقہ کے جانور:

عقیقے میں لڑکے کی جانب سے دو جانور اور لڑکی کی جانب سے ایک جانور ذبح کیا جائے اور اس بارے میں حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ اُمِّ کُرْزٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَقِرُّوا الطَّيْرَ عَلٰى مَكِنَاتِهَا قَالَتْ وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَّلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَوْ اِنَاثًا

(سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۱۰۶۲)

ترجمہ: "حضرت اُمّ کرز رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ پرندوں کو ان کے گھونسلوں میں رہنے دیا کرو۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری اور یہ چیز تمہیں تکلیف نہیں دیتی کہ خواہ وہ نر ہو یا مادہ۔"

بچہ کی ولادت کے ساتویں دن یہ تین کام کئے جائیں۔ اس کا نام رکھنا، سر منڈوانا استرے سے اور جانور ذبح کرنا۔ سنت یہی ہے اور اگر ساتویں نہ ہو سکے تو پندرہویں دن یا جب کبھی بھی عقیقہ ہو سکے تو ساتویں دن کا حساب لگایا جائے کہ جب بھی عقیقہ کیا جائے اس کی پیدائش سے ایک دن پہلے کیا جائے مثلاً اگر بچہ جمعہ کے دن پیدا ہوا ہے تو جب بھی عقیقہ کیا جائے تو جمعرات کو کیا جائے اور اگر بچپن میں عقیقہ نہ ہو تو جب چاہیں کر سکتے ہیں اور بڑا ہو کر خود بھی اپنا عقیقہ کر سکتا ہے۔

Marfat.com

عقیقہ کے احکام قربانی کی طرح ہیں کہ عقیقہ کی بکری ایک سال سے کم نہ ہو اور گائے دو سال سے اور اونٹ پانچ سال سے کم نہ ہو۔ نیز بکری صرف ایک کی طرف سے ہوسکتی ہے اور گائے، اونٹ میں سات عقیقہ ہوسکتے ہیں اس طرح کہ لڑکے کے دو حصے اور لڑکی کے لئے گائے وغیرہ کا ایک حصہ۔

عقیقہ کا گوشت بھی قربانی کی طرح تین حصے کیا جائے۔ ایک حصہ خیرات، ایک حصہ عزیزوں میں تقسیم اور ایک حصہ اپنے گھر کھایا جائے۔ سری نائی کو، ران دائی کو دی جائے اگر دونوں مسلمان ہوں۔ اگر ایسا نہ ہوسکے اور ضرورت ہو تو سارا گوشت بھی اپنے مصرف میں لایا جاسکتا ہے مگر افضل اور بہتر یہی ہے کہ عقیقے کا گوشت فقرائ، عزیز واقارب اور دوست احباب کو کچا بھی تقسیم کرسکتے ہیں اور پکا کر بھی کھلا سکتے ہیں۔

عقیقے میں بکری کا ہونا ضروری نہیں بلکہ بکرا، چھترا، دنبہ، اونٹ، گائے، بیل اور بھینس وغیرہ بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اونٹ، گائے کا عقیقہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ لڑکے کے لئے نر جانور اور لڑکی کے لئے مادہ جانور ذبح کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اس کے برعکس اگر لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا ذبح کیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ لڑکے کے عقیقے میں ایک جانور ذبح کیا تو اس سے بھی سنت ادا ہوجائے گی مگر دو کا کرنا مسنون اور بہتر ہے۔

گائے، بیل، بھینس، اونٹ کی قربانی میں سات حصوں میں سے چند حصے قربانی کے اور چند حصے عقیقے کے ہوں تو قربانی اور عقیقہ جائز ہے کہ قربانی، عقیقہ اور ولیمہ سب تقرب الی اللہ یعنی اللہ عزوجل کے قرب و رضا کے لئے ہیں۔ اسی طرح کئی

Marfat.com

کے گھر میں بچہ کی پیدائش کے بعد کسی کی شادی کے ولیمہ کی گائے میں بھی بچوں کے عقیقہ کی نیت سے چند حصے یا ساتوں حصوں سے لڑکے کے دو اور لڑکی کا ایک حصہ کے حساب سے عقیقے کئے جا سکتے ہیں۔

اسی طرح بچوں کے ختنوں کی خوشی میں اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر دعوت کی جائے تو اس کے سلسلے میں جو بکری، بکرا ایک سال کا یا گائے، بیل دو سال کی خریدی جائے تو اسے عقیقہ کی نیت سے ذبح کر کے دعوت میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اسی طرح حج سے واپسی پر جانور کی عقیقہ کی نیت سے ذبح کر کے دعوت کر سکتے ہیں مگر شرط وہی ہے کہ بکرا، بکری ایک سال، گائے، بیل دو سال اور اونٹ پانچ سال کا اور ظاہری عیب سے مبرا ہونا ضروری ہے۔

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کا عقیقہ:

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے عقیقہ کے متعلق تین روایات آئی ہیں کہ ایک ایک بکری سے عقیقہ فرمایا، دو دو بکریوں سے عقیقہ فرمایا، بکری سے عقیقہ فرمایا یعنی اس میں ایک یا دو کا ذکر نہیں۔ یہ تیسری روایت ہے۔ اشعۃ اللمعات میں فرمایا ایک ایک بکری کی روایت صحیح ہے اور دو دو کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں لڑکے کا عقیقہ ایک بکری سے جائز ہے اور دو سے بہتر ہے کیونکہ ایک بکری کی حدیث فعلی ہے اور دو کی قولی یعنی حکم دیا دو کا اور جب قول و فعل میں تعارض ہو تو قول پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے عقیقے کے بارے میں روایت یہ ہے۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ

Marfat.com

وَقَالَ یَا فَاطِمَةُ اَحْلِقِیْ رَاْسَهٗ وَتَصَدَّقِیْ بِزِنَتِهٖ شَعْرِهٖ فِضَّةً فَوَزَنَّاهُ فَکَانَ وَزْنُهٗ دِرْهَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْهَمٍ

(جامع ترمذی جلد اوّل حدیث ۱۵۶۰)

ترجمہ: "محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا عقیقہ ایک بکری سے کیا اور فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! اس کا سر مونڈ دو اور اس کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کر دو پس انہوں نے وزن کیا تو ایک درہم کے برابر یا اسی کے حصے کے برابر تھے۔"

حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کے عقیقے کے بارے میں ایک اور روایت یہ ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَبْشًا كَبْشًا

(سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۱۰۶۸)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کا عقیقہ ایک ایک دنبے سے کیا تھا۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بکرے کے ساتھ عقیقہ کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص افعال سے ہے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑکے کی طرف سے دو بکروں کا عقیقہ کرنے کے حکم پر عمل کیا جائے گا۔

Marfat.com

عقیقہ کا دن:

عقیقہ کا دن ساتواں ہے یعنی جب بچہ پیدا ہو تو اس کی پیدائش کے ساتویں روز جانور ذبح کیا جائے اور اس کے سر کے بال اتارے جائیں اور اس کے سر پر زعفران لگایا جائے اور ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے۔ بالوں کے وزن کے برابر سونا اور چاندی تول کر خیرات کرنا بھی مسنون ہے۔

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا وُلِدَ لِأَحَدِنَا غُلَامٌ ذَبَحَ شَاةً وَ لَطَخَ رَأْسَهُ بِدَمِهَا فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ كُنَّا نَذْبَحُ الشَّاةَ يَوْمَ السَّابِعِ وَنَحْلِقُ رَأْسَهُ وَنَلْطَخُهُ بِزَعْفَرَانٍ

(سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۱۰۷۰)

ترجمہ: "حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں دورِ جاہلیت میں جب کسی کے گھر لڑکا پیدا ہوتا تو بکری ذبح کر کے اس کا خون بچے کے سر پر لگاتا جب دورِ اسلام آیا تو ہم ساتویں روز بکری ذبح کرتے ہیں، اس کا سر مونڈتے ہیں اور اس پر زعفران لگاتے ہیں۔"

اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کر سکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں سنت ادا ہو جائے گی۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں دن یعنی سات دن کا لحاظ رکھا جائے۔ یہ بہتر ہے اور یاد نہ رہے تو یہ کرے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا اس دن کو یاد رکھیں اس سے ایک دن پہلے والا دن جب آئے تو وہ ساتواں دن شمار ہو گا مثلاً جمعہ کو پیدا ہوا تو جمعرات ساتواں دن ہے اور ہفتہ کو پیدا ہوا تو ساتواں دن جمعہ کو ہو گا۔ پہلی صورت میں جمعرات کو اور دوسری صورت جس میں جمعہ کو عقیقہ کرے گا تو اس میں ساتویں دن

Marfat.com

کا حساب ضرور آئے گا۔

عقیقہ کے چند مسائل:

(۱) لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے اور لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی جائے اور اگر لڑکے کے عقیقہ میں بکریاں اور لڑکی کی طرف سے بکرا کیا گیا، جب بھی حرج نہیں۔

(۲) گائے کی قربانی میں عقیقہ کرنے کیلئے حصہ ڈالا جا سکتا ہے۔

(۳) گائے ذبح کرنے کی صورت میں لڑکے کیلئے دو حصے اور لڑکی کیلئے ایک حصہ کافی ہے۔

(۴) عقیقہ کا گوشت بچے کے ماں باپ، دادا دادی اور نانا نانی بھی کھا سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں۔

(۵) لڑکے کے عقیقہ میں کسی نے دو بکریوں کی جگہ ایک ہی بکری کی تو یہ بھی جائز ہے۔

ختنہ:

تعلیماتِ اسلامی کے مطابق ختنہ سنت ہے اور شعارِ اسلام میں سے ہے۔ ساتویں دن بچہ کی ولادت کے بعد ختنہ کرنا بہتر عمل ہے اس لئے کہ جب بچہ بڑا ہو جاتا ہے تو پھر ختنہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ختنہ کے فوائد کے متعلق بعض ڈاکٹر کہتے ہیں ختنہ کی وجہ سے پچاس فیصد کینسر سے انسان محفوظ ہو جاتا ہے۔ مسلم اور غیر مسلم کے درمیان یہ امتیازی فرق واضح ہے۔ مسلم ختنہ کراتے ہیں اور غیر مسلم ختنہ نہیں کراتے۔

بخاری شریف میں حدیث مبارکہ ہے۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْفِطْرَةُ اَخْمَسُ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصَّ الشَّارِبِ وَتَقْلِیْمُ الْاَظْفَارِ وَنَتْفُ الْاِبْطِ

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۸۳۶)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پانچ چیزیں فطرت ہیں۔

اوّل: ختنہ کرنا

دوم: زیرناف بالوں کو صاف کرنا

سوم: لبوں کے بال ترشوانا

چہارم: ناخن کاٹنا

پنجم: بغل کے بال صاف کرنا۔ (بخاری شریف)

حضرت محمد بن منکدر سے اس حدیث کو زہیر بن محمد کے سوا کسی نے روایت نہیں کیا اور اس حدیث کو روایت کرنے والوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا اور ان دونوں کا ختنہ ساتویں دن کیا سوائے ولید بن مسلم کے۔ (معجم الصغیر صفحہ ۵۰۵)

حضرت ام عطیہ انصاری رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک عورت مدینہ منورہ میں ختنے کیا کرتی تھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا تم کھال زیادہ نہ کاٹا کرو کیونکہ یہ عورت کے لیے زیادہ باعث لذت ہے اور مرد کو پسند ہے۔ (سنن ابی داؤد)

ختنہ کے متعلق بہارِ شریعت میں تفصیل کے ساتھ مسائل رقم کئے گئے ہیں۔

اوّل: ختنہ سنت وشعارِ اسلام ہے۔

Marfat.com

دوم: ختنہ کی مدت سات دن سے لے کر سات سال سے بھی بڑھ کر بارہ سال کی عمر تک ہے۔

سوم: دورانِ ختنہ کھال صحیح نہ کاٹی جائے تو دوبارہ کاٹنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

چہارم: پیدائشی وقت ختنہ کی کھال نہ ہو تو اس کا ختنہ ہونا ضروری نہیں ہے۔

پنجم: ضعیف العمر آدمی اگر اسلام قبول کرے تو اس کا ختنہ کروانا اگر اس کی صحت اجازت دیتی ہو تو ورنہ نہ کرانے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

ششم: ختنہ کروانے کا انتظام و اہتمام یہ والد کے ذمہ ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ ۱۶ صفحہ ۱۹۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُم عطیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جو مدینہ منورہ میں ختنہ کرتی تھیں جب تو ختنہ کرے تو نچلے حصہ کو تھوڑا سا کاٹا کر اور زیادہ نہ کاٹا کر کیوں کہ یہ چہرے کو ہشاش بشاش رکھتا ہے اور خاوند کو محفوظ کرنے والا ہے۔ (معجم الصغیر صفحہ ۵۰۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے قدوم میں اسی برس کی عمر میں خود اپنے ختنے کیے تھے۔

(مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۲۶۵)

مردوں پر ختنہ کرنا واجب ہے اور اس ضمن میں حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مردوں پر یہ حکم شدید ہے کیونکہ مرد جب ختنہ نہیں کرے گا تو اس کی کھال حشفہ پر لٹکی رہے گی اور اس کے اندر جو کچھ ہے اس کی صفائی نہیں ہو سکے گی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو مرد ختنہ نہ کروائے اس کا حج

Marfat.com

اور نماز مقبول نہیں ہوتی۔

چنانچہ مسلمان مردوں کو چاہئے کہ وہ ختنہ ضرور کروائیں۔

بچے کا اچھا سا نام تجویز کرنا:

ناموں کا بچوں کی صلاحیتوں سے گہرا تعلق ہے اس لئے بچوں کا نام بڑی سمجھ اور سوچ کے بعد رکھنے چاہئیں۔ نام شخصیت اور کردار کا آئینہ ہوتا ہے اس لئے جو نام بھی جس شخص کا ہوتا ہے اس کی ذات پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ نام اچھا ہوگا تو بچے کی شخصیت بڑے ہو کر سنور جائے گی اس لئے اسلام میں بچوں کے اچھے نام رکھنے کے بارے میں تاکید کی گئی ہے کہ بچہ جب پیدا ہو تو ساتویں دن اس کا نام رکھا جائے اگر پہلے رکھ لیا جائے تو بھی حرج نہیں ہے۔

اسلام نے جہاں تہذیب و اخلاق کے لئے اچھی راہ اختیار کی وہاں اسلام نے اس امر پر بھی زور دیا کہ اپنا نام بھی ایسا رکھو جس میں اسلام کے عقائد اور اصولوں کی خلاف ورزی نہ ہو بلکہ ایسا نام رکھیں جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی راہ نکلتی ہو لہٰذا ہر وہ نام جس سے کوئی برا پہلو نکلتا ہے اسلام نے اسے ناجائز قرار دیا ہے اور اسے رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

اللہ عزوجل اچھائی کو پسند فرماتا ہے اس لئے وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق بھی ہر کام میں اچھائی کے اظہار کو مدنظر رکھے۔ اللہ عزوجل نے اچھے نام کا تصور اپنے ناموں ہی سے دیا ہے کہ مجھے اچھے ناموں سے پکارو۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۠ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (الاعراف: ۱۸۰)

Marfat.com

ترجمہ: "اور اللہ کے سب نام اچھے ہی ہیں تو اس کو اس کے ناموں سے پکارا کرو اور جو لوگ اس کے ناموں میں کجی اختیار کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو وہ جو کچھ کر رہے ہیں عنقریب اس کی سزا پائیں گے۔"

اسلام سے قبل جو لوگوں نے اللہ عزوجل کے ناموں کے انتخاب کے بارے میں غلط سوچ کا رویہ اختیار کر رکھا تھا تو اللہ عزوجل نے اس کی اصلاح فرمائی کہ سب سے پہلے میرے نام کے انتخاب میں سیدھی راہ اختیار کرو۔ میری ذات کے ساتھ غلط نام منسوب نہ کرو بلکہ اچھے ناموں سے پکارا کرو۔ اچھے ناموں سے مراد اللہ عزوجل کے وہ نام ہیں جن سے اللہ عزوجل کی عظمت، برتری، تقدس اور پاکیزگی کا اظہار ہوتا ہے۔ ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ (بنی اسرائیل ۱۱۰)

ترجمہ: "کہہ دو کہ تم خدا کو اللہ کے نام سے پکارو یا رحمٰن کے نام سے جس نام سے پکارو اس کے سب نام اچھے ہیں اور نماز بلند آواز سے نہ پڑھو اور نہ ہی آہستہ بلکہ اس کے بیچ کا طریقہ اختیار کرو۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى

Marfat.com

اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (الحجرات ۱۱)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔''

ان آیات مبارکہ میں ہمارے لئے یہ پیغام دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے لئے وہی نام پسند کرتا ہے جس میں اس کی کبریائی و یکتائی کا ذکر ہو اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اچھے نام انتخاب کرنے کی اجازت دی ہے اور خود اپنے لئے بھی اچھے نام پسند کرتا ہے اور مخلوق کے لئے بھی۔

حضرت سعید بن مسیب سے انہوں نے اپنے والد سے کہ ان کے باپ حزن، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ وہ کہنے لگے حزن۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں تو سہل ہے۔ انہوں نے کہا میں تو اپنا وہ نام نہیں بدلتا جو میرے باپ نے رکھا ہے۔ (بخاری ج ۲ صفحہ ۹۱۴)

سعید بن مسیب کہتے ہیں اس نام کا اثر یہ ہوا کہ ہمارے خاندان میں جب سے لے کر اب تک سختی و مصیبت ہی رہی۔

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں منذر بن ابی اسید کو ولادت کے بعد رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس کو ران پر رکھ لیا اور ابو اسید بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی ﷺ کسی چیز میں مصروف ہو گئے تو ابو اسید نے اپنے بیٹے کو نبی ﷺ کی ران سے اٹھا لیا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا بچہ کہاں ہے؟ ابو اسید کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے اسے اٹھا لیا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اس کا نام کیا ہے؟ ابو اسید نے کہا فلاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلکہ اس کا نام منذر رکھ دو تو انہوں نے اس کا نام منذر رکھ دیا۔ (سنن الکبریٰ ج ۱۱ صفحہ ۸۰۰)

ایک اور حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ یہ ہے کہ کسی شخص کا نام بادشاہوں کا بادشاہ رکھا جائے۔

(مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۲۰۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ بے شک میں منع کرتا ہوں کہ نام رکھا جائے کسی کا رافع اور برکت۔ (ترمذی ج ۲ صفحہ ۱۰۶)

اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انسانوں، جانوروں اور شہروں بستیوں کے برے نام تبدیل فرما دیا کرتے تھے کہ نام کا اثر شخصیت پر بھی پڑ سکتا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۲ صفحہ ۵۵)

حضرت اسامہ بن خدری سے روایت ہے کہ ایک شخص کا نام ان شخصوں میں سے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اصرم تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا اصرم یعنی کاٹنے والا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تو زرعہ ہے یعنی کھیتی لگانے والا۔ (ابوداؤد ج ۲ صفحہ ۳۲۹)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نام کی اچھائی کا درس جو اللہ عزوجل نے

Marfat.com

دیا ہے وہ خود اپنے ناموں ہی سے دیا ہے اور اس سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں ایسے نام اختیار کئے جائیں جو اچھے خیالات کی ترجمانی کرتے ہوں۔ دراصل جو نام ہم رکھتے ہیں اس تصور اور سوچ پر مبنی ہوتا ہے جو ہمارے ذہن کے اندر کسی کے بارے میں ہوتا ہے اس لئے اپنے ذہن کی صحیح سوچ کے اظہار کے لئے اچھا نام ہی رکھنا بہتر ہے۔

نام کا اخلاق و عادات پر گہرا اثر پڑتا ہے اس لئے بچوں کا نام رکھتے وقت بڑی سوچ بچار کے بعد اچھا نام رکھیں۔ عموماً برے ناموں کے اثرات سے بچوں کی عادتیں بگڑ جاتی ہیں اس لئے نام رکھتے وقت ہمیشہ اچھے نام کو منتخب کریں۔

اچھا نام رکھنا سنت ہے:

نام رکھنے کے آداب میں سب سے پہلا ادب اچھا نام رکھنا ہے۔ وہ نام جن سے اچھائی اور بھلائی کا اظہار ہوتا ہے وہ اچھے کہلاتے ہیں اور وہ چیزیں جو برائی کا مظہر ہیں اگر ان کے ناموں پر نام رکھیں گے تو وہ برے نام کہلائیں گے اس لئے اسلام میں نام رکھتے وقت اس بات کو مدنظر رکھا گیا ہے کہ ایسا نام رکھیں جو اچھائی کا مظہر ہو کیونکہ نام کے اوصاف کا اثر عموماً شخصیت پر پڑتا ہے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی پیاری امت کو یہ تاکید فرمائی ہے کہ جب نام رکھو تو اچھے نام رکھو۔

وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَاءِ اٰبَآئِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَآءَ كُمْ (سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۵۱۳)

ترجمہ: "حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم قیامت کے دن اپنے باپ کے

Marfat.com

نام سے پکارے جاؤ گے لہذا اچھے نام رکھا کرو۔"

یہ خطاب تمام امت مسلمہ کے لئے ہے اس میں باپ از خود شامل ہے۔ بعض روایات میں یہ فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا اور علماء نے لکھا ہے کہ ماؤں کے نام کے ساتھ پکارنے کی حکمت یہ ہے کہ جو لوگ زنا کے نتیجے میں پیدا ہوئے ہوں گے وہ اس صورت شرمندگی سے بچ جائیں گے۔

دوسرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام کی رعایت حال مقصود ہوگی جو کہ بے پدر تھے اور تیسرے حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کے اس فضل و شرف کا اظہار مقصود ہوگا جو ان کو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہونے کی حیثیت سے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف نسبت کے ذریعہ حاصل ہے۔ اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کیا جائے تو کہا جائے گا "تم کو تمہارے باپوں کے ناموں سے پکارا جائے گا" میں باپ کو تغلیب پر حمل کیا جائے جیسا کہ ماں اور باپ دونوں کو ابوین کہا جاتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی موقع پر تو باپ کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا اور کسی موقع پر ماں کے نام کے ساتھ یا بعض لوگوں کی نسبت ان کے باپ کی طرف کی جائے گی اور بعض لوگوں کی نسبت ان کی ماں کی طرف کی جائے گی اور یا یہ کہ بعض مقامات میں باپ کے نام کے ساتھ اور بعض مقامات میں ماں کے نام کے ساتھ پکارا جائے گا۔ (اشعۃ اللمعات)

بچے کا نام کون تجویز کرے؟

• نام رکھنے کی ذمہ داری بنیادی طور پر تو والد ماجد کی بنتی ہے۔ سرکار مدینہ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اولاد کا والد پر یہ حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھا ادب

Marfat.com

سکھائے۔" (شعب الایمان)

بچے یا بچی کی پیدائش کے بعد گھر کے بزرگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اس بچے کا نام تجویز کریں اور اگر ان میں سے کوئی نام تجویز کیا اور وہ نام والد ماجد کو بھی پسند آیا تو اس نام کو رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام:

تاجدارِ رسالت شہنشاہِ نبوت حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تمہارے ناموں میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں۔" (صحیح مسلم)

عبداللہ اور عبدالرحمٰن اللہ عزوجل کو بہت پسند ہیں کیونکہ ان ناموں میں اللہ عزوجل کی بندگی اور اطاعت کا اظہار ہوتا ہے اس لئے یہ نام بہت اچھے ہیں۔ عبد کے معنی بندہ کے ہیں اور جو صحیح معنوں میں اللہ کا بندہ ہو وہ اللہ عزوجل کو لازماً محبوب اور پسند ہوگا۔ ایسے ہی اللہ عزوجل کے صفاتی ناموں کے ساتھ عبد کا اضافہ کریں گے تو وہ نام بھی بہتر اور درست ہوگا جیسے عبدالرحیم، عبدالسلام، عبدالقدوس، عبدالعزیز، عبدالخالق، عبدالوہاب، عبداللطیف، عبدالعلیم، عبدالباسط وغیرہ اور یہ سب نام اچھے ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَآءِ كُمْ اِلَی اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ (صحیح مسلم جلد پنجم صفحہ ۳۴۷)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ناموں میں سے اللہ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن سب سے زیادہ پسند ہیں۔"

Marfat.com

یہ نام اس لئے پیارے ہیں کہ ان میں اپنی عبدیت کو رب کی طرف منسوب کیا گیا ہے تو اس میں دونوں چیزوں کا اظہار ہے۔ اپنی عبدیت، اللہ کی ربوبیت، انبیاء علیہم السلام کے ناموں کے بعد یہ نام اللہ عزوجل کو بہت پسند ہیں۔ سب سے بہتر یہی ہے کسی نبی کے نام پر نام رکھے جائیں، اس کے بعد بہتر یہ ہے کہ یہ نام رکھے۔ یہاں عبداللہ اور عبدالرحمٰن بطورِ تمثیل فرمائے گئے ہیں۔ اسمائے الٰہیہ میں سے کسی کی طرف عبدیت کی نسبت کرنا بہتر ہے۔

فرشتوں کے ناموں پر نام رکھنا ممنوع ہے لہٰذا کسی بچے کا جبریل یا میکائیل نام نہ رکھو جیسا کہ حدیث میں ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھو اور فرشتوں کے ناموں پر نام نہ رکھو۔ (کنز العمال جلد ہشتم حدیث ۴۵۲۱۸)

آقاو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنا بھی سنت ہے لہٰذا بچوں کا نام رکھتے وقت محمد یا احمد رکھ سکتے ہیں اور اگر یہ کسی اور نام کے ساتھ ملا کر رکھیں تو پھر خیال رکھنا چاہئے کہ دوسرے الفاظ کے ساتھ ملنے سے معنی درست رہنے چاہئیں۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمُّوْا بِاِسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ فَاِنِّيْ اِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا اُقْسِمُ بَيْنَكُمْ (صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۱۱۲۸)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت پر کنیت نہ رکھا کرو کیونکہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے میں تم میں تقسیم کرتا ہوں۔"

Marfat.com

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں حضرت امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور وہ میری محبت کی وجہ سے محض تبرکاً اس کا نام محمد رکھے تو وہ یعنی نام رکھنے والا اور اس کا لڑکا دونوں جنت میں جائیں گے۔ (کنز العمال جلد ہشتم حدیث ۴۵۲۲۳)

ایک اور حدیث میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز دو شخص اللہ عزوجل کے حضور کھڑے کئے جائیں گے، حکم ہوگا کہ انہیں جنت میں لے جاؤ۔ وہ عرض کریں گے یاالٰہی! ہم کس عمل کی بناء پر جنت کے قابل ہوئے ہم سے تو جنت میں جانے والا کوئی کام ہی نہ ہوا؟ اللہ عزوجل فرمائے گا جس کا نام احمد یا محمد ہو وہ دوزخ میں نہیں جا سکتا اس لئے انہیں جنت میں لے جاؤ۔ (ابن کثیر)

حضرت نبیط بن شریط رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل نے مجھ سے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب نہ ہوگا۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس لڑکے کا نام محمد رکھو تو اسے نہ مارو نہ محروم کرو۔ (کنز العمال جلد ہشتم حدیث ۴۵۱۹۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے تو وہ ضرور جاہل ہے۔ (کنز العمال جلد ہشتم حدیث ۴۵۲۰۴)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَا دَعَوْتُ هٰذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاِسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ (صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۷۴۶)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک دن حضور نبی کریم ﷺ بازار میں تھے ایک شخص نے کسی کو ابوالقاسم کہہ کر پکارا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے پلٹ کر دیکھا۔ اس نے عرض کیا میں نے آپ ﷺ کو نہیں پکارا تھا بلکہ اس شخص کو آواز دی تھی (جو وہاں موجود تھا)۔ حضور نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا تم میرے نام پر نام رکھو مگر میری کنیت پر کنیت نہ رکھو۔"

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ "محمد" نام رکھنا جائز ہے لیکن "ابوالقاسم" کنیت مقرر کرنا درست نہیں ہے خواہ یہ صورت ہو کہ جس شخص کا نام محمد ہو وہ ابوالقاسم کو اپنی کنیت قرار دینا چاہے اور خواہ یہ صورت ہو کہ نام کچھ اور ہو اور محض کنیت ابوالقاسم مقرر کرنا چاہے۔ حاصل یہ کہ کسی بھی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ "ابوالقاسم" کو اپنی کنیت قرار دے خواہ اس کا نام محمد ہو یا کچھ اور ہو۔

پیغمبروں کے نام پر نام رکھنا درست ہے:

تمام پیغمبر اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندے تھے اور اللہ عزوجل نے انہیں اپنے اپنے دور میں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ ان کے نام ہر لحاظ سے باعزت اور بابرکت ہیں اس لئے ان کے نام کی مناسبت کی وجہ سے اپنے کسی بچے کا نام رکھنا جائز

Marfat.com

اور درست ہے بلکہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسا کرنے کی اجازت دی ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ وَهْبِ الْجُشَمِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسَمُّوْا بِاَسْمَآءِ الْاَنْبِیَآءِ وَاَحَبُّ الْاَسْمَآءِ اِلَی اللّٰهِ عَبْدُاللّٰهِ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ وَاَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَّهَمَّامٌ وَّاَقْبَحُهَا حَرْبٌ وَّمُرَّةٌ (سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۵۱۵)

ترجمہ: "حضرت ابو وہب جشمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء کرام کے ناموں پر نام رکھا کرو اور اللہ کو عبداللہ اور عبدالرحمٰن نام بہت پسند ہیں اور بہت سچے نام حارث اور ہمام ہیں جبکہ بہت برے نام حرب اور مرہ ہیں۔"

مشہور پیغمبروں کے نام حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت یونس، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت موسیٰ، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت ہارون اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور حضرت محمد ﷺ کے ہیں۔ ان ناموں میں سے جو نام بھی رکھیں اس کے ساتھ محمد کا اضافہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

مندرجہ بالا حدیث کی رو سے حارث اور ہمام نام رکھنا بھی بہتر ہے۔ حارث کا مطلب ہے کسب کرنے والا جبکہ ہمام کا مطلب ہے کمائی کا ارادہ کرنے والا۔ اس لئے دونوں ناموں کو پسند کیا گیا ہے۔ حرب کے معانی لڑائی اور مرہ کے معانی تلخ کے ہیں اس لئے یہ نام نہ رکھیں کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

Marfat.com

سب سے برا نام:

شہنشاہ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے برا نام ہے کیونکہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی حقیقی شہنشاہ نہیں ہے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے شہنشاہ نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْنَى الْاَسْمَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللهِ رَجُلٌ مُّسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ وَفِیْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ قَالَ اَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَخْبَثُهٗ رَجُلٌ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللهُ

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۱۱۳۷، صحیح مسلم جلد پنجم صفحہ ۳۴۱)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ کے نزدیک اس شخص کا نام سب سے برا ہوگا جس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہو اور مسلم کی ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ کے نزدیک سب سے غضبناک اور سب سے خبیث وہ شخص ہوگا جس کا نام شہنشاہ رکھا گیا ہو کیونکہ نہیں ہے بادشاہ مگر اللہ۔"

حقیقی اور دائمی بادشاہ اللہ عزوجل ہے۔ بندوں کی بادشاہت و ملکیت عارضی ہے۔ ایسے نام رکھنے والا گویا رب تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے۔ خیال رہے کہ املاک جمع ہے ملک کی، لام کی کسرہ سے اور ممالک جمع ہے ملک، لام کی ضمہ سے، ملوک جمع ہے ملک بمعنی بادشاہ کی۔ مالک الملوک، مالک الاملاک اور مالک ممالک تمام نام ممنوع

Marfat.com

ہیں۔خیال رہے کہ یہ ناراضی جب ہے جبکہ وہ شخص اس نام سے راضی ہو اور اگر راضی نہیں تو وبال اس کے ماں باپ پر ہے جنہوں نے اس کا یہ نام رکھا اسے چاہئے کہ وہ اپنا نام تبدیل کرے۔

ممنوع نام:

ایسا نام جس کے معانی انسانی خصوصیات سے مطابقت نہ رکھتے ہوں ایسے نام رکھنے سے بھی حضور نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے مثلاً رباح، افلح اور نافع وغیرہ۔

وَعَنْ سُمَرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَّلَا رَبَاحًا وَّلَا نَجِيْحًا وَّلَا اَفْلَحَ فَاِنَّكَ تَقُوْلُ اَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُوْنُ فَيَقُوْلُ لَا (صحیح مسلم جلد پنجم صفحہ ۳۲۹)

ترجمہ: "حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے لڑکے کا نام یسار، رباح، نجیح اور افلح نہ رکھو کیونکہ تم پوچھو گے کہ فلاں ہے وہ نہ ہوا تو جواب دینے والا کہے گا کہ نہیں ہے۔"

رباح کا مطلب فائدہ ہے۔افلح کا مطلب کامیابی ہے۔یسار کا مطلب فراخی اور تونگری ہے۔نافع کے معانی نفع دینے والے کے ہیں۔نجیح کے معانی فتح مندی کے ہیں۔ان تمام الفاظ کے معانی اچھے ہیں مگر جب کسی کا نام رکھا جائے گا اور کبھی پوچھا جائے گا فلاں گھر میں ہے تو اگر وہ گھر میں نہ ہوا تو اس کا جواب نہ میں ہوگا۔بظاہر تو جواب بندے کے نہ ہونے کا ہوگا مگر وہاں الفاظ کے اصلی معانی مراد لئے جائیں گے یعنی گھر میں فراخی نہیں ہے، نفع نہیں ہے، کامیابی نہیں ہے تو اس طرح اچھے اثرات

Marfat.com

مرتب نہ ہوں گے جس کی وجہ سے سیدنا حضور نبی کریم ﷺ نے ان ناموں کا رکھنا ممنوع قرار دیا ہے۔

یسار کے معانی ہیں فراخی، عسر کا مقابل۔ رباح کے معانی ہیں نفع، خسار کے مقابل۔ نجیح کے معانی ہیں کامیاب، ظفریاب اور افلح کے معانی ہے نجات والا اور یہ ممانعت صرف ان ناموں میں محدود نہیں ہے بلکہ ان جیسے اور نام جن کے معانی میں خوبی وعمدگی ہو جیسے ظفر، برکت وغیرہ (اشعہ) یہ نام رکھنا بھی بہتر نہیں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں تمہارے گھر سے نفع، فتح، نجات کی نفی ہو جائے گی اور نام رکھے تھے نیک فالی کے لئے مگر جب ان کی نفی ہوگی تو بدفالی ہوگی۔ (مرآت جلد ششم)

کچھ محدثین کا کہنا ہے بعد کی ایک حدیث کے مطابق مندرجہ بالا نام رکھنے کی ممانعت کا نفاذ نہیں ہوا جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْهٰى اَنْ يُّسَمّٰى وَبِبَرَكَةَ وَبِاَفْلَحَ وَبِيَسَارٍ وَبِنَافِعٍ وَبِنَحْوِ ذٰلِكَ ثُمَّ رَاَيْتُهٗ سَكَتَ بَعْدُ عَنْهَا ثُمَّ قُبِضَ وَلَمْ يَنْهَ عَنْ ذٰلِكَ (صحیح مسلم جلد پنجم صفحہ ۳۴۰)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ارادہ فرمایا تھا یعلی، برکت، افلح، یسار، نافع اور اس طرح کے دوسرے نام رکھنے سے لوگوں کو منع فرمادیں لیکن پھر میں نے دیکھا کہ اس ارادہ کے بعد آپ ﷺ نے سکوت فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور ان ناموں کے رکھنے کو منع نہیں فرمایا۔"

Marfat.com

اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا نام رکھنے کی ممانعت نافذ نہیں ہوئی ہے جبکہ پچھلی حدیث ممانعت کے نفاذ پر واضح طور پر دلالت کرتی ہے۔ اس تضاد کو دور کرنے کے لئے حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں گویا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ممانعت کی علامات کو دیکھا اور وہ چیز سنی جو ممانعت کی طرف اشارہ کرتی ہے چونکہ انہوں نے ممانعت کا حکم صریح طور سے نہیں سنا تھا اس لئے اس مسئلہ کو انہوں نے مذکورہ اسلوب میں بیان کیا لیکن یہ ممانعت چونکہ اس حدیث صحیح سے ثابت ہوئی اس لئے یہی کہا جائے گا کہ ممانعت ثابت ہے۔

علاوہ ازیں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اس تضاد کو دور کرنے کے لئے ایک اور تاویل ہے وہ یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ کا تعلق دراصل اس ممانعت کو نہی تحریمی کے طور پر نافذ کرنے سے تھا لیکن اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے حق میں آسانی و نرمی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس سے سکوت فرمایا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ ناموں کا مسئلہ ایسا ہے جس کی طرف لوگ زیادہ توجہ نہیں دیں گے اور اچھے اور برے ناموں میں فرق اور امتیاز کرنے کے پابند نہیں ہوں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی وجہ سے امت کے لوگ دینی نقصان میں مبتلا ہوں گے لہٰذا کہا جائے گا اس روایت سے ممانعت کا عدم نفاذ ثابت ہوتا ہے۔ اس کا تعلق نہی تحریمی سے ہے اور حقیقت میں یہ مسئلہ بھی یہی ہے کہ مذکورہ طرح کے نام رکھنا مکروہ تنزیہی ہے مکروہ تحریمی نہیں ہے۔

منذر نام رکھنا سنت ہے:

منذر، انذار سے بنا ہے جس کے معانی تبلیغ اور عذابِ خداوندی سے ڈرنے والے کے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کا نام منذر رکھا تھا اس لئے آپ

Marfat.com

ﷺ کے رکھے ہوئے نام کی نسبت کی وجہ سے منذر نام رکھنا سنت ہے۔

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ ابْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وُلِدَ فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ فَقَالَ مَا اسْمُهُ قَالَ فُلَانٌ قَالَ لَا لٰكِنِ اسْمُهُ الْمُنْذِرُ

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۵۵۱)

ترجمہ: "حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں منذر بن ابی اسید کو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا جبکہ وہ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی ران پر بٹھالیا اور فرمایا اس کا نام کیا ہے؟ عرض کیا گیا فلاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کا نام منذر رکھو۔"

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ مدینہ منورہ کے آخری صحابی آپ رضی اللہ عنہ ہی ہیں جن کے وصال سے مدینہ منورہ صحابہ سے خالی ہوا۔ منذر تابعی ہیں، ثقہ ہیں۔ ابو اسید کا نام مالک ابن اسعد ہے۔ معلوم نہیں ہوا کہ ان کا پہلا نام کیا تھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے منذر نام رکھا اور منذر کے معانی عالم اور فقیہہ بھی ہو سکتے ہیں۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ (التوبہ:۱۲۲)

تو اس نام میں اچھی فال بھی ہے کہ یہ بڑے ہو کر عالم فقیہہ بنیں۔ (مرآت)

اجدع نام رکھنا خلافِ سنت ہے:

اجدع ایک شیطانی نام ہے اس لفظ کا اطلاق دراصل اس شخص پر ہوتا ہے جس کے کان، ناک، ہونٹ اور ہاتھ کٹے ہوئے ہوں۔ کنایۃً اس لفظ کا اطلاق اس شخص

Marfat.com

پر ہوگا جس کے کام اسلام کے خلاف ہوں اور وہ ہر برائی کو شیطان کی طرح فروغ دینے میں پیش پیش ہوگا۔اس کی بات بے وزن ہوگی یعنی اس کی بات کے ہاتھ پیر نہ ہوں گے۔اس بناء پر شیطان وصف انسان کے لئے اجدع کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اجدع نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ بَقِيْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوْقُ ابْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَجْدَعُ شَيْطَانٌ

(سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۵۲۲)

ترجمہ: "حضرت مسروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا مسروق بن اجدع۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے اجدع شیطان ہے۔"

صاحب مرآت نے لکھا ہے کہ شیطان کی ایک قسم کا نام اجدع ہے یعنی ہر چیز سے کٹا ہوا۔اب ناک، کان کٹے کو اجدع کہا جاتا ہے۔مقصد یہ ہے کہ اگر تمہارے والد صاحب زندہ ہیں تو ان سے کہہ کر نام بدلو اور تاکہ تم کو ابن الاجدع نہ کہا جائے اور اپنی اولاد میں کسی کا نام اجدع نہ رکھو تاکہ تم کو ابوالاجدع نہ کہا جائے۔

میرا بندہ یا میری بندی کہنا خلافِ سنت ہے:

اسلام میں کسی کو میرا بندہ یا بندی کہہ کر پکارنا جائز نہیں ہے۔اسلام سے پہلے اہل عرب میں یہ رواج تھا کہ وہ اپنے غلام کو "یا عبدی" کہہ کر بلاتے تھے۔یہ الفاظ اسلامی نقطہ نظر کے خلاف ہیں کیونکہ اسلامی عقیدے کے مطابق انسان صرف اللہ عزوجل

Marfat.com

ہی کا عبد ہے اس لئے دوسرے انسان کا بندہ نہیں ہو سکتا۔ عبد، عبادت کرنے والے کو کہتے ہیں اور عبادت صرف اللہ عزوجل ہی کی ہو سکتی ہے کسی انسان کی نہیں۔ اس اعتبار سے اگر کوئی انسان کسی دوسرے انسان کو اپنا عبد یعنی بندہ کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اللہ عزوجل کا بندہ نہیں ہے بلکہ اس انسان کا بندہ ہے اور اس طرح وہ شرک کا مرتکب ہوگا لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ نے اسی وجہ جواز کی بناء پر کسی کو میرا بندہ یا بندی کہہ کر پکارنے سے منع فرمایا ہے۔

جیسے مالک کے لئے ہدایت کی گئی ہے وہ اپنے غلام یا نوکر کو غیر موزوں الفاظ سے نہ پکارے اسی طرح غلام یا نوکر کو آگاہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مالک کو غیر موزوں الفاظ کے ساتھ مخاطب نہ کریں اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کوئی غلام یا نوکر اپنے آقا کو "ربی" نہ کہے۔

اگرچہ رب کے معانی تربیت اور پرورش کرنے والے کے ہیں اور ظاہری طور پر مفہوم کے اعتبار سے ایک آقا کو اپنے غلام یا لونڈی کا تربیت کرنے والا کہا جا سکتا ہے لیکن ربوبیت کا اطلاق صرف اللہ عزوجل کی ذات پر ہی ہے لہٰذا کسی انسان کو رب کہنا شرک کے زمرے میں آجائے گا اس لئے کوئی شخص اپنے سے کسی بھی بڑے شخص کو رب کہہ کر نہیں پکار سکتا کیونکہ ایسا کرنا خلافِ شریعت ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ عَبْدِیْ وَاَمَتِیْ کُلُّکُمْ عَبِیْدُ اللهِ وَکُلُّ نِسَآءِ کُمْ اِمَاءُ اللهِ وَلٰکِنْ لِّیَقُلْ غُلَامِیْ وَجَارِیَتِیْ وَفَتَایَ وَلَا یَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّیْ وَلٰکِنْ لِّیَقُلْ سَیِّدِیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّا یَقُلِ الْعَبْدُ لِسَیِّدِهٖ مَوْلَایَ فَاِنَّ

Marfat.com

مَوْلَاکُمُ اللّٰہُ (سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۵۴۰،۱۵۴۱)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی میرا بندہ اور میری بندی نہ کہے کیونکہ تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں بلکہ کہا کرو کہ میرا غلام اور میری لونڈی یا خادمہ۔ غلام اپنے آقا کو میرا رب نہ کہے بلکہ آقا کہے۔ دوسری روایت میں ہے میرا آقا اور میرا مولیٰ کہے۔ ایک اور روایت میں ہے غلام اپنے آقا کو میرا مولیٰ نہ کہے کیونکہ تمہارا مولیٰ اللہ ہے۔"

نفس کی تعریف والا نام نہ رکھو:

ایسا نام جس سے نفس کی تعریف ظاہر ہو اسے رکھنے سے حضور نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا ہے کیونکہ اس وجہ سے نفس میں بڑائی پیدا ہو جاتی ہے جو نیک اعمال اور عبادات میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔

وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَتْ سُمِّيتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ (صحیح مسلم جلد پنجم صفحہ ۳۴۱)

ترجمہ: "حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتی ہیں میرا نام برہ رکھا گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی جانوں کو پاک نہ کہو تم میں سے پاکیزگی والوں کو اللہ بہتر جانتا ہے اور تم اس کا نام زینب رکھو۔"

Marfat.com

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے برہ نام تبدیل فرما دیا تھا کیونکہ برہ کا مطلب پاکیزہ ہے۔ اگر ہم کسی شخص کو نام کے لحاظ سے پاکیزہ کر دیں گے تو پھر اس میں نیک اعمال کرنے کی لگن کم ہو جائے گی کیونکہ وہ خیال کرے گا کہ میں تو پیدائشی طور پر پاکیزہ ہوں اس لئے مجھے مزید پاکیزگی حاصل کرنے کی کیا ضرورت ہے چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دراصل کسی شخص کی اصل پاکیزگی کو تو اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے اس لئے برہ نام رکھ کر ہم کیسے کسی کے پاکیزہ ہونے پر مہر ثبت کر دیں اس لئے آپ ﷺ نے برہ نام تبدیل کر کے زینب نام رکھ دیا۔

ایسے ہی ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کا نام برہ تبدیل کر کے جویریہ رکھا تھا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اِسْمُهَا بَرَّةَ فَحَوَّلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمُهَا جُوَيْرِيَةَ فَكَانَ يَكْرَهُ اَنْ يُّقَالَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ (صحیح مسلم جلد پنجم صفحہ ۲۴۰)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اسے تبدیل کر کے جویریہ (رضی اللہ عنہا) رکھ دیا کیونکہ آپ ﷺ یہ کہنا ناپسند فرماتے تھے کہ میں برہ کے پاس گیا۔"

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ وَلٰكِنْ لِّيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ (سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۵۴۴)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول

Marfat.com

اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا بلکہ کہے کہ میرا نفس ناپاک ہو گیا۔"

عربی میں خبث اور نفس ہم معانی ہیں اور بمعنی پریشانی، برائی۔ مگر خبث فساد عقیدہ پر بھی بولا جاتا ہے، کفر بے دینی خباثت ہے لہٰذا اپنے لئے یہ لفظ مشترک استعمال نہ کرو کہ اس میں ایک معانی سے اپنے کفر یا بے دینی کا اقرار ہے بلکہ بجائے خبیث کے لقست کہو۔ گویا جس لفظ کے دو معانی ہوں اچھے اور برے ایسے لفظ کو اپنے لئے نہ بولو۔ وہ جو حدیث شریف میں ہے کہ جو صبح کو پڑا سوتا رہتا ہے وہ خبیث النفس کسلان اٹھتا ہے وہاں اپنے کو یا کسی خاص شخص کو خبیث نہیں کہا گیا بلکہ ایک قاعدہ کلیہ بیان ہوا ہے۔ کسی معین مسلمان پر لعنت کرنا حرام ہے مگر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹے پر لعنت ہو۔

(مرآت شرح مشکوٰۃ)

برے نام کو اچھے نام سے تبدیل کرنا سنت ہے:

بعض نادان لوگ اپنے بچوں کا نام ایسا رکھ دیتے ہیں جس کا مطلب برا ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ ایسے نام کو تبدیل کر دیا کرتے تھے لہٰذا کسی بھی برے نام کو اچھے نام سے بدل دینا آپ ﷺ کی سنت ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةَ

(صحیح مسلم جلد پنجم صفحہ ۳۴۰)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی کا نام عاصیہ تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھ دیا۔"

Marfat.com

اسلام سے پہلے عرب میں یہ رواج تھا کہ وہ اپنے بچوں کے نام عاصی یا عاصیہ رکھ لیتے تھے اور اس کے لفظی معانی سرکش، متکبر اور خدا کے دین کا مخالف کے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسے ناموں کو ناپسند فرمایا اور جس کسی کا نام عاصی یا عاصیہ تھا اسے بدل دیا۔ مندرجہ بالا حدیث میں یہی بات بیان کی گئی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام عاصیہ تھا اور جب آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے اس کا نیا نام جمیلہ رکھ دیا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الْاِسْمَ الْقَبِيْحَ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۷۴۴)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ برے نام کو تبدیل کر دیا کرتے تھے۔"

بشیر بن میمون نے اپنے چچا اسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے ایک شخص کا نام اصرم تھا جس کے معانی کاٹنے اور کترنے والے کے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا میرا نام اصرم ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تم زرعہ ہو یعنی کھیتی لگانے والا۔

(سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۵۱۹)

مقصد یہ نکلا کہ برے نام کو بہرکیف بدل دینا چاہیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عاصی، عصلان، شیطان، شہاب، غراب اور دیگر ایسے کئی ناموں کو تبدیل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اگر برے نام کو بدلا نہ جائے گا تو اس کا اثر برا نکلے گا کیونکہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو نام بدلنے کے لئے کہا مگر اس نے نہ بدلا اور اس کا نام حزن تھا چنانچہ وہ ہمیشہ رنج و الم میں مبتلا رہا۔ اس بارے میں حدیث پاک یہ ہے۔

عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰى

Marfat.com

سَعِيْدِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِيْ اَنَّ جَدَّهٗ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا اسْمُكَ قَالَ اِسْمِيْ حَزْنٌ قَالَ بَلْ اَنْتَ سَهْلٌ قَالَ مَا اَنَا بِمُغَيِّرٍ اِسْمًا سَمَّانِيْهِ اَبِيْ قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ (صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۱۱۲۵)

ترجمہ: "عبدالحمید بن جبیر بن شیبہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں سعید بن میبب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی میرے جدامجد حضرت حزن رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ انہوں نے عرض کیا میرا نام حزن ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سہل ہو۔ انہوں نے عرض کیا میرے باپ نے میرا جو نام رکھا ہے میں اسے نہیں بدل سکتا۔ ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے بعد وہ ہمیشہ ہمارے درمیان رنج وغم میں رہے۔"

ابوالحکم کنیت کی ناپسندیدگی:

کنیت اپنے کسی وصف کی نسبت سے مقرر کی جاتی ہے یا اپنی اولاد کی نسبت سے رکھی جاتی ہے مگر ایسی کنیت جس میں کوئی ایسا وصف ہو جس کا تعلق اللہ عزوجل کی ذات یا صفات سے ہو تو اسے اختیار کرنا درست نہیں ہے اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالحکم کنیت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اصل حکم تو اللہ عزوجل ہی کا ہے اور ہر حکم اور فیصلہ کی ابتداء وانتہاء اسی کے قبضہ واختیار میں ہے اس لئے ابوالحکم کنیت رکھ کر اللہ عزوجل کے اس وصف میں شریک ہونے کا گمان پیدا ہوتا ہے لہٰذا آپ

Marfat.com

ﷺ نے ابو الحکم کنیت کو تبدیل کر دیا۔

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهٖ سَمِعَهُمْ يُكَنُّوْنَهُ بِاَبِى الْحَكَمِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللهَ هُوَ الْحَكَمُ وَاِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكَنّٰى اَبَا الْحَكَمِ فَقَالَ اِنَّ قَوْمِىْ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِىْ شَىْءٍ اَتَوْنِىْ فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِىَ كِلَا الْفَرِيْقَيْنِ بِحُكْمِىْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْسَنَ هٰذَا فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ قَالَ لِىْ شُرَيْحٌ وَّمُسْلِمٌ وَّعَبْدُ اللهِ قَالَ فَمَنْ اَكْبَرُهُمْ قُلْتُ شُرَيْحٌ قَالَ فَاَنْتَ اَبُوْ شُرَيْحٍ (سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۵۲۰)

ترجمہ: "شریح بن ہانی نے اپنے والد سے روایت بیان کی ہے وہ اپنی قوم کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے سنا لوگ ابو الحکم کنیت سے پکارتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا بے شک حکم تو اللہ کا ہے اور حکم بھی اسی کی طرف سے ہے لہٰذا تمہاری کنیت ابو الحکم کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے عرض کیا میری قوم میں جب کسی بات پر اختلاف ہوتا ہے تو وہ میرے پاس آجاتے ہیں اور میں ان کا فیصلہ کر دیتا ہوں تو میرے فیصلے پر دونوں فریق خوش ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تو بہت اچھی بات ہے اور تمہارے لڑکے کتنے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا شریح، مسلم اور

Marfat.com

عبداللہ۔آپ ﷺ نے فرمایاان میں بڑاکون ہے؟انہوں نے عرض کیاشریح۔آپ ﷺ نے فرمایاتو تم ابوشریح ہو۔"

شریح ابن ہانی،حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے حتیٰ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ہانی رضی اللہ عنہ کی کنیت انہی کی وجہ سے ابوشریح رکھی مگر آپ ﷺ کی زیارت نہ کرسکے اس لئے تابعی ہیں اور بڑے عابدوزاہد تھے۔حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خاص خادم تھے اوران کے والد حضرت ہانی رضی اللہ عنہ صحابی تھے۔

Marfat.com

پرورش

بچوں کی پرورش کے لئے مال وزر خرچ کرنا اور ان کی ہر طرح کی ضروریات پوری کرنا بھی والدین کے ذمے ہے۔

بچوں کی کفالت کا تمام تر ذمہ دار باپ ہے جیسے کہ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

اَنۡفِقۡ عَلٰی عَیَالِكَ مِنۡ طَوۡلِكَ ...... الخ

ترجمہ: "اہل وعیال پر اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کیا کرو اور مؤدب کرنے کے لئے (حسب ضرورت) سختی بھی کرو اور انہیں اللہ سے ڈرایا بھی کرو۔" (مسند امام احمد)

عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ شُعَیۡبٍ عَنۡ جَدِّہٖ اِنَّ امۡرَاۃً قَالَتۡ یَا رَسُوۡلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ابۡنِیۡ ھٰذَا کَانَ بَطۡنِیۡ لَہٗ وِعَاءً وَثَدۡیِیۡ لَہٗ سِقَاءً وَحِجۡرِیۡ لَہٗ حِوَاءً وَاَنَّ اَبَاہُ طَلَّقَنِیۡ وَاَرَادَ اَنۡ یَّنۡزِعَہٗ مِنِّیۡ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنۡتِ اَحَقُّ بِہٖ مَا لَمۡ تَنۡکِحِیۡ

(سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۵۰۶)

Marfat.com

ترجمہ: ”عمرو بن شعیب بواسطہ اپنے والد، اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرا یہ بیٹا ہے، مدتوں میرا پیٹ اس کا برتن رہا اور میری چھاتی اس کی مشک اور میری گود اس کا گہوارہ رہی یعنی میں نے اپنے بیٹے کو مدتوں پالا ہے اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور وہ اس کو مجھ سے چھین لینا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک تو نکاح نہ کرے تو اس کی پرورش کی زیادہ مستحق ہے۔“

اس حدیث مبارکہ میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ بچے کی پرورش کرنا انتہائی ضروری ہے۔ بیٹیوں کی پرورش پر خصوصی توجہ مبذول کرواتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَکُوْنُ لِاَحَدِکُمْ ثَلَاثُ بَنَاتٍ اَوْ ثَلَاثُ اَخَوَاتٍ فَیُحْسِنُ اِلَیْھِنَّ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ

(جامع ترمذی جلد اول حدیث ۱۹۷۶)

ترجمہ: ”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی ایک کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں اور وہ ان سے اچھا سلوک کرے تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔“

ایک اور حدیث میں بیٹیوں پر خرچ کرنے کے متعلق یوں بیان ہوا ہے۔

Marfat.com

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
مَنِ ابْتُلِیَ بِشَیْءٍ مِّنَ الْبَنَاتِ فَصَبَرَ عَلَیْهِنَّ کُنَّ لَهٗ حِجَابًا
مِّنَ النَّارِ (جامع ترمذی جلد اوّل حدیث ۱۹۷۷)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی بیٹیوں کے ساتھ آزمایا گیا پھر اس نے ان پر صبر کیا تو وہ اس کے لئے جہنم سے پردہ ہوں گی۔"

غرضیکہ اولاد کی پرورش کرنا والدین کے فرائض میں سے ہے۔ بچوں کی پرورش بالغ ہونے تک ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ماں اور باپ میں سے بچے کی تربیت کا حق کس کو ہے۔ شرعاً جب تک میاں بیوی میں ازدواجی رشتہ قائم ہے تو دونوں کا مشترکہ حق ہے کہ وہ اولاد کی پرورش کریں یعنی ماں چھوٹے بچوں کی دیکھ بھال کرے اور باپ ان کی ضروریات پوری کرے۔

اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچے جن کو ہر وقت نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے تو ماں ہی سب سے بہتر انداز میں اپنے بچے کی دیکھ بھال کر سکتی ہے اس لئے چھوٹے بچوں کی پرورش اور نگہداشت کا بنیادی حق ماں کو حاصل ہے خواہ وہ شوہر کے ساتھ ازدواجی بندھن میں ہو یا اس سے علیحدہ ہو چکی ہو۔ حق پرورش کی مدت بچے کے ہوش سنبھالنے تک ہے اور بچی کے بالغ ہونے تک ہے۔

اس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات ذیل ہیں۔

عَنْ اَبُوْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجِیْ یُرِیْدُ اَنْ یَّذْهَبَ بِابْنِیْ وَقَدْ سَقَانِیْ وَنَفَعَنِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

هٰذَا اَبُوْكَ وَهٰذِهٖ اُمُّكَ فَخُذْ بِيَدِ اَيِّهِمَا شِئْتَ فَاَخَذَ بِيَدِ اُمِّهٖ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۳۳۳۳)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ایک عورت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میرا شوہر میرے بیٹے کو مجھ سے لے جانا چاہتا ہے جبکہ وہ مجھے پانی پلاتا ہے اور فائدہ پہنچاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہاری ماں ہے ان میں سے جس کا تم چاہو ہاتھ پکڑ لو۔ اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ اسے لے گئی۔"

عَنْ هِلَالِ بْنِ اُسَامَةَ عَنْ اَبِيْ مَيْمُوْنَةَ سُلَيْمَانَ مَوْلًى لِّاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا جَالِسٌ مَعَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ جَاءَتْهُ امْرَاَةٌ فَارِسِيَّةٌ مَعَهَا ابْنٌ لَّهَا وَقَدْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَادَّعَيَاهُ فَرَطَنَتْ لَهٗ تَقُوْلُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ زَوْجِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَّذْهَبَ بِابْنِيْ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اسْتَهِمَا عَلَيْهِ رَطَنَ لَهَا بِذٰلِكَ فَجَآءَ زَوْجُهَا وَقَالَ مَنْ يُّحَاقُّنِيْ فِيْ ابْنِيْ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ لَا اَقُوْلُ هٰذَا اِلَّا اَنِّيْ كُنْتُ قَاعِدًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ زَوْجِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَّذْهَبَ بِابْنِيْ وَقَدْ نَفَعَنِيْ وَسَقَانِيْ مِنْ بِئْرِ اَبِيْ عِتَبَةَ وَعِنْدَ النَّسَآئِيِّ مِنْ عَذْبِ الْمَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَهِمَا عَلَيْهِ فَقَالَ زَوْجُهَا مَنْ يُّحَاقُّنِيْ فِيْ وَلَدِيْ فَقَالَ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا اَبُوْكَ وَھٰذِہٖ اُمُّكَ فَخُذْ بِیَدِ اَیِّھِمَا شِئْتَ فَاَخَذَ بِیَدِ اُمِّہٖ

(سنن ابی داؤد جلد دوم حدیث ۵۰۷)

ترجمہ: "ہلال بن اسامہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ابو میمونہ سلیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو اہل مدینہ کے مولیٰ تھے کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ایرانی عورت آئی جس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ اس کے شوہر نے اسے طلاق دے دی تھی۔ پس اس نے دعویٰ کرتے ہوئے فارسی میں کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میرا شوہر مجھ سے میرا بیٹا لینا چاہتا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فارسی میں اس سے فرمایا تم قرعہ ڈال لو۔ پس اس کا شوہر آ گیا اور کہا میرے بیٹے کے بارے میں مجھ سے کون جھگڑتا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بندۂ خدا! میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا شوہر چاہتا ہے کہ میرا بیٹا مجھ سے لے جائے جبکہ وہ مجھے فائدہ پہنچاتا ہے اور ابو عتبہ کے کنوئیں سے پانی پلاتا ہے۔ نسائی کے نزدیک میٹھا پانی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا قرعہ ڈال لو۔ اس کے شوہر نے کہا میرے لڑکے کے بارے میں مجھ سے کون جھگڑتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہاری ماں ہے ان میں سے جس کا چاہو ہاتھ پکڑ

Marfat.com

لو۔ پس اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔"

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیَّرَ غُلَامًا بَیْنَ اَبِیْهِ وَ اُمِّهٖ (جامع ترمذی جلد اول حدیث ۱۳۶۸)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچے کو اس کے باپ اور ماں کے درمیان اختیار دے دو۔"

وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ صَالَحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَةِ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَشْیَآءَ عَلٰی اَنَّ مَنْ اَتَاهُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ رَدَّهٗ اِلَیْهِمْ وَمَنْ اَتَاهُمْ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ لَمْ یَرُدُّوْهُ وَعَلٰی اَنْ یَّدْخُلَهَا مِنْ قَابِلٍ وَیُقِیْمُ بِهَا ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَی الْاَجَلُ خَرَجَ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِیْ یَا عَمِّ یَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِیٌّ فَاَخَذَ بِیَدِهَا فَاخْتَصَمَ فِیْهَا عَلِیٌّ وَّ زَیْدٌ وَّ جَعْفَرٌ فَقَالَ عَلِیٌّ اَنَا اَخَذْتُهَا وَهِیَ بِنْتُ عَمِّیْ وَقَالَ جَعْفَرٌ بِنْتُ عَمِّیْ وَخَالَتُهَا تَحْتِیْ وَقَالَ زَیْدٌ بِنْتُ اَخِیْ فَقَضٰی بِهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ وَقَالَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ اَشْبَهْتَ خَلْقِیْ وَخُلُقِیْ وَقَالَ لِزَیْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا

(صحیح بخاری جلد اول حدیث ۲۵۲۰)

ترجمہ: "حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے

Marfat.com

ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حدیبیہ میں تین باتوں پر صلح کی۔ اول یہ کہ مشرکین میں سے جو آئے اسے ان کی طرف لوٹایا جائے اور دوم مسلمانوں میں سے جو ان کے پاس جائے گا وہ انہیں نہیں لوٹائیں گے اور سوم اس میں یعنی بیت اللہ میں اگلے سال داخل ہوں گے اور تین دن رہیں گے۔ جب اس میں داخل ہوئے اور مدت گزرنے پر نکل آئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی پیچھے سے پکارتی ہوئی آئیں اے چچا جان! اے چچا جان! تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اس کے بارے میں حضرت علی، حضرت زید اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہم میں اختلاف ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اسے لیا ہے اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری بھتیجی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا فیصلہ اس کی خالہ کے حق میں دیا اور فرمایا خالہ ماں کی جگہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا تم صورت اور سیرت میں مجھ سے بہت زیادہ مشابہ ہو اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا تم ہمارے بھائی اور چہیتے ہو۔"

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عُرِضْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ اُحُدٍ وَّاَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشَرَ سَنَةً فَرَدَّنِيْ ثُمَّ عُرِضْتُ عَلَيْهِ عَامَ الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشَرَةَ سَنَةً

Marfat.com

فَاَجَازَنِیْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِیْزِ ھٰذَا فَرْقُ مَا بَیْنَ الْمُقَاتِلَةِ وَالذُّرِّیَةِ (صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۲۶۱)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا جبکہ میری عمر چودہ برس تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے واپس لوٹا دیا پھر مجھے غزوہ خندق کے وقت پیش کیا گیا جبکہ میری عمر پندرہ برس تھی تو مجھے اجازت مرحمت فرمادی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجاہدوں اور نابالغوں کی عمر میں یہی فرق ہے۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مدت پرورش تک بچے کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے اس کے بعد لڑکے کو اختیار ہے کہ خواہ وہ ماں کے پاس رہے یا باپ کے ساتھ رہے بلکہ بچے کے حق میں جو بہتر ہو اس طرح کرنا زیادہ موزوں ہے۔

بچوں کی پرورش کے ابتدائی مراحل حسب ذیل ہیں۔

رضاعت:

شیر خوارگی کے زمانے میں بچے کو دودھ پلانا والدین کا ذمہ ہے تاکہ بچہ پرورش پاسکے۔ پیدائش کے بعد بچے کی خوراک دودھ ہے۔ عورت کے دودھ میں جسمانی نشوونما کے تمام اجزاء موجود ہوتے ہیں اور جو طاقت عورت کے دودھ میں ہوتی ہے وہ بچے کے لئے کسی اور دودھ میں نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے بچے کی ماں اس کو دودھ پلائے اور اگر ایسا نہ ہوسکے تو پھر چاہئے کہ بچے کو دودھ پلانے کا خاطر خواہ بندوبست کیا جائے۔

اس کے متعلق اللہ عزوجل کا فرمان یہ ہے۔

Marfat.com

وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَؕ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَاۚ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌۢ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖۗ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَۚ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَاؕ وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْۤا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّاۤ اٰتَیْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۝ (سورۃ البقرہ: آیت ۲۳۳)

ترجمہ: "اور مائیں اپنی اولاد کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں یہ اس کے لئے ہے جو رضاعت پوری کرنا چاہے اور اس دوران بچے والے پر کھانے اور کپڑے کا خرچ ہوگا مگر کسی پر اس کی وسعت سے بڑھ کر بوجھ نہ ڈالا جائے نہ تو ماں کو تکلیف میں ڈالا جائے کہ بچہ اس کا ہے اور نہ والد کو بچے کی وجہ سے ضرر پہنچایا جائے اس کا حق مثل وارث کے ہے۔ پھر اگر ماں باپ دونوں آپس کی رضا اور مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں اور اگر تم دائیوں سے اپنے بچے کو دودھ پلوانا چاہو تو پھر بھی کرئی حرج نہیں جو خرچہ مقرر کیا ہوا ہے اسے اچھے انداز میں ادا کرو اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک جو تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے۔"

Marfat.com

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ اللہ عزوجل بچوں والیوں کو ارشاد فرماتا ہے کہ پوری مدت دودھ پلانے کی دو سال ہے اس کے بعد دودھ کی پلائی کا کوئی اعتبار نہیں اس سے دودھ بھائی بننا ثابت نہیں ہوتا اور نہ حرمت ہوتی ہے۔ اکثر ائمہ کرام کا یہی مذہب ہے۔

ترمذی میں باب ہے کہ رضاعت جو حرمت ثابت کرتی ہے وہ وہی ہے جو دو سال سے پہلے کی ہو۔ پھر حدیث لائے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں وہی رضاعت حرام کرتی ہے جو آنتوں کو پُر کردے اور دودھ چھوٹنے سے پہلے ہو۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ کا اسی پر عمل ہے کہ دو سال سے پہلے کی رضاعت تو معتبر ہے اس کے بعد نہیں۔ اس حدیث کے راوی شرط صحیحین پر ہیں۔ حدیث میں فی الثدی کا جو لفظ استعمال ہوا ہے اس کے معانی بھی محل رضاعت کے یعنی دو سال پہلے کے ہیں۔ یہی لفظ آپ ﷺ نے اس وقت بھی فرمایا تھا جب آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تھا کہ وہ دودھ پلائی کی مدت میں وصال فرما گئے تھے اور انہیں دودھ پلانے والی جنت میں مقرر ہے۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی عمر اس وقت ایک سال دس مہینے تھی۔

دارقطنی کی ایک حدیث دو سال کی مدت کے بعد کی رضاعت کے معتبر نہ ہونے کی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اس کے بعد کوئی چیز نہیں۔

ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ دودھ چھوٹ جانے کے بعد رضاعت نہیں اور بلوغت کے بعد یتیمی کا حکم نہیں ہے۔

خود قرآن مجید میں ایک اور جگہ ہے کہ دودھ چھوٹنے کی مدت دو سال میں ہے جبکہ ایک اور جگہ ہے حمل اور دودھ دونوں کی مدت تیس ماہ ہے۔

Marfat.com

یہ قول کہ دو سال کے بعد دودھ پلانے اور پینے سے رضاعت کی حرمت ثابت نہیں ہوتی ان تمام حضرات کا ہے۔ حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعود، حضرت جابر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم۔ حضرت سعید بن میب، حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ امام شافعی، امام احمد، امام اسحق، امام ثوری، امام ابویوسف، امام محمد اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی یہی ہے اور ایک روایت میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے دو سال دو ماہ بھی مروی ہیں اور ایک روایت میں دو سال تین ماہ بھی مروی ہیں۔

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ڈھائی سال کی مدت بتاتے ہیں۔ زُفر کہتے ہیں جب تک دودھ نہیں چھٹا تو تین سال تک کی مدت ہے۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی روایت ہے کہ اگر کوئی بچہ دو سال سے پہلے دودھ چھٹا لیا جائے تو پھر اس کے بعد کسی عورت کا دودھ پیئے تو بھی حرمت ثابت نہ ہوگی اس لئے کہ اب قائم مقام خوراک کے ہوگا۔ امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے دودھ چھٹانے کے بعد رضاعت نہیں ہے۔ اس قول کے دونوں مطلب ہو سکتے ہیں یعنی یا تو دو سال کے بعد یا کہ جب بھی اس سے پہلے دودھ چھوٹ گیا اس کے بعد جیسے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ واللہ اَعلم

البتہ صحیح بخاری، صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ وہ اس کے بعد کی بلکہ بڑے آدمی کی رضاعت کو حرمت میں مؤثر جانتی ہیں۔ عطا اور لیث کا بھی یہی قول ہے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جس شخص کا آنا جانا کہیں ضروری نہیں جانتیں وہاں حکم دیتیں کہ وہ عورتیں اسے اپنا دودھ پلائیں اور اس حدیث سے دلیل

Marfat.com

پکڑتی تھیں کہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ تھے انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ وہ ان کی بیوی صاحبہ کا دودھ پی لیں حالانکہ وہ بڑی عمر کے تھے اور اس رضاعت کی وجہ سے پھر وہ برابر آتے جاتے رہتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اس کا انکار کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ یہ واقعہ خاص ان کے لئے تھا ہر شخص کے لئے یہ حکم نہیں ہے۔

یہی مذہب جمہور کا ہے یعنی چاروں اماموں، ساتوں فقیہوں، تمام بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تمام امہات المومنین رضی اللہ عنہن ماسوائے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کی دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا دیکھ لیا کرو کہ تمہارے بھائی کون ہیں؟ رضاعت اس وقت تک ہے جب دودھ بھوک مٹا سکتا ہو۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اوّل)

پھر فرمان ہے کہ بچوں کی ماں کا نان نفقہ بچوں کے والد پر ہے۔ اپنے اپنے شہروں کی عادت اور دستور کے مطابق ادا کریں اور نہ تو زیادتی ہو اور نہ ہی کمی ہو بلکہ حسب طاقت و وسعت درمیانی خرچ دے دیا کریں جیسے فرمایا گیا کہ کشادگی والے اپنی کشادگی کے مطابق اور تنگی والے اپنی طاقت کے مطابق دیں۔ اللہ عزوجل طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا عنقریب اللہ عزوجل سختی کے بعد آسانی کر دے گا۔

ضحاک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کے ساتھ بچہ بھی ہے تو اس کی دودھ پلائی کے زمانہ تک کا خرچ مرد پر واجب ہے۔

پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہے عورت اپنے بچے کو دودھ پلانے سے انکار کر کے اس کے والد کو تنگی میں نہ ڈالے بلکہ بچے کو دودھ پلاتی رہے اس لئے کہ یہی ان کی گزر کا سبب ہے۔ دودھ سے جب بچہ بے نیاز ہو جائے تو بے شک بچہ کو دے دے مگر بھی

Marfat.com

نقصان رسانی کا ارادہ نہ ہو۔ ایسے ہی شوہر اس سے جبراً بچے کو الگ نہ کرے جس سے وہ غریب دکھ میں پڑے۔

وارث کو بھی یہی چاہئے کہ بچے کی والدہ کو خرچ سے تنگ نہ کرے اس کے حقوق کی نگہداشت کرے اور اسے ضرر نہ پہنچائے۔ فقہ حنفی اور فقہ حنبلی کے پیروکاروں میں سے جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ رشتہ داروں میں سے بعض کا نفقہ بعض پر واجب ہے انہوں نے اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور جمہور سلف صالحین سے یہی مروی ہے۔

سمرہ والی مرفوع حدیث سے بھی یہی مترشح ہوتا ہے جس میں ہے کہ جو شخص اپنے کسی محرم رشتہ دار کا مالک ہو جائے تو وہ آزاد ہو جائے گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ دو سال کے بعد دودھ پلانا عموماً بچے کو نقصان دیتا ہے یا تو جسمانی یا دماغی۔ حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو دو سال سے بڑے بچے کو دودھ پلاتے ہوئے دیکھ کر منع فرمایا تھا۔

پھر فرمان ہے کہ اگر یہ رضامندی اور مشورہ سے دو سال کے اندر جب بھی دودھ چھڑانا چاہیں تو ان پر کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں! ایک چاہت بغیر دوسرے کی رضامندی کے ناکافی ہوگی۔ یہ بچے کے بچاؤ کی اور اس کی نگرانی کی ترکیب ہے۔ خیال فرمائیے کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں پر کس قدر رحیم و کریم ہے کہ چھوٹے بچوں کے والدین کو ان کاموں سے روک دیا ہے جس میں بچوں کی بربادی کا خوف تھا اور وہ حکم دیا جس سے ایک طرف بچے کا بچاؤ ہے اور دوسری جانب ماں باپ کی اصلاح بھی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اول)

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے

Marfat.com

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ۝ (لقمان: ۱۴)

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کی جس کی والدہ نے اسے کمزوری پر کمزوری کے باوجود اٹھائے رکھا اور دو سال میں اس کا دودھ چھڑایا اس لئے میرا اور والدین کا شکر ادا کرو (تمہیں) میری طرف لوٹ کر آنا ہے۔"

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًاؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًاؕ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًاؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةًۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰى وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْؕ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۝

(الاحقاف: ۱۵)

ترجمہ: "اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اس کی والدہ نے بڑی تکلیف کے ساتھ اسے اُٹھائے رکھا اور اسے جنم دینے میں بھی تکلیف برداشت کی اور اس کے حمل اور دودھ پلانے تک تین مہینے گزر گئے حتیٰ کہ جب وہ پوری طرح نشوونما پا گیا اور چالیس سال کا ہو گیا

Marfat.com

تو اس نے عرض کیا اے میرے رب! مجھے اپنی نعمت کا شکر کرنے کی توفیق عطا فرما دے وہ نعمت جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی ہے اور میں تیری رضا کے مطابق صالح عمل کروں اور میری اولاد کو اصلاح پر قائم رکھ بے شک میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور بلاشبہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔"

حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اور دیگر بڑے اماموں نے استدلال کیا ہے حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینے ہے۔ یہ استدلال بہت قوی اور بالکل صحیح ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔ حضرت معمر بن عبداللہ جہنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے قبیلے کے ایک شخص نے جہینہ کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ چھ مہینے پورے ہوتے ہی اسے بچہ تولد ہوا۔ اس کے شوہر نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس عورت کے پاس آدمی بھیجا۔ وہ تیار ہو کر آنے لگی تو اس کی بہن نے گریہ وزاری شروع کر دی۔

اس بیوی صاحبہ نے اپنی بہن کو تسکین دی اور فرمایا کیوں روتی ہو؟ اللہ عزوجل کی قسم! میں مخلوقِ خدا میں سے کسی سے بھی نہیں ملی۔ میں نے کبھی برا فعل نہیں کیا۔ دیکھو اللہ عزوجل کا فیصلہ میرے بارے میں کیا ہوتا ہے؟ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس یہ آئیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسے رجم کرنے کا حکم دیا۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس عورت کو نکاح کے چھ مہینے کے بعد بچہ پیدا ہوا ہے جو ناممکن ہے۔ یہ سن کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! پڑھا ہے۔

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا یہ آیت نہیں پڑھی؟

وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا

اور ساتھ ہی یہ آیت بھی:

حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ

پس مدت حمل اور مدتِ دودھ پلائی دونوں کے مل کے تیس مہینے ہوئے اور اس میں سے جب دودھ پلائی کی تو کل مدت دو سال کے چوبیس مہینے وضع کر دیئے جائیں تو باقی چھ مہینے رہ جاتے ہیں۔

قرآن مجید سے معلوم ہوا کہ حمل کی کم از کم مدت چھ مہینے ہے اور اس بیوی کو بھی اتنی ہی مدت میں بچہ پیدا ہوا۔ پھر اس پر زنا کا الزام کیسے قائم کیا جا رہا ہے؟ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ! یہ بات ٹھیک ہے۔ افسوس! میرا خیال اس جانب نہیں گیا۔ جاؤ! اس عورت کو لے آؤ۔ پس لوگوں نے اس عورت کو اس حال میں پایا کہ اس سے فراغت حاصل ہو چکی تھی۔

حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں واللہ! ایک کوا دوسرے کوے سے اور ایک انڈا دوسرے انڈے سے بھی اتنا مشابہ نہیں ہوتا جتنا اس عورت کا یہ بچہ اپنے باپ سے مشابہ تھا۔ خود اس کے باپ نے بھی اسے دیکھ کر کہا اللہ کی قسم! اس بچے کے بارے میں مجھے اب کوئی شک نہیں رہا اور اسے اللہ عزوجل نے ایک ناسور کے ساتھ مبتلا کیا جو اس کے چہرے پر تھا اور وہی اسے گھلاتا رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ (ابن ابی حاتم)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب کسی عورت کو نو مہینے میں بچہ پیدا ہوا تو اس کی دودھ پلائی کی مدت اکیس ماہ کافی ہیں اور جب سات مہینے میں بچہ ہوا تو مدتِ رضاعت تئیس (۲۳) ماہ ہے اور جب چھ ماہ میں بچہ پیدا ہو جائے تو پھر

Marfat.com

مدت رضاعت دو سال کامل۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ حمل اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

سورۃ طلاق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝

ترجمہ: "اگر عورتیں بچے کو دودھ پلایا کریں تو تم ان کی اجرت بھی ادا کر دیا کرو اور آپس میں عمدگی کے ساتھ معاملہ رکھو یہ اور بات ہے کہ تنگی کے وقت کسی اور سے دودھ پلوا دو۔"

چنانچہ یہاں بھی فرمایا کہ اگر والدہ اور والد متفق ہو کر کسی عذر کی بناء پر کسی اور سے دودھ شروع کرائیں اور پہلے کی اجرت کامل طور پر والد، والدہ کو دے دے تو بھی دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

پرورش میں ماں کا حق کثیر:

اسلام نے تمام ادیان سے امتیازی حیثیت اس لئے پائی ہے کہ یہ اللہ کا بھیجا ہوا ہے اور دیگر ادیان بندوں کی ایجاد کئے ہوئے ہیں اس لئے وہ مخلوقِ خدا کو حقوق اور تحفظ دینے میں ناکام رہے ہیں۔ اللہ کی دھرتی پر اللہ کے دین اسلام نے تمام مخلوق کو جہاں حقوق دیئے ہیں وہاں اس عورت کو بھی امتیازی حیثیت دی ہے جس کو زندہ درگور کیا جاتا تھا۔

اسلام کو کامیابی وکامرانی مکمل حاصل ہوئی ہے اس لئے کہ اس نے انسانیت کو مکمل اس کے حقوق بلا امتیاز دیئے ہیں بالخصوص عورت کو اس کے تمام حقوق دینا یہ

Marfat.com

اسلام ہی کا طرہ امتیاز ہے۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہے کہ عورت نے حضور ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرا یہ لڑکا ہے میرا پیٹ اس کے لئے ظرف تھا اور میرے پستان اس کے لئے مشک اور میری گود اس کی محافظ تھی اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اب اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تو زیادہ حق دار ہے جب تک تو نکاح نہ کرے۔ (ابوداؤد جلد دوم صفحہ ۴۱۳)

بچے کی پرورش کا حق ماں کے لئے ہے خواہ وہ نکاح میں ہو یا نکاح سے باہر ہوگئی ہو۔ (بہار شریعت جلد دوم صفحہ ۲۵۲)

ایک اور جگہ تین احادیث مبارکہ ہیں۔

اول: حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امام عاصم کو فریق بنا کر حضرت عاصم کی پرورش کی مسئلہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پیش کیا۔ انہوں نے فیصلہ فرمایا کہ بچہ حضرت ام عاصم کے پاس رہے گا جب تک بالغ نہ ہو جائے اور یا جب تک شادی نہ کرلے اور فرمایا کہ ماں بچے پر زیادہ مہربان ہوتی ہے، رحم کرنے والی، نرم دل اور شفقت کرنے والی ہوتی ہے۔

دوم: حضرت سعد بن میب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ام عاصم کو طلاق دے دی پھر وہ ان کی گود میں سے حضرت عاصم کو لینے کے لئے آئے۔ ان دونوں نے بچے کو حاصل کرنا چاہا۔ بچہ رو پڑا دونوں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ ماں کا پیار ماں کی گود اور ماں کی خوشبو بچے کے

Marfat.com

لئے تم سے بہتر ہے۔ جب بچہ بڑا ہوگا تو وہ خود اختیار کرلے گا۔

سوم: حضرت قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ حضرت جمیلہ بنت عاصم بن ثابت کو طلاق دے دی، پھر جمیلہ بن عاصم نے شادی کرلی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو لینے کے لئے آئے۔ حضرت جمیلہ کی والدہ شموس بنت ابی عامر انصاریہ نے بچے کو اٹھالیا اور دونوں اس مقدمے کو لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ بچے اور اس کی ماں کے بیچ میں مت آؤ پھر وہ بچے کو لے کر چلی گئیں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۵ صفحہ ۶۱۹ تا ۶۲۱)

کلمہ سکھانا:

کلمہ طیبہ اسلام اور ایمان کی بنیاد ہے لہٰذا بچہ جب بات چیت کرنے کی عمر تک پہنچ جائے تو اسے سب سے پہلے کلمہ طیبہ سکھایا جائے اور اس کے ذہن میں یہ بات ڈالی جائے کہ یہ کلمہ توحید اور رسالت کے متعلق ہے تاکہ بچہ بنیادی طور پر توحید اور رسالت سے روشناس ہو جائے اور جوں جوں بچہ ذرا سمجھنے کے لائق ہو جائے تو اسے عقائد کی دوسری باتیں بھی سکھائی جائیں کیونکہ مسلمان بچوں کا اسلامی عقائد سے باخبر ہونا بہت ضروری ہے۔

بچے کو سب سے پہلے کلمہ طیبہ سکھانے کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ وَجَدْتُ فِيْ كِتَابِ جَدِّيْ الَّذِيْ حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَفْصَحَ أَوْلَادُكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ لَمْ

Marfat.com

تَبَالُوْا مَتٰی مَاتُوْا وَ اِذَا اِثْغَرُوْا فَمُرُوْهُمْ بِالصَّلٰوةِ وَعَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْصَحَ الْغُلَامُ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلَّمَهٗ هٰذِهِ الْاٰيَةِ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا

ترجمہ: "عمرو بن شعیب سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے اپنے دادا کی کتاب میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث لکھی دیکھی ہے کہ جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اسے لا الہ الا اللہ سکھاؤ اور پھر اس کی موت آنے تک فکر نہ کرو اور جب اس کے دودھ کے دانت گرنے لگیں تو اسے نماز کا حکم دو۔ نیز اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ کا طریقہ یہ تھا عبدالمطلب کی اولاد میں سے جب کوئی بچہ بولنے لگتا تو اسے یہ آیت سکھاتے تھے۔"

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا

اس حدیث مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ تمہاری اولاد خواہ لڑکا ہو یا لڑکی جب اس کی زبان چلنے لگے تو اسے کلمہ سکھاؤ۔ کلمہ طیبہ پورا سکھانا چاہئے تاکہ اسے حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کے بارے میں بھی معلوم ہو جائے اور اس کے بارے میں روایت یوں ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِفْتَحُوْا عَلٰى صِبْيَانِكُمْ اَوَّلَ كَلِمَةِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (مستدرک الحاکم)

Marfat.com

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں کو سب سے پہلے کلمہ لاالہ الااللہ سکھاؤ۔"

ایمان مفصل:

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ

ترجمہ: "میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر کا خالق اللہ ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔"

ایمان مجمل:

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِاَسْمَآئِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِیْقٌ بِالْقَلْبِ ط

ترجمہ: "میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے اور زبان سے اقرار کرتے ہوئے اور دل سے تصدیق کرتے ہوئے۔"

اوّل کلمہ طیب:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

Marfat.com

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔"

دوسرا کلمہ شہادت:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

ترجمہ: "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔"

تیسرا کلمہ تمجید:

سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط

ترجمہ: "اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں مگر اللہ کی طرف سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔"

چوتھا کلمہ توحید:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط بِيَدِهِ الْخَيْرُ ط وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط

Marfat.com

ترجمہ: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ہے بادشاہی اور اسی کے لئے تعریف ہے وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ زندہ ہے اس کو ہرگز کبھی موت نہیں آئے گی بڑے جلال اور بزرگی والا ہے اس کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

پانچواں کلمہ استغفار:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَّ اَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ ط

ترجمہ: "میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں جان بوجھ کر کیا یا بھول کر یا چھپ کر کیا یا ظاہر ہو کر اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس گناہ سے جس کو میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے جس کو میں نہیں جانتا۔ اے اللہ! بے شک تو عیبوں کو جاننے والا اور عیبوں کو چھپانے والا اور گناہوں کو بخشنے والا ہے اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔"

چھٹا کلمہ ردِ کفر:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ شَيْئًا وَّ اَنَا اَعْلَمُ بِهٖ

Marfat.com

وَاسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِهٖ تُبْتُ عَنْهُ وَتَبَرَّتُ مِنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ وَالْكِذْبِ وَالْغِيْبَةِ وَالْبِدْعَةِ وَالنَّمِيْمَةِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُهْتَانِ وَالْمَعَاصِىْ كُلِّهَا وَاَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط

ترجمہ: "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی کو تیرا شریک بناؤں جان بوجھ کر اور میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے اس گناہ سے جس کا مجھے علم نہیں۔ میں نے اس سے توبہ کی اور بیزار ہوا اور کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور تہمت لگانے سے اور باقی ہر قسم کی نافرمانیوں سے اور میں ایمان لایا اور کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔"

رزق حلال:

اسلام نے والدین پر ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو حقائق سے آگاہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رازق نہیں اور اللہ ہی اپنے بندوں کو بلا امتیاز رزق عطا کرنے والا ہے۔ اس سے انسان کا عقیدہ توحید پختہ ہوتا ہے۔ والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کو حلال وحرام کی تمیز و کھانے اور پینے کے آداب سکھائیں۔ اس لئے ہم سب سے پہلے قرآن کریم کی روشنی میں اللہ تعالیٰ رازق ہونے کے دلائل پیش کرتے ہیں۔ بعد میں کھانے پینے کے آداب حدیث کی روشنی میں رقم کریں گے۔

Marfat.com

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۱۲۔)

ترجمہ: "اور خدا جسے چاہے بے گنتی دے۔"

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○

(سورۃ المائدہ آیت ۸۸)

ترجمہ: "اور کھاؤ جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ نے روزی دی حلال پاکیزہ اور ڈرو اللہ سے جس پر تمہیں ایمان ہے۔"

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ○

(سورۃ ہود آیت نمبر ۶)

ترجمہ: "اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم پر نہ ہو۔ اور جانتا ہے کہ کہاں ٹھہرے گا۔ اور کہاں سپرد ہوگا اور سب کچھ ایک صاف بیان کرنے والی کتاب۔"

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ

(سورۃ الرعد آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے رزق کشادہ اور تنگ کرتا ہے۔"

لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ

Marfat.com

الرّٰزِقِیْنَ﴿۵۸﴾ (سورۃ الحج آیت ۵۸)

ترجمہ: "تو اللہ تعالیٰ ضرور انہیں اچھی روزی دے گا اور بے شک اللہ کی روزی سب سے بہتر ہے۔"

اِنَّ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ﴿۱۷﴾

(سورۃ العنکبوت آیت ۱۷)

ترجمہ: "بے شک وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں تو اللہ کے پاس رزق ڈھونڈو۔ اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو تمہیں اس کی طرف پھرنا ہے۔"

وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖۗ اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ ۖؗ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ﴿۶۰﴾

(سورۃ العنکبوت آیت: ۶۰)

ترجمہ: "اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں۔ کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ روزی دیتا ہے۔ انہیں اور تمہیں اور وہی سنتا جانتا ہے۔"

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖؗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴿۳﴾

(سورۃ فاطر آیت: ۳)

Marfat.com

ترجمہ: "اے لوگو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے کہ آسمان و زمین سے تمہیں روزی دے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں اوندھے جاتے ہیں۔"

هُوَ الَّذِیْ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ؕ وَ مَا یَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ یُّنِیْبُ ۝ (سورہ المومن آیت ۱۳)

ترجمہ: "وہی ہے کہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ اور تمہارے لئے آسمان سے روزی اتارتا ہے اور نصیحت نہیں مانتا مگر جو رجوع لائے۔"

لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝

(سورۃ الشوریٰ آیت ۱۲)

ترجمہ: "اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں روزی وسیع کرتا ہے۔ جس کے چاہے اور تنگ فرماتا ہے۔ بے شک وہ سب کچھ جانتا ہے۔"

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝

(سورۃ الذریت آیت ۵۸)

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ ہی بڑا رزق دینے والا قوت والا ہے۔"

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِیْ یَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ ۚ بَلْ لَّجُّوْا فِیْ عُتُوٍّ وَّ نُفُوْرٍ ۝ (سورۃ الملک آیت ۲۱)

Marfat.com

ترجمہ: "یا کون سا ایسا ہے۔ جو تمہیں روزی دے۔ اگر وہ اپنی روزی روک لے۔ بلکہ وہ سرکش اور نفرت میں ڈھیٹ بنے ہوئے ہیں۔"

شیخ شرف الدین مصلح بیان کرتے ہیں۔

اے کریمے کہ از خزانہ غیب
گبرو ترسا وظیفہ خورداری
اے وہ داتا جو غیب کے خزانے سے
آتش پرست اور عیسائی کو رزق پہنچاتے ہیں
دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ بادشمنان نظرداری
دوستوں کو تو کب محروم کرے
جب کہ تو دشمنوں کی بھی دیکھ بھال رکھتا ہے

(سعدی شیرازی گلستان صفحہ ۶)

حضرت خواجہ بدر الدین رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ اے درویش شریعت وطریقت میں صادق بندہ وہ ہے۔ جو روزی سے دل نہ لگائے۔ بلکہ فراخ دلی سے اپنے مولیٰ کی اطاعت میں مشغول رہے اور درحقیقت جان لے کہ جو کچھ میرے مقدر میں ہے مجھے مل کر رہے گا۔ اس سے کچھ ذرہ بھر بھی کم نہ ہوگا۔ پس اے درویش اگر سالہا سال تو مارا مارا پھرے تو جو رزق تیری قسمت میں لکھا جا چکا ہے وہ بغیر تیری کوشش وطلب کے تجھے مل جائے گا اور اگر تو زیادہ چاہے گا۔ تو ایک ذرہ بھر بھی نہیں ملے گا اے درویش فقیر کی راہ

Marfat.com

میں ثابت قدم وہ ہے جو روزی سے دل نہ لگائے کہ آج تو میں نے کھالیا ہے کل کیا کھاؤں گا۔ ایسے شخصوں کو اصحاب طریقت بد دیں اور بد دیانت کہتے ہیں۔

(اسرار الاولیاء صفحہ ۵۳)

اولاد کو حلال وحرام کی تمیز سکھانا:

دین اسلام میں واضح طور پر حلال وحرام کی تمیز موجود ہے۔ حلال اور پاکیزہ چیزیں کھانے کا حکم دیا گیا ہے اور حرام اشیاء کھانے سے منع فرمایا گیا ہے۔

حلال وحرام کا مکمل ضابطہ اللہ عزوجل نے اپنے کلام پاک میں بیان فرمادیا ہے اور جن چیزوں کا کھانا اللہ عزوجل نے حرام کیا ہے اسے اللہ عزوجل کے رسول ﷺ نے شریعت کی صورت میں واضح طور پر بیان فرمادیا ہے۔ حلال اور مباح رزق کے بارے میں بھی اللہ عزوجل نے بیان فرمادیا ہے۔ حلال رزق کا دائرہ بہت وسیع ہے اور حلال وحرام کی تمیز کے بارے میں چند آیات ذیل ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝ (البقرہ:۱۶۸)

ترجمہ: "اے لوگو! زمین میں سے حلال پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور شیطان کے ایجاد کردہ کاموں کی پیروی نہ کرو بے شک وہ تمہارا واضح طور پر دشمن ہے۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

Marfat.com

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۝ (المائدہ:۸۸)

ترجمہ: "اور اللہ نے جو حلال طیب رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ اور اللہ سے ڈرو جس پر تم ایمان لاتے ہو۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝ (المائدہ:۱۰۰)

ترجمہ: "فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں خواہ ناپاک کی کثرت تمہیں اچھی لگے پس اللہ سے ڈرو اے عقل والو! تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ۝ (الانعام:۱۱۸)

ترجمہ: "جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اس میں سے کھاؤ اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان لانے والے ہو۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۠ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۝ (النحل:۱۱۴)

ترجمہ: "پس اللہ نے تمہیں جو حلال اور طیب رزق دیا ہے

Marfat.com

اسے کھاؤ اور اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرتے رہو بشرطیکہ تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔"

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ (المومنون:۵۱)

ترجمہ: "اے میرے رسولو! پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور صالح عمل کرو بے شک جو تم کرتے ہو میں اسے جاننے والا ہوں۔"

اِن آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مسلمان اور اس کی اولاد کو حلال و حرام کی تمیز ہونی چاہئے لہٰذا اولاد جونہی ذرا شعور حاصل کرے تو والدین کا فرض بنتا ہے کہ وہ بچوں کو حلال اور پاکیزہ چیزیں کھانے کی ترغیب دیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کی اطاعت کرو اور اللہ عزوجل کی نافرمانی سے بچو اور اپنی اولاد کو احکامات پر عمل کرنے اور جن چیزوں سے روکا گیا ہے ان سے بچنے کا حکم دو اس لئے کہ یہ تمہارے اور ان کے آگے سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ (ابن جریر)

مساویانہ سلوک:

اولاد سے ہمیشہ ایک جیسا سلوک کرنا چاہئے کسی بیٹے یا بیٹی سے ترجیحی رویہ اختیار کرنا مناسب نہیں ہے کیونکہ دین اسلام نے والدین کے لئے یہ بات جائز قرار نہیں دی کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان تفریق کریں۔

بعض لوگ نرینہ اولاد سے اچھا سلوک کرتے ہیں اور بیٹیوں کو اچھا خیال

Marfat.com

نہیں کرتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔ اس لحاظ سے والدین پر یہ ایک بڑی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد میں امتیاز روا نہ رکھیں۔ سب کو ایک جیسا خیال کریں۔ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے بھی اولاد کے درمیان عدم مساوات کو پسند نہیں فرمایا اور اس کے متعلق آپ ﷺ کے فرمودات ذیل ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَتِ امْرَأَةُ بَشِيْرٍ اِنْحَلِ ابْنِيْ غُلَامَكَ وَاَشْهِدْلِيْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ ابْنَةَ فُلَانٍ سَاَلَتْنِيْ اَنْ اَنْحَلَ ابْنَهَا غُلَامِيْ وَقَالَتْ اَشْهِدْلِيْ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَهٗ اِخْوَةٌ قَالَ نَعَمْ قَالَ اَفَكُلُّهُمْ اَعْطَيْتَهُمْ مِثْلَ مَا اَعْطَيْتَهٗ قَالَ لَا قَالَ فَلَيْسَ يَصْلُحُ هٰذَا وَاِنِّيْ لَا اَشْهَدُ اِلَّا عَلَى الْحَقِّ

(صحیح مسلم جلد چہارم صفحہ ۲۴۷ تا ۲۴۸)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت بشیر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے عرض کیا میرے بیٹے کو اپنا غلام دے دیجئے اور میری خاطر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنالیجئے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا فلاں کی بیٹی نے مجھ سے کہا ہے کہ اپنا غلام اس کے بیٹے کو دے دوں اور کہا ہے میری خاطر رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا اس کے اور بھائی ہیں؟ عرض کیا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اسے جو دیا ہے ویسے ہی سب کو دیا ہے؟ عرض کیا نہیں۔

Marfat.com

آپ ﷺ نے فرمایا یہ درست نہیں ہے اور میں حق کے سوا اور بات پر گواہ نہیں بنتا۔"

اس حدیث مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ غلام دینے کے سلسلے میں ایک بیٹے کے ساتھ ترجیحی سلوک تھا اور دوسرے بھائیوں کو غلام نہ دیئے گئے تھے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کرنا درست نہیں بلکہ تمام بھائیوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرو تو میں گواہ بننے کے لیے تیار ہوں۔

یہی بات ایک اور حدیث میں یوں بیان ہوئی ہے۔

وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ اَنَّ اَبَاهُ اَتٰى بِهٖ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ نَحَلْتُ ابْنِىْ هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهٗ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ وَفِىْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ اَيَسُرُّكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا اِلَيْكَ فِى الْبِرِّ سَوَآءً قَالَ بَلٰى قَالَ فَلَا اِذًا وَفِىْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ اَعْطَانِىْ اَبِىْ عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا اَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ اَعْطَيْتُ ابْنِىْ مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَاَمَرَتْنِىْ اَنْ اُشْهِدَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَعْطَيْتَ سَآئِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوْا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ قَالَ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهٗ وَفِىْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ لَا اَشْهَدُ عَلٰى جَوْرٍ

(صحیح بخاری جلد اول حدیث ۲۴۱۶)

Marfat.com

ترجمہ: "حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ان کے والد انہیں اپنے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو ایک غلام دیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر واپس لے لو۔ ایک روایت میں ہے کیا یہ تمہارے لئے باعث مسرت ہے کہ تمہارے ساتھ نیکی کرنے میں وہ برابر ہوں؟ انہوں نے عرض کیا کیوں نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر ایسا نہ کرو۔ دوسری روایت میں حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے والد نے مجھے ایک عطیہ دیا۔ حضرت عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں راضی نہیں ہوں جب تک رسول اللہ ﷺ کو گواہ نہ بنا لیا جائے۔ پس وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے اپنے عمرہ بنت رواحہ رضی اللہ عنہا والے بیٹے کو ایک عطیہ دیا ہے اور انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کو گواہ بناؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اپنے ہر بیٹے کو اس جیسی چیز دی ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ راوی کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنا عطیہ واپس لے لیا۔ ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا۔"

Marfat.com

اولاد کو کچھ دیتے وقت یا سلوک کرتے وقت بھی والدین کو چاہئے کہ عدل و انصاف کو مدنظر رکھیں۔ اسلام میں چھوٹے بڑے لڑکے اور لڑکی کے حقوق یکساں ہیں اور دین اسلام لڑکوں کے ساتھ لڑکیوں کے مقابلہ میں ترجیحی سلوک کو روا نہیں رکھتا اور لڑکیوں کا جو حصہ اسلام نے مقرر فرمایا ہے اسے ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

سنہ بلوغت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾ (سورۃ النور آیت ۵۹)

ترجمہ: "اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں۔ تو وہ بھی اذن مانگیں۔ جیسے اس کے اگلوں نے اذن مانگا۔ اللہ تعالیٰ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے اپنی آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔"

حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا (سورۃ النسا آیت نمبر ۶، پ ۶، ع ۱۲)

ترجمہ: "یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں۔"

نابالغ شخص کے بالغ ہونے کی پہچان کبھی تو عمر سے ہوتی ہے۔ اور کبھی بالغ ہو جانے کی علامت ظاہر ہونے سے ہوتی ہے۔ اگرچہ مقرر (بلوغ کی) عمر کو نہ پہنچا ہو۔

(علی المذاہب الاربعہ جز دوم صفحہ ۲۰۷)

حنفیہ کہتے ہیں کہ مردوں میں بالغ ہونے کی علامت، احتلام، مادہ تولید کا خارج ہونا۔

Marfat.com

ایک اور جگہ مرقوم ہے کہ لڑکا بالغ اس وقت ہوتا ہے کہ احتلام ہو یا وطی کر کے عورت کو حاملہ کر کے، یا انزال ہو۔ پس اگر ان میں سے کوئی بات نہ پائی جائے تو بالغ نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اٹھارہ برس پورے ہو جائیں یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

(عین الہدایہ اُردو شرح ہدایہ، ج ۳ صفحہ ۸۳۶)

جب تک لڑکا اٹھارہ برس کا اور لڑکی سترہ برس کی نہ ہو جائے۔

(نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ، ج ۴ صفحہ ۲۴)

لڑکے اور لڑکی میں بالغ ہونے کی علامات بھی نہ پائی جائیں تو ان کے بالغ ہونے کی مدت مذکورہ ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صغیر کی حد بلوغ اٹھارہ سال ہے اور صغیرہ کی عمر کی سترہ سال ہے اور صاحبین کے نزدیک پندرہ سال ہے۔

(درمختار جلد ۴ صفحہ ۱۰۲)

حضرت نافع، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں غزوہ اُحد کے دن مجھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس وقت میں (۱۴) چودہ سال کا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جہاد کی اجازت نہ دی اور غزوہ خندق کے موقع پر جب کہ میں پندرہ سال کا تھا مجھے پیش کیا گیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے لڑنے کی اجازت دے دی۔ (طحاوی شریف جلد ۳ صفحہ ۴۰۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو پندرہ سال کی عمر میں اجازت دی۔ اور کم عمر میں روک دیا۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ تمام احکام میں پندرہ سالہ لڑکا بالغوں کی طرح ہے اور اس سے کم عمر والا نابالغوں کے حکم میں سے ہے۔

فتاویٰ عالمگیر جلد (۷) ص ۵۷۷ پر رقم ہے

Marfat.com

لڑکا تب بالغ ہوتا ہے، جب احتلام یا احبال یا انزال ہو۔ اور لڑکی احتلام و حیض کے وحبل سے بالغہ معلوم ہوتی ہے۔ اور جس سن عمر تک پہنچنے سے لڑکا اور لڑکی کے بلوغ کا حکم دیا جاتا ہے۔ وہ سن پندرہ سال کا ہے۔

یہ صاحبین کا مذہب ہے اور یہی ایک روایت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور اسی پر فتویٰ ہے اور مشہور روایت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ہے کہ اٹھارہ برس کا لڑکا بالغ اور سترہ برس کی لڑکی بالغہ ہوتی ہے۔ اور احتلام وغیرہ سے بالغ ہونے کی ادنیٰ مدت طفل کے حق میں بارہ برس اور لڑکی کے حق میں نو برس ہیں اور اگر لڑکا بارہ برس سے کم اور لڑکی نو برس سے کم ہو اور بلوغ کا دعویٰ کیا۔ تو بلوغ کا حکم نہیں دیا جائے گا۔

(فتاویٰ عالمگیر ج ۷ صفحہ ۵۷۷)

لڑکا اور لڑکی کا اپنے بالغ ہونے کی خبر دینا:

اور اگر لڑکا اور لڑکی اپنے بلوغ کے مخبر ہوئے۔ یعنی دونوں نے اپنے بالغ ہونے کی خبر دی اور ان کا ظاہر حال ان کے قول کے خلاف و مکذب نہیں ہے۔ تو ان کا قول قبول کیا جائے گا۔ جیسے عورت کا قول حیض کے باب میں مقبول ہوتا ہے اور جب ہم نے ان دونوں کا قول قبول کیا۔ تو ان احکام مثل احکام بالغین کے قرار پائیں گے۔

اور اگر لڑکی کو حیض آیا۔ یا لڑکا محتلم ہوا یا ایسا ہونے میں تاخیر ہوئی۔ یہاں تک کہ لڑکا پورے سن بلوغ انیس برس تک اور لڑکی سترہ برس تک پہنچ گئی اور دونوں کے آثار سے نیک چلن ظاہر ہوئے اور اپنے اپنے مال کی حفاظت کرنے میں دونوں امتحان کر لئے گئے اور دینداری میں ثابت پائے گئے۔ تو ان کا مال ان کو دیا جائے گا۔ اور اگر ان کے آثار سے نیک چلن ثابت نہ ہوا تو کچھ نہیں دیا جائے گا اور صاحبین نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ مگر اختلاف اس قدر کیا کہ تاخیر علامات کی صورت میں ان کے

Marfat.com

نزدیک بلوغ پندرہ برس کے سن (عمر) میں ہے۔اور جب سن بلوغ پر پہنچ جانے سے یا حیض واحتلام پائے جانے سے بلوغ کا حکم دیا گیا۔اگر نیک چلن اور مصلح ہو تو اس کا مال اس کو دیا جائے گا۔اور اگر ایسی صفت نہ پائی جائے بلکہ مفسد ہو تو اس کے وصی اور قاضی کو بالاجماع یہ اختیار ہے کہ اس کا مال اس کو نہ دے۔

اور جب لڑکا اور لڑکی مراہق (قریب البلوغ یعنی جوانی کے قریب پہنچے) ہوئے اور یہ پہچان دشوار ہوئی کہ یہ بالغ ہیں یا نہیں ہیں اور اس نے کہا کہ میں بالغ ہوں تو اس کا قول قبول ہوگا۔اور اس کے احکام مثل بالغین اور قرار دے جائیں گے۔اور اگر لڑکا اپنی عورت سے ہم صحبت ہوا حالانکہ ایسے سن تک پہنچ چکا ہے کہ اس کے جماع سے عورت کا حاملہ ہونا مقصود ہو سکتا ہے اور اس کی عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب ثابت ہوگا۔اور اس شخص کے بالغ ہونے کا حکم دیا جائے گا۔اس لیے کہ ثبوت النسب میں ضرورت ظاہر ہے۔

مندرجہ بالا روایات کے خلاصہ یہ ہے کہ لڑکے اور لڑکی میں بالغ ہونے کی علامات پائی جائیں اس کے لئے کم از کم عمر لڑکے کی بارہ سال ہو اور لڑکی کی نو سال اس سے کم عمر میں اگر لڑکا اور لڑکی علامات کا سہارا لینے کی کوشش کریں تو وہ قابل قبول نہیں ہوگی۔

دوم: لڑکے اور لڑکی کی عمر بلوغت پندرہ سال کی قابل قبول ہے۔

سوم: لڑکے اور لڑکی کی عمر کی حد امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق لڑکے کی اٹھارہ سال اور لڑکی کی سترہ سال ہے۔اس عمر میں اگر علامات نہ بھی پائی جائیں تو مذکورہ عمر مکمل ہونے کے بعد لڑکے اور لڑکی کو بالغ ہی تصور کیا جائے گا جس وقت بچوں کی عمر بالغی کو پہنچ جائے۔تو والدین اپنے بچوں کو پاکیزگی حاصل

Marfat.com

کرنے کے لئے پاکیزگی کے آداب وفرائض کی ترغیب وتربیت دیں۔

حفاظت جان:

یہ بھی اولاد کا فطری حق ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے کیونکہ بچے کی پیدائش کا اللہ عزوجل نے انسان کو ایک ذریعہ بنا رکھا ہے اس لئے اس پر یہ فریضہ عائد کیا ہے کہ اپنی اولاد کی حفاظت کرے۔ دین اسلام سے پہلے اولاد کو جینے کا حق حاصل نہ تھا بلکہ اولاد کی زندگی کو مختلف صورتوں سے ختم کر دیا جاتا تھا۔

اولاد کی جان کو ختم کرنے کی ایک صورت یہ تھی والدین اپنی اولاد کو دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے خود ذبح کر کے ان پر چڑھاوا چڑھا دیتے تھے۔ یہ رسم عربوں اور دیگر قوموں میں بڑی عام تھی۔

اولاد کو مارنے کی دوسری صورت یہ تھی بعض لوگ فقر وفاقہ کے خوف سے خود اولاد کو قتل کر دیتے تھے۔

ایسے ہی اولاد کو قتل کرنے کی تیسری صورت یہ تھی کہ بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے کیونکہ وہ لڑکیوں کو ذلت اور شرم کی علامت خیال کرتے تھے۔

اسلام نے اولاد کشی کی ان تمام صورتوں کا انسداد کیا اور اولاد کو ہر طرح سے تحفظ کا حق دیا۔ قرآن مجید نے ان تمام طریقوں کی مذمت کرتے ہوئے اولاد کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے بلکہ قتل کو سنگین جرم اور گناہ قرار دے کر قاتل کو سزا کا حقدار ٹھہرایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَكَذٰلِكَ زَيَّنَ لِكَثِيْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَتْلَ اَوْلَادِهِمْ شُرَكَآؤُهُمْ لِيُرْدُوْهُمْ وَلِيَلْبِسُوْا عَلَيْهِمْ دِيْنَهُمْ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا

Marfat.com

يَفْتَرُوْنَ۝ (الانعام: ۱۳۷)

ترجمہ: "اور اسی طرح بہت سے مشرکین کے لئے ان کے شریکوں نے اپنی اولاد کو قتل کر دینا دلکش بنا رکھا ہے تاکہ انہیں برباد کر دیں اور ان کے دین کو ان پر مشتبہ بنا دیں اور اگر اللہ چاہتا تو ایسا نہ کرتے اور جو لوگ افترا باندھتے ہیں انہیں چھوڑ دیجئے۔"

اس آیت مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہے مشرکین کے شرکاء ایسے برے ہیں کہ وہ انہیں برے راستے پر لگا دیتے ہیں یہاں تک کہ انہیں جھوٹی باتوں کے ذریعے اس حد تک قائل کر دیتے کہ تم اپنی اولاد کو قتل کر دو۔ یہ غلطی ان کے شرکاء ان سے کرواتے ہیں اور شرکاء سے مراد شیاطین ہیں۔

غرضیکہ شیطانوں نے ان کو یہ سمجھا دیا ہے کہ اولاد کو بتوں کے نام پر ذبح کرنا بڑا اچھا کام ہے چنانچہ اب ان میں ہر بہانے سے اپنے بچوں کو مار ڈالنے کا رواج ہو گیا۔ دین میں یہ طریقہ مقرر ہے کہ اللہ عزوجل کے نام پر جانور قربان کر دو۔ انہوں نے اولاد کو مارنا شروع کر دیا۔ دین میں جانور کی قربانی تھی شیطان نے کہا کہ اولاد کی قربانی اس سے بڑھ کر ہے۔ دین میں اللہ عزوجل کے نام پر قربانی کرنے کا حکم دیا گیا ہے شیطان نے کہا کہ بتوں کے نام پر کرنی چاہئے۔ یہ ان کی عقل کی کوتاہی ہے کہ ہمیشہ شیطان ہی کا کہنا مانتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے انہیں دنیا میں ڈھیل دے رکھی ہے تاکہ انہیں آزمائے کہ عقل سے کام کون لیتا ہے۔

قتل اولاد کی مذمت کرتے ہوئے قرآن مجید میں ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

Marfat.com

قَدْ خَسِرَ الَّذِیْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِؕ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ۠ (الانعام آیت ۱۴۰)

ترجمہ: ”جن لوگوں نے اپنی اولاد کو علم کے بغیر بے وقوفی سے قتل کیا بے شک وہ نقصان اٹھانے والے ہیں اور جو رزق انہیں دیا تھا اللہ پر افترا باندھ کر اسے اپنے اوپر حرام ٹھہرالیا بے شک وہ گمراہ ہوگئے اور ہدایت پانے والے نہ تھے۔“

اللہ عزوجل نے بتایا ہے کہ کچھ لوگ ایسے تھے جو اپنی اولاد کو خواہ مخواہ قتل کر دیتے تھے ان کا ایسا کرنا انتہائی احمقانہ حرکت تھی بلکہ ان کی جہالت کی حد تھی۔ اس طرح انہیں دنیا و آخرت میں وہ نقصان ہوا جس کی تلافی ناممکن ہے۔

بعض اوقات وہ اولاد کو رزق کی کمی کے باعث بھی قتل کر دیتے تھے اور وہ سوچتے تھے کہ ان کی پرورش کون کرے گا؟ اللہ عزوجل نے فرمایا۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَیْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْــٴًـا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًاۚ وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِیَّاهُمْۚ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَۚ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (الانعام:۱۵۱)

ترجمہ: ”فرمادیجئے آؤ میں تمہیں وہ چیزیں سناتا ہوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک

Marfat.com

نہ بنانا اور والدین کے ساتھ احسان کرنا اور غربت کے ڈر کے
باعث اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا۔ ہم انہیں اور تمہیں رزق دیتے
ہیں۔ بے حیائی کے ظاہر اور پوشیدہ کاموں کے پاس نہ جانا اور کسی
شخص کو قتل نہ کرنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے بشرطیکہ اگر حق
کے ساتھ ہو یہ باتیں ہیں جن کی تمہیں وصیت کی گئی ہے تاکہ تم
عقل سے کام لو۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان باتوں کا ذکر کیا ہے جن کا کرنا لوگوں کے لئے ناجائز اور حرام ہے۔ ان کاموں میں سے ایک کام اولاد کو رزق نہ ملنے کے خوف سے قتل کرنا ہے۔ یہ بہت ہی مذموم فعل تھا لہٰذا اسے چھوڑنے کی تاکید فرمائی گئی ہے کہ ایسا برا فعل کبھی نہ کرنا۔

تفسیر ابن کثیر میں مرقوم ہے کہ اولاد کو تنگدستی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ شیاطین کے بہکانے سے مشرکین اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے اور عار و ننگ کی بناء پر لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے اور بعض اوقات لڑکوں کو بھی فقر و تنگ حالی کے خوف سے مار دیتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے بڑا گناہ تو اللہ عزوجل کا شریک ٹھہرانا ہے حالانکہ یہ شریک خود اللہ عزوجل کی مخلوق ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا پھر کون سا گناہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکوں کو مار ڈالنا اس خوف سے کہ انہیں بھی اپنے ساتھ شریک غذا بنانا پڑے گا۔ پوچھا گیا پھر کون سا گناہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے پڑوسی کی عورت کے ساتھ زنا کرنا۔

یہی بات ایک اور مقام پر اللہ عزوجل نے یوں بیان فرمائی ہے۔

Marfat.com

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝

ترجمہ: ”اپنی اولاد کو غربت کے خوف سے قتل نہ کرو ہم ان کو بھی اور تمہیں بھی رزق دیتے ہیں بے شک ان کو قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے۔“

یہاں بتایا گیا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے بندوں پر بہ نسبت ان کے والدین کے بھی زیادہ مہربان ہے۔ ایک طرف ماں باپ کو حکم دیتا ہے کہ اپنا مال اپنے بچوں کو بطور ورثے کے دو اور دوسری جانب فرماتا ہے کہ انہیں مار نہ ڈالا کرو۔

جاہلیت میں لوگ نہ تو لڑکیوں کو ورثہ دیتے تھے اور نہ ان کا زندہ رکھنا پسند کرتے تھے بلکہ دختر کشی ان کی قوم کا ایک عام رواج تھا۔ قرآن اس نافرجام رواج کی تردید کرتا ہے کہ یہ خیال کس قدر لغو ہے کہ انہیں کھلائیں گے کہاں سے؟ کسی کی روزی کسی کے ذمے نہیں ہے بلکہ سب کا روزی رساں اللہ عزوجل ہی ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ عزوجل نے فرمایا ہے جب عورتیں حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر اسلام قبول کرتیں تو آپ ﷺ جن باتوں کا ان سے عہد لیتے ان میں سے ایک اولاد کو قتل نہ کرنا بھی ہوتا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ

Marfat.com

فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ (الممتحنہ:۱۲)

ترجمہ: "اے نبی محترم ﷺ! جب آپ کی خدمت میں مومن عورتیں بیعت کرنے کے لئے آئیں تو ان سے اقرار کروائیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ برائی (زنا) کریں گی اور اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھ کر لائیں گی جسے انہوں نے خود بنالیا ہو اور امر بالمعروف میں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ کریں گی تو آپ ﷺ ان سے بیعت لے لیں اور اللہ سے ان کے لئے مغفرت مانگیں بے شک اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔"

پھر عربوں میں یہ رواج تھا کہ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾ (سورۃ النحل آیت ۵۸ تا ۵۹)

ترجمہ: "اور جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی بشارت دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ مرجھا جاتا ہے اور وہ غصے سے مشتعل ہو جاتا ہے قوم سے چھپتا پھرتا ہے اس برائی سے جس کی اسے خبر دی گئی سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ اسے رکھے یا زمین میں دبا دے

Marfat.com

خبردار! برا ہے جس کا وہ فیصلہ کرتے ہیں۔"

صاحب ابن کثیر کا کہنا ہے مشرکوں کا یہ حال ہے کہ وہ فرشتوں کو اللہ عزوجل کی بیٹیاں قرار دیتے ہیں۔ یہ خطا کر کے پھر ان کی عبادت کرتے ہیں جو خطا پر خطا ہے۔ یہاں تین جرم ان سے سرزد ہوئے۔

اولاً تو اللہ عزوجل کے لئے اولاد ٹھہراتا ہے جو اس سے یکسر پاک ہے۔ پھر اولاد میں سے بھی وہ قسم اسے دینا جسے خود اپنے لئے بھی پسند نہیں کرتے یعنی لڑکیاں۔ کیا ہی الٹی بات ہے کہ اپنے لئے تو لڑکے اور اللہ عزوجل کے لئے لڑکیاں، پھر ان کی عبادت کرنا۔ یہ ان کا سراسر بہتان ہے اور محض جھوٹ ہے۔

یہ کیسے ممکن ہے اللہ عزوجل کے لئے اولاد ہو اور پھر اولاد بھی وہ جو ان کے نزدیک نہایت ردی اور ذلیل چیز ہے۔ کیا حماقت ہے کہ انہیں تو اللہ عزوجل لڑکے دے اور اپنے لئے لڑکیاں رکھے۔ اللہ عزوجل اس سے بلکہ اولاد سے پاک ہے۔

انہیں جب خبر ملے ان کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی تو مارے شرم وندامت کے منہ کالا پڑ جائے، زبان بند ہو جائے، غم سے کمر جھک جائے، زہر کے گھونٹ پی کر خاموش ہو جائے، لوگوں سے منہ چھپاتا پھرے، اسی سوچ میں رہے کہ اب کیا کروں اور اگر لڑکی کو زندہ چھوڑتا ہوں تو بڑی رسوائی ہے، نہ وہ وارث بنے گی، نہ کوئی چیز سمجھی جائے گی، لڑکے اس پر ترجیح دیئے جائیں گے۔ غرضیکہ زندہ رکھے تو نہایت ذلت سے ورنہ صاف بات ہے کہ جیتے جی گڑھا کھودا اور دبا دی۔ یہ حالت تو اپنی ہے پھر اللہ عزوجل کے لئے یہی چیز ثابت کرتے ہیں اور کیسے برے فیصلے کرتے ہیں اور کتنی بے حیائی کی تقسیم کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل کے لئے جو ثابت کرنے بیٹھیں اسے اپنے لئے سخت تر باعث توہین وتذلیل سمجھیں۔

Marfat.com

اصل یہ ہے کہ بری مثال اور نقصان انہی کافروں کے لئے ہے۔ اللہ عزوجل کے لئے کمال ہے، وہ عزیز وحکیم ہے اور ذوالجلال والاکرام ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳)

ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے۔

وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ (تکویر: ۷ تا ۹)

ترجمہ: "اور جب جانیں جسموں سے جوڑی جائیں گی اور جب زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی بناء پر قتل ہوئی۔"

شفقت ومحبت:

اولاد سے پیار اور شفقت سے پیش آنا بھی والدین کے فرائض میں سے ہے۔ بچوں کو بچپن میں ماں باپ کی شفقت کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ اس شفقت سے ان میں بہت سی اخلاقی خوبیاں پیدا ہونا ہوتی ہیں۔ اگر شفقت میسر نہ آئے تو بچوں کی تعمیر سیرت میں کمی رہ جائے گی اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو ترغیب دی ہے کہ اپنے بچوں کو اچھا جانو اور ان سے پیار سے پیش آؤ۔

اس کے متعلق آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی یہ ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَبَّلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللهُ عَنْهُمَا وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالَ الْاَقْرَعُ اِنَّ لِیْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۳۶)

Marfat.com

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما۔ اقرع بن حابس بھی آپ ﷺ کے پاس تھے انہوں نے عرض کیا میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کسی کو نہیں چوما۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی جانب دیکھا اور فرمایا جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔“

اللہ تعالیٰ عزوجل اپنی مخلوق سے بڑا شفیق ہے اس لیئے وہ چاہتا ہے کہ اس کے بندے بھی شفیق ہوں اور ان کے دل میں نرمی ہو اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اپنی اولاد سے شفقت سے پیش آتا ہوں لہٰذا تم بھی اپنی اولاد سے محبت کیا کرو۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ نَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَتُقَبِّلُوْنَ صِبْيَانَكُمْ؟ فَقَالَ نَعَمْ قَالُوْا لٰكِنَّا وَاللّٰهِ مَا نُقَبِّلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَ اَمْلِكُ اِنْ كَانَ اللّٰهُ نَزَعَ مِنْ قُلُوْبِكُمُ الرَّحْمَةَ (صحیح مسلم جلد ششم صفحہ ۳۴)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کچھ اعرابی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کیا تم اپنے بچوں کو چومتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! کہنے لگے بخدا! ہم نہیں چومتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ نے تمہارے دلوں سے رحمت نکال دی ہے تو میں کیا کرسکتا

Marfat.com

ہوں۔"

اولاد کو چومنے سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور ان کا دل خوشی سے پھول جاتا ہے اس لئے اولاد کو چومنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ عزوجل اس پر رحم نہیں کرتا۔

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۵۳)

اولاد کا ایک حق یہ بھی ہے کہ ان پر رحم کیا جائے تا کہ اللہ عزوجل ماں باپ پر رحم کرے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْحَارِثِ بْنِ رِبْعِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَ قُوْمُ اِلَی الصَّلٰوةِ وَاُرِیْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِیْهَا فَاَسْمَعُ بُكَآءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلٰوتِیْ كَرَاهِیَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّهٖ (صحیح بخاری جلد اول حدیث ۶۷۱)

ترجمہ: "حضرت ابو قتادہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں اور اسے طویل کرنا چاہتا ہوں مگر کسی بچے کے رونے کی آواز سن کر نماز مختصر کر دیتا ہوں کیونکہ اس بچے کی ماں کی پریشانی مجھے ناپسند ہے۔"

چھوٹے بچوں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا یہ بھی ایک انداز ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اگر دورانِ نماز کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز کی قرأت کو مختصر کر دیتے تا کہ بچے کی ماں نماز مکمل ہونے پر بچے کو فوراً چپ کرا سکے۔

Marfat.com

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اوندھے منہ گر پڑے۔ آپ ﷺ فوراً منبر سے نیچے اترے اور ان کو گود میں اٹھا لیا اور یہ آیت مبارکہ پڑھی۔

ترجمہ: "تمہارے اموال اور اولاد بس تمہارے لئے فتنہ ہیں۔"

یعنی اولاد بھی ایک آزمائش ہے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے سجدہ میں گئے تو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں آپ ﷺ کی گردن پر رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے حالت سجدہ میں اس قدر توقف کیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھے غالباً وحی آ گئی ہے جو سجدہ میں اتنی دیر کر دی ہے۔

نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ! کیا وحی آئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ حسین (رضی اللہ عنہ) نے مجھے اونٹ جو بنا لیا تھا اور مجھے اچھا نہ لگا کہ اسے اپنے سے جدا کروں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ طَآئِفَةِ النَّهَارِ لَا یُكَلِّمُنِیْ وَلَا اُكَلِّمُهٗ حَتّٰی اَتٰی سُوْقَ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ فَجَلَسَ بِفِنَآءِ بَیْتِ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ اَثَمَّ لُكَعُ فَحَبَسَتْهُ شَیْئًا فَظَنَنْتُ اَنَّهَا تُلْبِسُهٗ سِخَابًا اَوْ تُغَسِّلُهٗ فَجَآءَ یَشْتَدُّ حَتّٰی عَانَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَحْبِبْهُ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّهٗ قَالَ سُفْیٰنُ

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۸۲۹)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ دن کے کسی پہر نکلے نہ تو آپ نے کچھ کہا نہ میں نے حتیٰ کہ آپ ﷺ بنی قینقاع کے بازار میں پہنچے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے صحن میں بیٹھ گئے اور فرمایا یہاں بچہ (حضرت حسن رضی اللہ عنہ) ہے؟ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں تھوڑی دیر روکے رکھا۔ میں نے سمجھا کہ شاید انہیں ہار پہنا رہی ہیں یا نہلا رہی ہیں چنانچہ وہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ ﷺ نے انہیں گلے لگایا اور چوما اور کہا اے اللہ! اس سے محبت کر اور اس سے محبت کر جو اس سے محبت کرے۔"

اولاد سے پیار اور شفقت میں اعتدال کی حد میں رہنا بہت زیادہ ضروری اور اہم ہے تاکہ اولاد کی تربیت میں کسی طرح کی کوئی رکاوٹ سامنے نہ آئے۔

Marfat.com

تعلیم وتربیت

بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت کرنا والدین کا فرض ہے کیونکہ تعلیم کے ذریعے بچوں میں شرافت اور تہذیب پیدا ہوتی ہے۔انسانی اعتبار سے عزت اور عظمت آتی ہے۔اخلاق وعادات میں اچھی خوبیاں پیدا ہوتی ہیں جس سے مسلمان انسانیت کی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے۔اچھی تعلیم وتربیت کی اصل بنیاد دینی علم ہے اس لئے اسلام میں بچوں کو ابتدائی طور پر دینی علم سکھانے پر بہت زور دیا ہے کیونکہ دینی علم انسان کی ظاہری زندگی سنوارنے کے علاوہ آخرت کی زندگی کو بھی باعث نجات بناتا ہے۔

دینی علم سے انسانی قلب کو اللہ عزوجل کی معرفت کی روشنی حاصل ہوتی ہے۔ ذہن میں صحیح سوچ اور فکر پیدا ہوتی ہے جس سے انسان اللہ عزوجل کی اطاعت گزاری والی زندگی اختیار کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اسلام میں انسانی فلاح اور بہتری کے لئے صرف دینی تعلیم کو دینی اور دنیوی ترقی کا راز اور زینہ قرار دیا ہے۔

دینی علوم سکھانا:

اسلام کی تعلیم وتربیت عقیدہ اور عمل پر مبنی ہے جس کے ذریعے اسلامی صلاحیتیں انسان میں اجاگر ہوتی ہیں۔ذہانت میں پختگی پیدا ہوتی ہے لہٰذا مسلمان

Marfat.com

والدین کے لئے لازم ہے وہ دینی علم کی دولت حاصل کریں اور اپنی اولاد کو بھی اس دولت سے آراستہ کریں کیونکہ بچوں کو ایمان و اسلام اور اعمال اسلام سکھانے کی تمام تر ذمہ داری ماں باپ پر ہے۔

اللہ عزوجل نے اپنے علم کی بے پناہ فضیلت بیان فرمائی ہے۔

وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (الحج: ۵۴)

ترجمہ: "تاکہ اہل علم کو معلوم ہو جائے کہ یہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے تاکہ اس پر ایمان لے آئیں پھر ان کے دل تسلیم میں جھک جائیں اور بے شک اللہ ایمان لانے والوں کو صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دے دیتا ہے۔"

علم انسان کو اچھائی اور برائی کی تمیز سکھاتا ہے اور انسان میں ایسا شعور پیدا کرتا ہے جس کے ذریعے سے وہ راہِ حق پر چل سکتا ہے کیونکہ علم کے ذریعے سے انسان پر یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ اس کی نجات صرف صاحب ایمان بننے میں ہے۔ اللہ عزوجل اہل ایمان کو صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ (سبا: ۶)

ترجمہ: "اور اہل علم لوگ بخوبی واقف ہیں جس کا نزول آپ

Marfat.com

کے رب کی طرف سے آپ پر ہوا کہ وہ بالکل حق ہے اور قرآن
عزت والے حمد والے کی طرف جانے والے راستے کی رہنمائی
کرتا ہے۔"

یہاں بھی اللہ عزوجل نے دین کا علم حاصل کرنے والوں کی یہ خوبی بیان فرمائی ہے کہ اہل علم حضرات ہی اس حقیقت کو پاتے ہیں کہ قرآن مجید کا نزول ہی اللہ عزوجل کی طرف سے حق ہے اور قرآن مجید کا علم حاصل کرنا ہی ہدایت والا راستہ ہے لہٰذا اپنی اولاد کو صرف ایسا علم سکھانا چاہئے جو اس کی دنیا و دین کے لئے بہتر ہو۔

ایک اور مقام پر اللہ عزوجل نے اہل علم کی تعریف یوں فرمائی ہے۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(النساء: ۱۶۲)

ترجمہ: "البتہ جو ان میں علم میں پختہ ہیں اور ایمان والے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں وہی لوگ ہیں جنہیں عنقریب اجر عظیم دیا جائے گا۔"

یہاں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ جن لوگوں میں علم کی پختگی ہوتی ہے یعنی ان میں علم کے ذریعے سے صحیح سوجھ بوجھ پیدا ہو چکی ہوتی ہے تو وہی دین اسلام کے اصولوں

Marfat.com

یعنی نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، اللہ اور آخرت پر ایمان لانا اور دین کے دیگر امور پر عمل کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے آخرت میں بہت بڑا اجر ہوگا پس اس بات کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے اولاد کو صحیح علم سکھانا بھی والدین کے فریضے میں شامل ہے۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۖ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝ (طٰہٰ:۱۱۴)

ترجمہ: "پس اللہ بلند و بالا ہے جو سچا بادشاہ ہے اور قرآن پڑھنے میں عجلت نہ کی جائے جب تک کہ اس کی وحی آپ کی طرف پوری نہ ہو جائے اور عرض کیجئے اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔"

باشعور بچے جو علم حاصل کر رہے ہوں انہیں چاہیے کہ وہ دورانِ تعلیم اللہ عزوجل سے اس بات کی استدعا کریں کہ اللہ عزوجل ان کے علم میں اضافہ فرمائے کیونکہ اولاد کی تعلیم و تربیت کا انحصار کوشش کے ساتھ اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے بھی وابستہ ہے۔

اچھی تعلیم و تربیت کے بارے میں اللہ عزوجل نے یہ بھی فرمایا ہے۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (الاعراف:۵۲)

ترجمہ: "اور بے شک ہم ان کے پاس ایک کتاب لے آئے جس میں ایمان لانے والی قوم کے لئے علم ہدایت اور رحمت کو

Marfat.com

تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔"

اس آیت مبارکہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ علم کا اصل منبع اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید ہے اس لئے اولاد کو قرآنی علم کی تعلیم دینا از حد ضروری ہے لیکن جو بچے قرآن مجید کا علم حاصل کریں تو انہیں ہدایت اور رحمت حاصل ہوگی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ (المجادلہ:١١)

ترجمہ: "اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں کشادگی سے بیٹھو تو کشادہ ہو جایا کرو پس اللہ تمہارے لئے کشادگی کر دے گا اور جب تمہیں اٹھنے کے لئے کہا جائے تو اٹھ جایا کرو اللہ تم میں سے اہل ایمان اور اہل علم کے درجات میں بلندی فرما دے گا اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔"

یہاں بھی اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہی ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قربت اور بلندی درجات کا اصل ذریعہ ایمان اور علم ہے۔ اللہ عزوجل کے ان احکامات سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کرنا لازم ہے۔

عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهٗ مِنْ نُّحْلٍ

Marfat.com

اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ (جامع ترمذی جلد اوّل حدیث ۲۰۱۶)

ترجمہ: "حضرت ایوب بن موسیٰ بواسطہ اپنے والد اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھی تعلیم وتربیت سے زیادہ ایک باپ کا اپنی اولاد کے لئے کوئی عطیہ نہیں ہے۔"

علم وہ دولت ہے جس سے انسان کی صلاحیتیں اجاگر ہوتی ہیں لہٰذا والدین پر فرض ہے کہ وہ خود علم حاصل کریں اور اپنی اولاد کو بھی دولت علم سے مالا مال کریں۔ والدہ کی گود بچے کی پہلی اور بہترین درسگاہ ہے جہاں انسانی سیرت سنورتی ہے کیونکہ بچے کا سب سے زیادہ رابطہ ماں کے ساتھ ہوتا ہے اور وہ ماں اور اس کے ماحول کا اثر قبول کرتا ہے لہٰذا والدہ کو بچے کی ابتدائی تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیئے۔

یہی وجہ ہے کہ دین اسلام میں علم کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ تعلیم کی قدر وقیمت حضور نبی کریم ﷺ کے اس عمل سے ظاہر ہوتی ہے کہ بدر کے قیدیوں کا فدیہ مقرر کرتے ہوئے فرمایا کہ جو قیدی پڑھے لکھے ہیں وہ مسلمانوں کے دس دس بچوں کو لکھنا، پڑھنا سکھا دیں تو انہیں آزاد کر دیا جائے گا۔

علم کی دولت:

حضرت امام ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے مشہور محدث اور عالم گزرے ہیں جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔ بچپن کے زمانے میں ان کے والد کسی سفر پر چلے گئے۔ چلتے وقت وہ حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ کو تیس ہزار اشرفیاں دے گئے تھے۔ حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ نے اپنے بچے کی اچھی تعلیم وتربیت کے لئے نیک علماء اور بڑے بڑے محدثین کے پاس انہیں بٹھایا اور بچے کی تعلیم وتربیت میں

Marfat.com

وہ تیس ہزار اشرفیاں خرچ ہو گئیں۔

حضرت ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ پڑھ لکھ کر فارغ ہوئے تو والد ایک عرصہ بعد واپس تشریف لائے۔ انہوں نے بیوی سے پوچھا وہ تیس ہزار اشرفیاں کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا میں نے بہت حفاظت سے رکھی ہیں۔ پھر جب مسجد میں آئے تو اپنے بیٹے کو دیکھا کہ وہ درسِ حدیث کی مسند پر بیٹھے ہیں اور محدثین کو درس دے رہے ہیں اور لوگ انہیں اپنا امام اور پیشوا بنائے ہوئے ہیں تو وہ خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ جب گھر واپس لوٹے تو بیوی نے کہا وہ تمام اشرفیاں میں نے تمہارے بیٹے کی تعلیم پر خرچ کر دیں اور تم نے اب اپنے بیٹے کو دیکھ لیا ہے اور اب تم بتاؤ تمہاری وہ تیس ہزار اشرفیاں بہتر تھیں یا وہ دولت جو بچے کو حاصل ہوئی؟

انہوں نے فرمایا اللہ عزوجل کی قسم! اس عزت کے مقابلے میں ان اشرفیوں کی کچھ حیثیت نہیں اور تم نے ان اشرفیوں کو ضائع نہیں ہونے دیا۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق بچوں کی تربیت کرنا والدین کا فرض ہے تا کہ بچوں کی عادات میں بچپن ہی سے اطاعت الٰہی کا جذبہ پیدا ہو جائے اور وہ جوان ہو کر احکامِ الٰہی کے مطابق زندگی بسر کریں۔ انسانی زندگی کے لئے دنیوی خوشحالی کے علاوہ آخرت میں نجات کی بھی ضرورت ہے اور اس کے متعلق اللہ تعالیٰ عزوجل کا فرمان ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (التحریم:٦)

ترجمہ: "اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔"

Marfat.com

اس آیت مبارکہ میں یہی تاکید کی گئی ہے کہ اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ یعنی اپنی اولاد کی تربیت ایسی اخلاقی اور دینی بنیادوں پر کرو کہ وہ برائیوں سے بچ سکے اور نیکیوں کی جانب مائل رہے اور اس طرح وہ آخرت میں دوزخ کی آگ سے خلاصی پائیں گے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کی تربیت عمدہ طریقے سے کرنا ماں باپ کی ذمہ داری ہے۔

طہارت اور نماز کی تعلیم:

بچہ یا بچی جب سمجھنے کے قابل ہو جائے تو پاکی اور ناپاکی کی تعلیم دی جائے اسے جسم اور لباس کو پاک رکھنا سکھایا جائے۔ پیشاب کے بعد طہارت یعنی استنجا کا طریقہ بتایا جائے۔ اسے وضو اور غسل کا طریقہ سکھایا جائے، نماز یاد کرائی جائے، سات سال کی عمر تک ہر صورت میں اسے نماز کی تعلیم دیں پھر عملاً اسے نمازی بنا دیا جائے لہٰذا یاد رہے کہ ہر مسلمان ماں باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچوں کو دین سکھائیں کیونکہ دین سے دنیا اور آخرت سنورتی ہے اس لئے بچوں کو اس تعلیم سے آراستہ کیا جائے جو اس دنیا میں بھی کام آئے اور آخرت میں بھی وہ نجات کا ذریعہ بنے۔

بعض لوگ اپنے بچوں کو دنیوی تعلیم تو بڑی توجہ سے دیتے ہیں لیکن انہیں دین نہیں سکھاتے۔ اولاد سے محبت اور شفقت اور دینی تعلیم دینا بھی اشد ضروری ہے۔ دنیا کی نصابی تعلیم کے ساتھ دین کی باتیں بھی بچوں کے ذہن میں بٹھانی چاہئیں تاکہ جوں جوں بچہ یا بچی جوان ہو تو اس کے ذہن میں اللہ عزوجل کا دین راسخ ہوتا جائے۔

ایک حدیث میں ہے بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز ضرور سکھاؤ۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ

Marfat.com

بِالصَّلٰوۃِ وَھُمْ اَبْنَآءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْھُمْ عَلَیْھَا وَھُمْ اَبْنَآءُ عَشْرِ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَھُمْ فِی الْمَضَاجِعِ

(سنن ابی داؤد جلد اول حدیث ۴۹۲)

ترجمہ: "عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں کو جبکہ وہ سات سال کی عمر کو پہنچیں نماز کا حکم کرو اور جب ان کی عمر دس سال کی ہو تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو اور جب ان کی عمر بارہ برس ہو جائے تو ان کے بستر علیحدہ کر دو۔"

بچہ جب بارہ سال کا ہو جاتا ہے تو اس میں ایک نئی قوت اور طاقت پیدا ہونا شروع ہو جاتی ہے اور وہ ایک دوسری حالت میں ہو جاتا ہے جیسا کہ اپنے مقام میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے تو مناسب ہوا کہ اسے نماز کا حکم دیا جائے کہ وہ سات برس گزرنے پر حد بلوغت کو پہنچ جاتا ہے اور جبکہ وہ عمر کی پہلی دہائی کو پہنچتا ہے تو اس قابل ہو جاتا ہے کہ اسے نماز کی تاکید کی جائے اور زور دیا جائے اس لئے حکم دیا کہ جب دس سال کی عمر کو پہنچے اور نماز نہ پڑھے تو اسے مار کر نماز پڑھاؤ اور یا اسلامی آداب کی تلقین کرو اسی بناء پر یہ بھی فرمایا اس عمر میں پہنچ کر بہن بھائیوں کو الگ الگ بستروں میں سلایا جائے کہ یہ حد بلوغ کو پہنچے اور شہوتِ نفس پیدا ہونے کا وقت ہے اور فتنہ میں مبتلا ہونے کا امکان ہے۔

سات سال کی عمر ہونے پر بچے کو نماز سکھانے کے بارے میں حضرت عمرو بن عبداللہ بن العاص رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی اولاد کو سات سال کا ہونے پر نماز کا حکم دو اور نماز نہ پڑھنے پر ان کو مارو اور

Marfat.com

جب وہ دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بچھونے الگ الگ کر دو۔ (مستدرک الحاکم)

نماز کی تعلیم کے ساتھ ہی بچہ جب روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو اسے روزہ رکھنے کی بھی تلقین کی جائے تاکہ بچہ شروع ہی سے ان عبادات کے احکام سیکھ لے اور نوعمری ہی سے ان کو ادا کرنے اور ان کے حقوق پورا کرنے کا عادی بن جائے اور اسی طرح اللہ عزوجل کی اطاعت، اس کے حق پورا کرنے، اس کا شکریہ ادا کرنے اور اس کی طرف متوجہ ہونے اور اس سے التجا کرنے اور اس کی ذات پر بھروسہ کرنے اور اس پر کامل اعتماد کرنے اور ہر پریشانی و تکلیف کے وقت اسی کی طرف متوجہ ہونے اور اس کے حکم پر گردن جھکانے کا عادی بن جائے۔

اولاد کو قرآن پاک کی تعلیم دینا:

اپنی اولاد کو قرآن پاک سکھانا نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ قرآن پاک مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہے اس لئے مسلمان بچوں کا قرآن کو جاننا لازم ہے تاکہ بڑے ہو کر اولاد کو معلوم ہو کہ کلام الٰہی میں کیا کیا احکامات ہیں۔ اس طرح آسانی سے اطاعت الٰہی پر عمل ہو سکے گا۔ احادیث میں علم سیکھنے پر بڑا زور دیا گیا ہے اور اس کے متعلق چند احادیث ذیل ہیں۔

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدِّبُوْا اَوْلَادَكُمْ عَلٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ وَحُبِّ اٰلِ بَيْتِهٖ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ فَاِنَّ حَمَلَةَ الْقُرْاٰنِ فِىْ ظِلِّ عَرْشِ اللّٰهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ مَعَ اَنْبِيَآئِهٖ وَاَصْفِيَآئِهٖ (طبرانی)

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بچوں کو تین باتیں سکھاؤ۔ اپنے نبی کی

Marfat.com

محبت اور ان کے اہل بیت کی محبت اور قرآن مجید کی تلاوت اس لئے کہ قرآن مجید یاد کرنے والے اللہ کے عرش کے سایہ میں انبیاء اور منتخب لوگوں کے ساتھ اس دن ہوں گے جس دن اس کے سائے کے علاوہ اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔"

قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنا بڑا عظیم کام ہے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ وَّوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَیْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِیْرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ (سنن ابن ماجہ جلد اوّل حدیث ۲۲۴)

ترجمہ: "حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد عاقل و بالغ پر فرض ہے اور نااہل کو پڑھانے والا ایسا ہے جیسا کہ وہ خنزیر کو زر و جواہر کے ہار پہنادے۔"

ہر عاقل بالغ مسلمان کے لئے ضروری ہے وہ قرآن کا علم حاصل کرے۔

عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۱۹)

ترجمہ: "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن پڑھا اور دوسروں کو پڑھایا۔"

Marfat.com

بچوں کو قرآن پڑھانا اللہ عزوجل کے نزدیک انتہائی قربت والا عمل ہے۔

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتٰبِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ (سنن ابن ماجہ جلد اوّل حدیث ۲۱۸)

ترجمہ: "حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کتاب ہدایت قرآن کریم کی وجہ سے اللہ بعض قوموں کو عروج عطا فرماتا ہے اور بعض اقوام اس پر (عدم تعمیل) کی وجہ سے زوال پذیر ہوتی ہیں۔"

جو قرآن مجید پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہو تو اسے دنیا میں عروج مل جاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْقُرْاٰنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ لَهٗ ظَهْرٌ وَّبَطْنٌ وَّالْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ تُنَادِىْ اَلَا مَنْ وَصَلَنِىْ وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَنِىْ قَطَعَهُ اللهُ

(شرح السنہ)

ترجمہ: "حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جو قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی۔ قرآن کریم جو اپنی وجہ سے بندوں سے حجت کرے گا اور قرآن کی ظاہری اور باطنی حیثیات ہیں۔ دوسری امانت۔ تیسری صلہ رحمی۔ امانت ندا کرے گی جس نے مجھے ملایا اللہ اس کو ملائے اور جس نے مجھے

Marfat.com

قطع کیا اللہ اس کو قطع کرے۔"

قرآن پاک کے علم کو بڑی توجہ سے حاصل کرنا چاہیئے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْاٰنِ اقْرَأْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنَّ مَنْزِلَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَأُهَا (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۸۲۴)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صاحب قرآن سے کہا جائے گا قرآن کریم کی تلاوت کرو اور اس طرح ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ پڑھو جس طرح دنیا میں پڑھتا تھا اور تیری منزل وہ ہوگی جہاں تک تو آخری آیت تلاوت کرے۔"

آخرت میں قرآن پاک پڑھنے کا اجر اتنا زیادہ ہوگا کہ قرآن مجید پڑھنے والا پڑھتے ہوئے جہاں تک پہنچ جائے گا اسے حاصل ہو جائے گا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْ جَوْفِهٖ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۸۲۳)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی قرآن نہیں وہ دل ویران گھر کی مانند ہے۔"

یعنی جس دل میں قرآن کا علم نہ ہو وہ ویران گھر کی طرح ہے۔

Marfat.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم اپنے بچوں کو رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور جنگیں ایسے یاد کرایا کرتے تھے جس طرح انہیں قرآن کریم کی سورتیں یاد کراتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں یہ وصیت کی ہے کہ بچے کو قرآن کریم اور احادیث نبویہ اور نیک لوگوں کے واقعات اور دینی احکام کی تعلیم دی جائے۔

علامہ ابن خلدون نے "مقدمہ ابن خلدون" میں بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم دینے اور یاد کرانے کی اہمیت کی جانب اشارہ فرمایا ہے اور یہ بتایا ہے کہ مختلف اسلامی ممالک میں تمام تدریسی طریقوں اور نظاموں میں قرآن کریم کی تعلیم ہی اساس اور بنیاد ہے اس لئے کہ قرآن کریم دین کے شعائر میں سے ہے جس سے عقیدہ مضبوط اور ایمان راسخ ہوتا ہے۔

ابن سینا نے "کتاب السیاسۃ" میں یہ نصیحت لکھی ہے کہ جیسے ہی بچہ جسمانی اور عقلی طور سے تعلیم و تعلم کے لائق ہو جائے تو اس کی تعلیم کی ابتداء قرآن کریم سے کرنا چاہئے تاکہ اصل لغت اس کی گھٹی میں پڑے اور ایمان اور اس کی صفات اس کے نفس میں راسخ ہو جائیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث سے یہ بات عیاں ہے کہ اپنی اولاد کو اوائل عمر ہی سے قرآن مجید کی تعلیم کی طرف لگانا چاہئے۔ پہلے بچے کو ناظرہ قرآن پڑھایا جائے اور اس کے بعد سن شعور کو پہنچنے کے بعد اسے قرآن مجید سمجھ کر پڑھانے کا انتظام کیا جائے تاکہ اسے قرآن مجید کے تمام علوم سے آگاہی حاصل ہو جائے۔

تاریخی طور پر یہ بات مسلمہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور آپ ﷺ کے بعد والے زمانوں میں مسلمان حضرات علوم کونیہ کو پڑھنے اور ان سے عبرت

Marfat.com

حاصل کرنے میں لگ گئے اور انہوں نے ہر علم نافع کے سیکھنے کو فرض یا واجب قرار دیا اور عالم میں موجود دوسری قوموں کے تمدن وثقافت سے فائدہ اٹھایا اور اس میں جدت پیدا کی اور اس کو اپنا تابع بنا کر اس کو اسلام کے ممتاز اسلامی سانچے میں ڈھال لیا اور پھر ایک طویل عرصہ اور صدیوں تک سارا جہان ان کے علوم سے خوشہ چینی کرتا اور ان کی ثقافت سے مستفید ہوتا رہا اور مشرق ومغرب میں مادی ترقی کو جو اس جدید دور میں چمک دمک اور شان وشوکت نصیب ہوئی وہ صرف اس وجہ سے کہ انہوں نے صقلیہ اور اندلس اور دیگر صلیبی جنگوں کی بدولت مسلمانوں کے علوم اور ان کی ثقافت سے فائدہ اٹھایا اور گم کردہ راہِ عالم اور پریشان انسانیت کے لئے اسلامی سلطنت بجا طور پر ایک استاد و معلم اور امام و رہنما بنی۔

لڑکیوں کو علم سکھانا:

لڑکیوں کو ایسی تعلیم سکھانا جو اسلام کے مطابق ہو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ لڑکیوں کو نافع علم اور مفید باتیں سکھانے کا بھی اسلام نے حکم دے رکھا ہے اور اسلام کی جن عبادات کا عورتوں پر اطلاق ہوتا ہے انہیں جاننا عورتوں کے لئے بھی ضروری ہے جیسا کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اخلاق وآداب کی تعلیم بھی بچیوں کے لئے ضروری ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جس کی تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو لڑکیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ انہیں ادب سکھائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کی شادی کر دے تو اس کو جنت ملے گی۔ (سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۷۰۶)

ایک اور حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس کوئی باندی ہو اور وہ اسے تعلیم دے اور اچھی طرح پڑھائے اور اسے ادب سکھائے اور

Marfat.com

خوب اچھی طرح ادب سکھائے اور پھر اسے آزاد کر کے اس سے شادی کر لے تو اس کو دو اجر (دوہرا ثواب) ملتا ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ عورتوں کے لئے کچھ دن مخصوص فرمایا کرتے تھے اور ان میں انہیں وہ باتیں سکھایا کرتے تھے جو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو بتائی تھیں اور آپ ﷺ نے یہ اس لئے کیا تھا کہ ایک مرتبہ ایک عورت آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! مرد تو آپ ﷺ کی احادیث سن لیتے ہیں آپ ﷺ ہمارے لئے بھی ایک دن مقرر فرمائیں جس میں ہم آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو جایا کریں اور آپ ﷺ ہمیں وہ باتیں سکھایا کریں جو اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو بتائی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا فلاں فلاں دن اکٹھا ہو جایا کرو چنانچہ وہ عورتیں حاضر ہو گئیں اور آپ ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کی تعلیم کردہ باتیں ان کو سکھا اور بتا دیں۔

(صحیح بخاری و مسلم شریف)

اُم المومنین حضرت حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما شادی سے قبل ایک عورت "شفاء عدویہ رضی اللہ عنہا" سے لکھنا سیکھتی تھیں۔ پھر جب حضور نبی کریم ﷺ نے ان سے شادی کر لی تو آپ ﷺ نے شفاء رضی اللہ عنہا سے فرمایا انہیں تحریر و خط کی باریکی اور صفائی اور نوک پلک بھی اسی طرح سکھا دو جیسے انہیں لکھنا سکھایا ہے۔ (فتوح البلدان)

اولاد کی تعلیم و تربیت اور تادیب کا حکم:

وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اَوْ صَانِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ کَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ وَ اِنْ قُتِلْتَ وَ حُرِّقْتَ وَ لَا تَعُقَّنَّ وَالِدَیْكَ وَ اِنِ

Marfat.com

اَمَرَاكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَهْلِكَ وَ مَالِكَ وَ لاَ تَتْرُكَنَّ صَلٰوةً
مَّكْتُوبَةً مُّتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةً مُّتَعَمِّدًا
فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّهٗ رَأْسُ
كُلِّ فَاحِشَةٍ وَ اِيَّاكَ وَ الْمَعْصِيَةَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِيَةِ حَلَّ
سَخَطُ اللّٰهِ وَ اِيَّاكَ وَ الْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَ اِنْ هَلَكَ النَّاسُ
وَ اِذَا اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ فَاثْبُتْ، وَ اَنْفِقْ
عَلٰى عِيَالِكَ مِنْ طَوْلِكَ وَ لَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاكَ اَدَبًا وَ
اَخِفْهُمْ فِى اللّٰهِ

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی:۔

(۱) اللہ کے ساتھ (کسی چیز کو) شریک مت ٹھہرانا، اگرچہ تجھے قتل کر دیا جائے اور جلا دیا جائے۔

(۲) والدین کو ہرگز نہ ستانا اگر وہ تجھے حکم دیں وہ اپنے اہل وعیال اور مال سے نکل جا۔

(۳) فرض نماز ہرگز قصداً مت چھوڑنا کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز چھوڑ دی اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ بری ہو گیا۔

(۴) شراب ہرگز مت پینا کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے۔

(۵) گناہ سے پرہیز رکھنا کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نازل ہو جاتی ہے۔

(۶) میدانِ جہاد سے مت بھاگنا اگرچہ اور لوگ ہلاک ہو جائیں۔

Marfat.com

(۷) اور جب لوگوں میں (طاعون وغیرہ کی وجہ سے) اموات ہونے لگیں اور تو وہاں موجود ہو تو (وہاں سے مت جانا بلکہ وہیں) جم کر رہنا۔

(۸) اپنے اہل وعیال پر اپنا عمدہ مال خرچ کرنا۔

(۹) اور ادب سکھانے کی وجہ سے اپنی لاٹھی (تیار رکھ اور) اہل وعیال کی جانب سے (غافل ہو کر لاٹھی) اٹھا کر مت رکھنا۔

(۱۰) اور اُن کو اللہ جل شانہٗ (کے احکام) کے بارے میں ڈراتے رہنا۔

(احمد)

اس حدیث پاک میں بڑی اہم دس نصیحتیں مذکور ہیں جن کی مختصر تشریح ہم بیان کر رہے ہیں۔

پہلی نصیحت یہ فرمائی کہ اللہ کے ساتھ (اس کی ذات وصفات میں) کسی چیز کو چ شریک مت ٹھہرانا۔ یہ عقیدہ سے نہ عمل، اگر کوئی شخص یا جماعت شرک کرنے پر مجبور کرے تب بھی دل سے شرکیہ عقیدہ اختیار مت کرنا، اگرچہ تجھے قتل کر دیں یا جلا دیں، اور گو جان بچانے کے لیے زبان سے کلمۂ کفر کہہ دینا جائز ہے جب کہ دل سے مومن ہو، مگر افضل یہی ہے کہ کٹ جائے اور جل جائے مگر خلافِ ایمان زبان سے بھی کوئی کلمہ نہ نکالے۔

دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ اپنے ماں باپ کو نہ ستانا، اگرچہ وہ تجھے حکم دیں کہ گھر بار سے نکل جا، اس میں ماں باپ کی فرماں برداری کی اہمیت بتائی ہے اور اُن کی نافرمانی کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔ ارشد ہے کہ ماں باپ اگر کہیں کہ گھر بار چھوڑ کر نکل جا تب بھی اُن کی فرمانبرداری کرنا، یہ حکم علیٰ سبیل الفرض ہے کیونکہ سمجھداری اور شفیق ماں باپ ایسا حکم نہیں کر سکتے، اگر ناسمجھی سے غصہ میں ایسا حکم

Marfat.com

دے دیں تو فرمانبرداری واجب نہیں بلکہ بعض حالات میں جائز بھی نہ ہوگی۔ ماں باپ کو اجازت نہیں ہے کہ ایسا غلط حکم دیں، البتہ اولاد کو حکم دیا ہے کہ اپنے نفس کو ان کی فرمانبرداری کے لیے اس حد تک آمادہ رکھے کہ اُن کے کہنے سے گھر بار بھی چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دے۔

تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ فرض نماز قصداً ہرگز مت چھوڑنا، پھر مزید تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص قصداً فرض نماز چھوڑ دے اُس سے اللہ کا ذمہ بری ہو جاتا ہے یعنی اللہ کے ذمہ نہیں رہتا کہ دنیا وآخرت میں اس کی مدد فرمائے اور اس کو امن وامان سے رکھے۔

چوتھی نصیحت یہ فرمائی کہ شراب ہرگز مت پینا کیونکہ وہ ہر گناہ کی جڑ ہے۔ شراب پینا خود گناہ کبیرہ ہے، اس کی وجہ سے ہر قسم کے دوسرے گناہ بھی سرزد ہوتے ہیں۔ اسکو پی کر آدمی آدمی نہیں رہتا جو چاہے کر بیٹھے۔ اسی لیے اس کو ایک حدیث میں مِفْتَاحُ کُلِّ شَر "یعنی ہر بُرائی کی کنجی" فرمایا ہے، نیز اس کو اُمُّ الْخَبَائِثُ "یعنی ہر بُرے قول وفعل کی ماں" بھی بتایا ہے جو لوگ شراب پیتے ہیں اُن کے حالات جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ سب باتیں درست ہیں۔

پانچویں نصیحت یہ فرمائی کہ گناہ مت کرنا کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نازل ہو جاتی ہے یعنی اللہ کی جانب سے گرفت ہوتی ہے اور عذاب آجاتا ہے۔ احادیث شریفہ میں تفصیل کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ کس برے عمل سے کون سی مصیبت نازل ہوتی ہے اور کس نیک عمل سے کون سی خیر ظاہر ہوتی ہے۔

چھٹی نصیحت یہ فرمائی کہ یہ فرمائی کہ میدانِ جہاد سے مت بھاگنا اگرچہ تمہارے ساتھ جہاد میں شریک ہونے والے ہلاک ہو جائیں۔ میدانِ جہاد سے بھاگنا

Marfat.com

گناہِ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھیں۔ آج کل تو مسلمانوں نے جہاد شرعی چھوڑ ہی دیا ہے جس کی برکات سے محروم ہیں۔

ساتویں نصیحت یہ فرمائی کہ جب کسی جگہ طاعون وغیرہ کی وجہ سے اموات ہونے لگیں اور تو وہاں موجود ہو تو وہاں سے مت جانا بلکہ وہاں خوب جم کر ثابت قدم رہنا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب تم کو خبر ملے کہ فلاں سرزمین میں طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب کسی سرزمین میں (پہلے سے) موجود ہو اور وہاں طاعون شروع ہو جائے تو وہاں سے فرار ہونے کی نیت سے مت نکلو۔ (بخاری ومسلم)

آٹھویں نصیحت یہ فرمائی کہ اپنے اہل وعیال پر اپنا عمدہ مال خرچ کرنا۔

نویں نصیحت یہ فرمائی کہ اُن کو ادب سکھاتا رہ، اور اس بارے میں غافل نہ ہونا۔ لاٹھی اٹھا کر مت رکھ دے بلکہ تنبیہ کرتا رہ۔

دسویں نصیحت یہ فرمائی کہ اہل وعیال کو اللہ تعالیٰ (کے احکام) کے بارے میں ڈراتا رہ۔

یہ آخری تین نصیحتیں اہل وعیال کی پرورش اور ان کی دینی نگہداشت سے متعلق ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اہل وعیال پر خرچ کرنے میں کنجوسی نہ کرو۔ اُن پر اپنا عمدہ مال خرچ کرتے رہو اُن کو اللہ تعالیٰ شانہ کی رحمتوں سے محروم مت رکھو تاکہ دوسروں کی طرف ان کی نظر نہ جائے لیکن اس جسمانی پرورش اور دنیاوی داد و دہشت کے ساتھ اُن کے دین کی بھی فکر رکھو یعنی ان کو ادب سکھاؤ اور یہ بتاؤ کہ خالق تعالیٰ شانہ کے کیا احکام ہیں جن کو بجالائیں اور مخلوق کے ساتھ صحیح طریقہ پر کس طرح زندگی گزاریں۔

Marfat.com

حقوقِ اخلاق

اسلام نے ہر شخص پر کچھ فرائض ایسے عائد کر رکھے ہیں جن کی ادائیگی میں دوسروں کا فائدہ مضمر ہوتا ہے تاکہ مسلمانوں کی آپس میں حق تلفی نہ ہو۔ شریعت کے ایسے ضوابط کو اچھا اخلاق کہا جاتا ہے۔

بنیادی طور پر اولاد کی اخلاقی تربیت کی تمام تر ذمہ داری والدین کے ذمے ہیں لہذا والدین کو چاہئے کہ بچے جب ذرا سن شعور کو پہنچ جائیں تو انہیں اچھی اچھی باتیں سکھائی جائیں، انہیں اچھے اخلاق کی تعلیمات سے آگاہ کیا جائے تاکہ اولاد جب جوان ہو جائے تو دوسروں کو ان کے رویے اور تعلقات سے سکون ملے اور لوگوں کی آپس میں کسی قسم کی تلخی نہ ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حسن اخلاق پر بہت زور دیا ہے اور چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا مُتَفَحِّشًا وَّكَانَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحْسَنَكُمْ اَخْلَاقًا

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۷۴)

Marfat.com

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ بدخلق اور بہ تکلف فحش کلام کرنے والے نہیں تھے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہے۔"

اچھے انسان کی پہچان اس کے اخلاقِ حسنہ ہیں۔ بچے میں جب بچپن سے ہی اچھے اخلاق پیدا ہو جائیں گے تو جوان ہو کر وہ ایک اچھا مسلمان بنے گا۔ اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے خوش خلقی پر بہت زور دیا ہے۔

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ شَیْءٍ اَثْقَلُ فِیْ مِیْزَانِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَاِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ (جامع ترمذی جلد اول حدیث ۲۰۶۸)

ترجمہ: "حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن مومن بندے کی میزان میں اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری کوئی چیز نہیں ہوگی اور بے شک بدخلق اور بیہودہ بکنے والا اللہ عزوجل کا دشمن ہے۔"

آخرت میں اچھا اخلاق انسان کا ذریعہ نجات بھی بنے گا۔ انسانی زندگی کا اصل مقصد تو آخرت میں فلاح اور کامیابی کا حصول ہے اس کے پیش نظر بھی اپنی اولاد کی اخلاقی لحاظ سے تربیت کرنا ازحد ضروری ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبِکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا

Marfat.com

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَحَاسِنُكُمْ اَخْلَاقًا وَاِنَّ مِنْ اَبْغَضِكُمْ اِلَيَّ وَاَبْعَدِكُمْ مِنِّيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ وَالْمُتَفَيْهِقُوْنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُوْنَ وَالْمُتَشَدِّقُوْنَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُوْنَ؟ قَالَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ

(جامع ترمذی جلد اول حدیث ۲۰۸۴)

ترجمہ: "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تم میں سے میرے نزدیک محبوب ترین اور مجلس کے لحاظ سے قریب ترین وہ لوگ ہوں گے جو خوش اخلاق ہیں اور قیامت کے دن تم میں سے میرے نزدیک مبغوض ترین اور مجھ سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جو بتکلف زیادہ کلام کرنے والے، باچھیں کھول کر اور (منہ بھر کر) تکبر سے گفتگو کرنے والے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ثرثارون اور متشدقون کو تو ہم جانتے ہیں یہ متفیہقون کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکبر کرنے والے۔"

اچھے اخلاق والوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت نصیب ہوگی اور یہ بہت بڑا اعزاز ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْثَرِ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ قَالَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَسُئِلَ عَنْ اَكْثَرِ مَا

Marfat.com

يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ فَقَالَ الْفَمُ وَالْفَرْجُ

(جامع ترمذی جلد اوّل حدیث ۲۰۷۰)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل ہے جس سے لوگ بکثرت جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کا خوف اور حسن اخلاق اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس عمل کے بارے میں پوچھا گیا جس سے زیادہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زبان اور شرمگاہ کی برائیاں۔“

بچوں میں خوفِ خدا پیدا کرنا چاہئے۔ خوفِ خدا کی بناء پر بچہ اچھے اعمال اور حسن اخلاق کی طرف راغب رہے گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق حسن اخلاق جنت میں جانے کا ذریعہ بنے گا۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ (سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۳۷۱)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک مومن اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے روزہ دار اور رات کو قیام کرنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔“

اچھے اخلاق کو اتنی عمدہ فضیلت اور ترجیح حاصل ہے کہ جو اچھے اخلاق والا یعنی لوگوں سے بڑے عمدہ انداز میں ملنے والا اور خدمت کرنے والا ہے تو اس کا درجہ

Marfat.com

روزہ رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے کی مانند ہو جاتا ہے۔ یہ کتنا بڑا اعزاز ہے کہ ایسا بلند مرتبہ انسان کو حسن خلق کی وجہ سے حاصل ہو جاتا ہے۔

اس لئے اپنی اولاد کو حسن خلق کے سانچے میں ڈھالنا والدین کے فرائض میں شامل ہے کیونکہ اچھا اخلاق بچپن میں اولاد کو سکھانا نہایت ہی آسان ہے کیونکہ بچے اوائل عمری میں اس پر بہت جلد کاربند ہو جاتے ہیں۔ جو اچھا عمل ان کی جنم گھٹی میں ڈالا جاتا ہے وہ اسے قبول کر لیتے ہیں۔

اچھے اخلاق کے بارے میں آقائے دو جہاں حضرت سیدنا نبی کریم ﷺ کا ایک اور فرمان یہ ہے کہ:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَّخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَآئِهِمْ

(جامع ترمذی جلد اول حدیث ۱۱۶۰)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے کامل ایمان والے لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں اور تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں اچھے ہیں۔“

حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان میں یہ بات اجاگر کی گئی کہ کامل ایمان کا ذریعہ بھی اچھا اخلاق ہے۔ وہ بچے جن کو بچپن ہی سے اچھا اخلاق سکھایا جائے گا ان کی عادتوں میں اچھے اعمال کرنے کا جذبہ پیدا ہو جائے گا اور اچھے اعمال ایمان کامل کی دلیل ہیں۔ اس چیز کے پیش نظر زندگی کا مقصد بھی یہی ہے کہ انسان پوری زندگی

Marfat.com

صاحب ایمان رہے اور وہ جس وقت دنیا سے جائے اس کا خاتمہ ایمان پر ہو اور اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ماں باپ کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچوں کی عادت کو نیک اعمال میں راسخ کر دیں کیونکہ جن بچوں کے ذہنوں میں خوفِ الٰہی اور اطاعت الٰہی کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے وہ عمر بھر نیک رہتے ہیں۔

صداقت یعنی سچ بولنا:

سچ بولنے کو صداقت کہا جاتا ہے۔ دنیا بھر کے تمام اخلاقی اصولوں کی جان سچائی ہی ہے۔ بچے کا کردار اور سیرت سچ بولنے ہی سے پختہ ہوتے ہیں اس لئے بچے جب ذرا اچھائی برائی کی تمیز کرنے لگ جائیں تو انہیں سچ بولنے کی عادت ڈالی جائے۔ اگر بچہ کبھی غلط بیانی کرے تو بھی بڑی نرمی سے احساس دلائیں کہ اچھے لوگ ہمیشہ سچ بولتے ہیں اس لئے بیٹا تم نے بھی سچ بولنا ہے۔ دنیا میں جتنی بھی عظیم شخصیات ہیں انہوں نے ہمیشہ بچپن ہی سے سچ کو اپنایا ہے اور بڑے ہو کر اس سچائی نے انہیں لوگوں میں باعزت اور بلند رتبہ کر دیا۔

نیک عمل کا تعلق ہی سچ بولنے سے ہے لہٰذا نماز کی پابندی کے ساتھ سچ بولنا بھی اتنا ہی لازم ہے جتنا کہ نماز پڑھنا ضروری ہے۔ سچ بولنے میں زبان اور دل کا تعلق ہے لہٰذا بچے کے ذہن میں یہ بات ڈال دیں کہ جو بات دل میں ہو اسی کا اظہار زبان سے کرے اور اس طرح بچہ سچ بولنا سیکھ جائے گا۔ بچے کے ساتھ خود بھی کبھی جھوٹی بات نہ کریں ورنہ وہ تمہاری جھوٹی بات سے متاثر ہو کر سچ کو نہیں اپنائے گا لہٰذا والدین کو خود بھی چاہئے بچوں کے ساتھ ہمیشہ وہی بات کریں جو سچی ہو اور جو انہوں نے خود کرنی ہو۔ جو بچہ سچائی کو اپنائے گا اس کا دل اطاعت الٰہی کی طرف بے حد مائل رہے گا۔ اگر اس کی روحانی تربیت ہو جائے تو وہ اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں میں

Marfat.com

سے ہو جائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے ہر چھوٹے بڑے کو سچ بولنے کی بڑی تاکید فرمائی ہے لہٰذا اس پر عمل کرنا ہمارا فرض ہے۔ صداقت کے متعلق آپ ﷺ کے ارشادات مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پر سچائی لازم ہے کیونکہ سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کا متلاشی رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کے نزدیک صدیق لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ سے پرہیز کرو کیونکہ جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل کے نزدیک کذاب لکھ لیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۱۱)

حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کرائے، بھلائی کی باتیں کہے اور بھلائی کی باتیں آگے پہنچائے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۱۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ اللہ عزوجل کی رضامندی کا کوئی لفظ کہہ دیتا ہے جس کو اس نے اہمیت نہیں دی ہوتی لیکن اس کے باعث اللہ عزوجل اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور بندہ اللہ عزوجل کی ناراضگی کا ایک لفظ کہہ دیتا ہے جس کی اسے پرواہ نہیں ہوتی لیکن وہ اسے جہنم میں لے جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۰۰)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا وہ کامیاب ہوا جس نے اپنے دل کو ایمان کے لئے مخصوص کر دیا اور اپنے دل کو اطاعت والا بنایا اور اپنی زبان کو سچ بولنے والا اور اپنے نفس کو اطمینان والا اور اپنی اولاد کو سیدھے راستے پر چلنے والا اور اپنے کانوں کو حق بات سننے والا اور اپنی آنکھ کو حق دیکھنے والا بنایا۔ کان، قیف اور آنکھ راستہ اس چیز کا ہیں جو دل کی نگاہ میں رکھتا ہے اور وہ کامیاب ہوگیا جس نے اپنے دل کو نگاہ رکھنے والا بنایا۔ (مسند امام احمد، بیہقی شریف)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں غزوہ حنین کے دن حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام تھامی ہوئی تھی جب مشرکین نے آپ ﷺ کو نرغے میں لیا تو آپ ﷺ نیچے اتر آئے اور فرمانے لگے میں نبی ہوں اور یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس دن کسی شخص کو آپ ﷺ سے زیادہ بہادر نہیں دیکھا گیا۔

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۱۴۴۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک وفات پا گئے تو ایک شخص نے کہا تمہیں جنت مبارک ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ اس نے کوئی بیکار بات کہی ہو اور ایسی چیز میں بخل کیا ہو جو کم نہیں ہوتی۔ (مشکوۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۲۷)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! سب سے خوفناک چیز کیا ہے جس سے آپ ﷺ مجھے ڈراتے ہیں؟ راوی کا بیان ہے آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا یہ۔

(مشکوۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۲۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے

Marfat.com

فرمایا جب کوئی کہے لوگ ہلاک ہو گئے تو ان سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا وہی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۰۸)

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبیوں سے بیکار باتوں کا چھوڑ دینا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۲۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کیا چیز لوگوں کو کثرت سے جنت میں داخل کرے گی؟ وہ اللہ عزوجل کا تقویٰ اور خوش خلقی ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ کیا چیز لوگوں کو کثرت سے جہنم میں داخل کرے گی؟ وہ دو خالی چیزیں منہ اور شرمگاہ ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۱۹)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھے اس کی ضمانت دے جو دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور اس کی ضمانت دے جو دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۵۹۹)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ اس وقت اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ عزوجل آپ رضی اللہ عنہ کو معاف فرمائے، ٹھہریئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ مجھے ہلاکت کی جگہوں میں پہنچا دیتی ہے۔ (موطا امام مالک حدیث ۲۳۶۴)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا نجات کس چیز میں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اپنی زبان قبضے میں رکھو تمہارے لئے تمہارا گھر کافی رہے اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔

(مشکوۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۲۴)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جب آدمی کے لئے صبح ہوتی ہے تو تمام اعضائے بدن زبان کی خوشامد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے بارے میں اللہ عزوجل سے ڈرنا کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں اگر تو سیدھی رہے تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو تیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے۔

(مشکوۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۲۵)

ایمانداری:

بچوں میں بنیادی طور پر جو دوسرا اخلاقی وصف پیدا کرنا ضروری ہے وہ ایمانداری ہے۔ ایمانداری کو دیانت اور امانت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دنیاداری میں آپس کے تمام معاملات کا دارومدار ایمانداری پر ہے۔ ایمانداری سے مراد دوسرے کی امانت کو صحیح طرح پورا پورا ادا کرنا ہے۔ اگر کوئی کسی سے کوئی چیز خریدتا ہے تو جتنے دام طے کرکے جیسی اور جتنی چیز کے وہ وصول کرتا ہے تو اس کے بدلے میں سچائی کے ساتھ اسے خریدی ہوئی چیز دے دے اور چیز دینے میں ہیرا پھیری نہ کرے یعنی جس طرح کی چیز کی قیمت وصول کی ہے وہی دے۔ اسے ایمانداری کہا جائے گا اور اگر رقم تو اچھی چیز کی وصول کی لیکن چیز اسے ناقص دے دی تو یہ بے ایمانی کہلائے گی۔

ایمانداری اللہ تعالیٰ عزوجل کو بہت پسند ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی ملازمت کرتا ہے تو جتنے گھنٹے ڈیوٹی دینے کا معاوضہ وہ وصول کرتا ہے تو دیانت کے ساتھ اتنا وقت ملازمت میں صرف کرے لیکن بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو دیانتداری سے اپنے

Marfat.com

فرائض انجام دیتے ہیں۔ایمانداری سے کبھی بھی کسی کی حق تلفی نہ ہو گی۔

اولاد کی تربیت کرتے وقت ان کے ذہنوں میں یہ بات ڈالنا بھی ضروری ہے کہ وہ اپنا ہر کام ایمانداری سے کریں۔ایماندار بچے بہت جلد زندگی کے جس شعبے میں قدم رکھیں، کامیاب ہوتے چلے جائیں گے کیونکہ ایمانداری میں قدرتی طور پر اللہ عزوجل برکت ڈال دیتا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ نے ہر کام کو ایمانداری کے ساتھ پورا کرنے پر زور دیا ہے کیونکہ اچھی قوم کا اخلاق اسی وقت نمایاں ہو گا جبکہ وہ ایماندار ہو گی۔امانت کے بارے میں بچوں کو آپ ﷺ کی مندرجہ ذیل احادیث پر عمل کرنا سکھائیں۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم مجھے اپنی چھ چیزوں کی ضمانت دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔اوّل جب بات کرو تو سچ بولو۔دوم جب وعدہ کرو تو پورا کرو۔سوم جب تمہارے پاس امانت رکھی جائے تو اسے ادا کر دو۔چہارم اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔پنجم اپنی نگاہیں نیچی رکھو۔ششم اپنے ہاتھ روکے رکھو۔(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۵۴)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں چار باتیں ہوں تو دنیا میں باقی چیزیں نہ ملنے کا کوئی مضائقہ نہیں۔اوّل امانت کی حفاظت، دوم بات کی سچائی، سوم اخلاق کی خوبی اور چہارم خوراک کی پاکیزگی۔(مسند امام احمد، بیہقی شریف)

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے لقمان حکیم سے کہا گیا کہ ہم جو دیکھتے ہیں اس مقام پر آپ کو کس چیز نے پہنچایا؟ فرمایا کہ سچی بات کرنے، امانت ادا کرنے اور بیکار گفتگو چھوڑ دینے نے۔

(موطا امام مالک حدیث ۲۳۶۹)

Marfat.com

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے دو حدیثیں بیان فرمائیں۔ میں ان میں سے ایک چیز کو دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا انتظار ہے۔ آپ ﷺ نے ہم سے بیان فرمایا امانت لوگوں کے دلوں کے درمیان نازل ہوئی پھر قرآن مجید نازل ہوا پس لوگوں نے کچھ قرآن مجید سے جانا اور کچھ سنت سے معلوم ہوا۔ پھر ہم سے امانت کا اٹھ جانا بیان فرمایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی سوئے گا تو اس کے دل سے امانت نکال لی جائے گی تو اس کا معمولی سا اثر باقی رہے گا۔ پھر سوئے گا تو اس کے دل سے امانت نکال لی جائے گی تو آبلہ کی مثل رہ جائے گا جیسا کہ تو اپنے پاؤں پر چنگاری لڑھکائے تو اس سے چھالا پڑ جائے، وہ ابھرا ہوا نظر آتا ہے لیکن اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر آپ ﷺ نے کنکریاں لے کر اپنے پاؤں مبارک پر لڑھکائیں اور فرمایا لوگوں کی حالت یوں ہوگی کہ لوگ خرید و فروخت کریں گے لیکن امانت کی ادائیگی کرنے والا کوئی نہ ہوگا یہاں تک کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلے میں ایک امانت دار شخص ہے اسی طرح ایک آدمی کے بارے میں کہا جائے گا کہ وہ کس قدر مضبوط، ہوشیار اور عقلمند ہے مگر اس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھ پر ایسا وقت بھی آیا کہ میں یہ پرواہ نہیں کرتا تھا کہ میں کس قسم کے آدمی سے خرید و فروخت کر رہا ہوں کیونکہ اگر وہ مسلمان ہے تو اپنی دین داری کے سبب مجھے ضرور واپس کر دے گا اور اگر عیسائی یا یہودی ہے تو اس کا حکمران میرا حق مجھے واپس پہنچا دے گا لیکن آج تو فلاں فلاں کے سوا کسی کے ساتھ خرید و فروخت نہیں کرتا۔ (صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۳۷ تا ۲۳۸)

حضرت عبدالرحمن بن قداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم

Marfat.com

ﷺ ایک دن وضو فرما رہے تھے تو آپ ﷺ کے صحابہ وضو کے پانی کو ملنے لگے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا تم ایسا کیوں کر رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتے ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس کو یہ چیز اچھی لگے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرے یا اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس سے محبت کریں تو وہ جب بات کرے تو سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کرے اور جب کسی کا ہمسایہ بنے تو حسن سلوک کرے۔

(مشکوۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۷۷۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کوئی بات کہے پھر وہ چلا جائے تو اس کی بات امانت ہے۔

(جامع ترمذی جلد اول حدیث ۲۰۲۳)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان امانتدار خازن جو اس بات کو پورا کرتا ہے جس کا اسے حکم دیا گیا ہے اسے دل کی خوشی سے کامل اور پوری مقدار میں دیتا ہے تو یہ بھی صدقہ دینے والوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب آدمی کوئی بات کرے پھر اِدھر اُدھر دیکھے تو وہ امانت ہے۔

(سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۴۴۱)

Marfat.com

آنکھوں کی ٹھنڈک

اسلام نے نیک اولاد کو والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے اور انسان کو اللہ سے دعا مانگنے کے وقت یہی استدعا کرنی چاہئے کہ اے میرے پالنے والے! تو ہمیں نیک اولاد دے جو آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیۡ وَهَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّیۡ وَاشۡتَعَلَ
الرَّاۡسُ شَيۡبًا وَّلَمۡ اَكُنۡۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝۴
وَاِنِّیۡ خِفۡتُ الۡمَوَالِىَ مِنۡ وَّرَآءِىۡ وَكَانَتِ امۡرَاَتِیۡ
عَاقِرًا فَهَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِيًّا ۝۵ يَّرِثُنِىۡ وَيَرِثُ
مِنۡ اٰلِ يَعۡقُوۡبَ ۖ وَاجۡعَلۡهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝۶ يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا
نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اۨسۡمُهٗ يَحۡيٰى ۙ لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ
سَمِيًّا ۝۷ (مریم آیت ۴ تا ۷)

ترجمہ: "عرض کی اے میرے رب! میری ہڈی کمزور ہو گئی اور سر سے بڑھاپے کا بھبھوکا پھوٹا (شعلہ چمکا) اور اے میرے رب! میں تجھے پکار کر کبھی نامراد نہ رہا اور مجھے اپنے اور اپنے

Marfat.com

قرابت والوں کا ڈر ہے اور میری عورت بانجھ ہے تو مجھے اپنے پاس سے کوئی ایسا دے ڈال جو میرا کام اٹھائے وہ میرا جانشین ہو اور اولادِ یعقوب کا وارث ہو اور اے میرے رب! اسے پسندیدہ کر۔ اے زکریا (علیہ السلام)! ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ (علیہ السلام) ہے اس کے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہ کیا۔"

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۝ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا۝ (الفرقان آیت ۷۴ تا ۷۶)

ترجمہ: "اور وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ ان کو جنت کا سب سے اونچا بالاخانہ انعام ملے گا۔ بدلہ ان کے صبر کا اور وہاں مجرے اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی ہمیشہ اس میں رہیں گے کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے وقت فرمایا۔

Marfat.com

فَكُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَیْنًا (المریم آیت ۲۶)

ترجمہ: "تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔"

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت مبارکہ:

هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ

کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ آنکھوں کی ٹھنڈک دنیا میں ہوگی یا آخرت میں؟ فرمایا نہیں اللہ کی قسم! بلکہ یہ دنیا میں ہوگی۔

عرض کیا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی بیوی، اپنی اولاد، اپنے بھائی اور قریبی دوست سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو دیکھے گا۔ اللہ کی قسم! ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی چیز محبوب نہ ہوگی کہ وہ اپنے بچے، اپنے والد، اپنے دوست اور اپنے بھائی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے دیکھے۔

(تفسیر درمنثور جلد ۵ صفحہ ۲۲۸)

نیک بندوں نے اپنے رب تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ انہیں ایسی بیویاں اور ایسی اولاد عطا فرمائے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے اعمالِ صالحہ بجالانے والے ہوں جن کے مقام و مرتبہ سے انہیں خوشی حاصل ہو اور ان کے سبب سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور بعض حضرات نے فرمایا کہ مومن کی آنکھوں کے لئے اس سے زیادہ ٹھنڈک نہیں ہوتی کہ وہ دیکھے کہ اس کی بیوی اور اس کی اولاد اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزار اور نیک ہوں۔ (تفسیر مدارک جلد ۲ صفحہ ۷۸۳)

تفسیر ابن کثیر میں مرقوم ہے کہ ان بزرگ بندوں کی ایک دعا بیان ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے ہیں کہ ان کی اولادیں بھی اس کی طرح رب کی فرمانبردار، عبادت گزار، موحد اور غیر مشرک ہوں تاکہ دنیا میں بھی اس نیک اولاد سے

Marfat.com

ان کا دل ٹھنڈا رہے اور آخرت میں بھی یہ انہیں اچھی حالت میں دیکھ کر خوش ہوں۔
اس دعا سے اُن کی غرض خوبصورتی اور جمال کی نہیں بلکہ نیکی اور خوش خلقی کی ہے۔
مسلمان کی سچی خوشی اس میں ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو، دوست احباب کو خدا تعالیٰ کا فرمانبردار دیکھے وہ ظالم نہ ہوں، بدکار نہ ہوں اور سچے مسلمان ہوں۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۴)

قرطبی نے لکھا ہے مومن کی آنکھ کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی ٹھنڈک نہیں کہ وہ اپنی بیوی اور اولاد کو اللہ کا فرمانبردار دیکھے۔ (تفسیر مظہری جلد ۸ صفحہ ۴۹۹)

شرح معجم الصغیر پر حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اولاد کی خوشبو جنت کی خوشبو ہے۔ والدین، اولاد کے حصول کے لئے اللہ سے استدعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کو اولاد کی نعمت عطا کرنے والا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام بھی اولاد کے حصول کے لئے اللہ ہی سے التجا کرتے تھے۔

جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اللہ کریم سے یوں التجا کی۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝

(آل عمران آیت نمبر ۳۸)

ترجمہ: "یہاں پکارا زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب کو بولا اے رب میرے! مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد بے شک تو ہی ہے دعا سننے والا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے خالق حقیقی سے اولاد کے حصول کے لئے یہ

Marfat.com

التجا کی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ۝

(الصافات آیت ۱۰۰ تا ۱۰۱)

ترجمہ: "اے رب! مجھے صالح اولاد عطا فرما ہم نے اسے خوشخبری سنائی ایک عقلمند لڑکے کی۔"

(شرح معجم الصغیر صفحہ ۱۰۸۲)

Marfat.com

بُری عادات سے بچانا

جو بچے سن بلوغ کو پہنچنے والے ہوں ان کو بری عادات سے بچانا والدین کا فرض عین ہے۔ چونکہ بچہ جونہی جوانی میں قدم رکھتا ہے تو وہ خود کو دوسروں کے برابر اور نمایاں کرنے کا خواہاں ہوتا ہے اس لئے اس کے دل میں یہ بات اٹھتی ہے کہ اب میں بڑا ہو گیا ہوں اس لئے وہ اپنے سے بڑوں کے ساتھ میل جول کی طرف راجع ہوتا ہے اور اس سے پہلے جو بچے جوان ہو کر عمر کے پختہ حصے میں داخل ہو چکے ہوتے ہیں ان سے تعلقات بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر اسے ان میں سے برے لوگوں کی مجلس مل جائے تو بچے کا بہت برائی کی جانب مائل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس کے برعکس اگر اچھے اور نیک لوگوں کی صحبت میسر آئے تو وہ جوانی ہی سے نیکی کی جانب راغب ہو جائے گا۔

یاد رہے اس طرح جو بچے بری عادات کا شکار ہو جاتے ہیں وہ نئے معصوم بچوں کو بھی اپنی طرح بگاڑنا چاہتے ہیں تا کہ ان میں بھی بری عادات آ جائیں کیونکہ برے لوگوں کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ناپختہ عمر کے بچوں میں برائی کو عام کیا جائے تا کہ کوئی انہیں برا نہ کہے اس لئے بچہ جونہی جوانی میں قدم رکھے تو ماں باپ کو چاہئے کہ اولاد کی کڑی نگرانی کریں تا کہ ان کی اولاد بری صحبت کے بچوں میں نہ جائے اور نہ ان سے

Marfat.com

کھیلے۔اس طرح بچے کو ہر ممکن طریقے سے بری صحبت اور بری عادات سے بچانا چاہئے۔
بری عادات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

جھوٹ بولنا:

اوائل عمری میں اولاد کا شعور پختہ نہیں ہوتا اس لئے اس عمر میں اولاد کا جھوٹ کی برائی میں مبتلا ہو جانے کا بہت خطرہ ہوتا ہے لہٰذا والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کو نیک اور صالح تربیت کے ذریعے سے جھوٹ کی لعنت سے بچائیں تاکہ اولاد کو بچپن ہی سے سچ بولنے کی عادت پڑ جائے تاکہ مسلمان بچے جوان ہو کر سچے مسلمان بنیں۔سچے لوگ ہی اللہ عزوجل کی اخلاص سے عبادت کر سکتے ہیں کیونکہ سچے بندے کی عبادت میں سوز و گداز ہوگا جو جھوٹے میں نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ سچے مومن ہی میں اللہ عزوجل کو پانے کی سچی تڑپ پیدا ہو سکتی ہے اس لئے دنیا و آخرت سنوارنے کے لئے جھوٹ کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دینا از حد لازم ہے۔وقتی طور پر جھوٹ سے دوسروں کو دھوکا دے کر بندہ ہوشیار تو بن جاتا ہے لیکن اللہ عزوجل کی نظر میں ہمیشہ کے لئے گر جاتا ہے۔اگر انسان کو اللہ عزوجل پر بھروسہ ہو تو انسان کبھی بھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔جھوٹ کو ترک کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی چند احادیث ذیل ہیں۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ اَنَّهُ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهُ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهُ اَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۴۶)

ترجمہ: "حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے

Marfat.com

ہیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا کہ کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! عرض کیا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! عرض کیا گیا مومن کذاب ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔"

مسلمان کی ایک علامت یہ ہے کہ مسلمان کبھی جھوٹ نہیں بولتا لہٰذا بچوں کو بچپن ہی اس بری خصلت سے بچایا جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انسان کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو بغیر تصدیق کے آگے بیان کر دے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جھوٹ درحقیقت منافقت ہی کا ایک حصہ ہے۔ (احیاء العلوم جلد سوم)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَی الْخِلَالِ کُلِّهَا اِلَّا الْخِیَانَةَ وَالْکِذْبَ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۴۵)

ترجمہ: "حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ہر قسم کی خصلتوں پر پیدا کیا جاتا ہے ماسوائے خیانت اور جھوٹ کے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری چھ باتوں پر عمل کرو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ کیا باتیں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب بات کرو تو جھوٹ نہ بولو، جب

Marfat.com

وعدہ کرو تو وعدہ خلافی نہ کرو، امانت میں خیانت نہ کرو، بری نگاہ سے کسی کو نہ دیکھو، کسی کو تکلیف نہ دو اور شرمگاہ کی حفاظت کرو۔ (صحیح مسلم)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْکِذْبَ وَھُوَ بَاطِلٌ بُنِیَ لَہٗ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاۗءَ وَھُوَ مُحِقٌّ بُنِیَ لَہٗ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَہٗ بُنِیَ لَہٗ فِیْ اَعْلَاھَا

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴٦۱۸)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جھوٹ کو چھوڑ دے جبکہ وہ غلطی پر ہو تو اس کے لئے جنت کے کنارے پر مکان بنایا جائے گا اور جو حق پر ہوتے ہوئے جھگڑے کو چھوڑ دے تو اس کے لئے جنت کے درمیان میں مکان بنایا جائے گا اور جس کا اخلاق اچھا ہو اس کے لئے جنت کے بالائی حصے میں مکان بنایا جائے گا۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ عزوجل قیامت کے روز گفتگو نہ فرمائیں گے اور نہ ان کا تزکیہ کریں گے اور نہ ان کی طرف دیکھیں گے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ اول بوڑھا زانی، دوم جھوٹ بولنے والا بادشاہ اور سوم متکبر فقیر۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۸۸۰)

حضرت سفیان بن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی

Marfat.com

سے کوئی بات کرو اور وہ اس میں تمہیں سچا سمجھ رہا ہو اور تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔

(سنن ابی داود)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ مِيلًا مِّنْ نَّتْنِ مَا جَآءَ بِهٖ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۲۹)

ترجمہ: ”حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کی بدبو کے باعث فرشتہ اس سے ایک میل پرے ہٹ جاتا ہے۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ پورا مومن نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ بولنا اور جھگڑا کرنا چھوڑ دے اگرچہ وہ سچا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسند امام احمد)

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلٌ لِّمَنْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَّهٗ وَيْلٌ لَّهٗ

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۲۱)

ترجمہ: ”بہز بن حکیم اپنے والد اور اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے خرابی ہے جو جھوٹی بات کرے کہ اس کے ذریعے سے لوگ ہنسیں اس کے لئے خرابی ہے اس کے لئے خرابی ہے۔“

ایک کمسن صحابی حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک مرتبہ میری ماں

Marfat.com

نے مجھے بلایا اور رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف فرما تھے تو میری ماں نے مجھے بلانے کے لئے کہا یہاں آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ انہوں نے کہا میں اسے کھجور دوں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اگر تم اسے کچھ نہ دیتیں تو یہ جھوٹ بھی تمہارا لکھا جاتا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۶۳)

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ صِدِّيْقًا وَاِيَّاكُمْ وَالْكِذْبَ فَاِنَّ الْكِذْبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكِذْبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللهِ كَذَّابًا

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۱۱)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ کو لازم رکھو کیونکہ سچ نیکی کی ہدایت دیتا ہے اور نیکی جنت کی ہدایت دیتی ہے۔ انسان ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ کا قصد کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے اجتناب کرو کیونکہ جھوٹ گناہ کا راستہ دکھاتا ہے اور جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ انسان ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کا قصد کرتا ہے حتیٰ کہ وہ اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"

Marfat.com

ایک حدیث شریف میں ہے ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے ایک مرتبہ خواب میں ایک عجیب چیز دیکھی یعنی ایک شخص نے مجھے اٹھنے کے لئے کہا۔ میں اٹھ کھڑا ہوا اور دیکھا کہ سامنے دو آدمی ہیں جن میں سے ایک بیٹھا ہے اور دوسرا کھڑا ہے اور موخر الذکر اس بیٹھے ہوئے کہ منہ میں لوہے کا ایک ٹیڑھا اور خمیدہ سا ہتھیار ڈال کر اس کے گلے کو کھینچتا ہے یہاں تک کہ وہ ہتھیار اس کے گلے میں پیوست ہو جاتا ہے۔ پھر اسی طریقے سے وہ اسے دوسری جانب سے کھینچتا ہے۔ پھر گلا اپنی جگہ پر واپس آجاتا ہے اور وہ اس امر کو بار بار دہراتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے جس کے لئے اسے اتنی شدید اذیت دی جا رہی ہے؟ مجھے بتایا گیا یہ شخص جھوٹ بولنے کا عادی تھا اور اسے عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ سلسلہ اس کی قبر سے لے کر قیامت تک جاری رہے گا۔ (احیاء العلوم)

عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَيَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكِذْبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَا اَدْرِیْ مَا اِسْمُهٗ يُحَدِّثُ

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۴۷)

ترجمہ: ”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا شیطان آدمی کی صورت اختیار کر کے لوگوں کے پاس آتا ہے اور انہیں جھوٹی حدیث سناتا ہے۔ لوگ متنفر ہو جاتے ہیں تو ان میں سے ایک آدمی کہتا ہے کہ میں نے ایک آدمی سے خود سنا جسے میں چہرے سے پہچانتا ہوں اگرچہ اس کا نام نہیں جانتا جو یوں حدیث بیان

Marfat.com

کرتا ہے۔"

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اولاد کی پرورش اور تربیت کرنے والوں کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو جھوٹ سے متنفر کریں، اس سے روکیں اور ان کو اس کے برے انجام سے ڈرائیں اور اس کے نقصانات و مضر اثرات ان کے سامنے بیان کریں تاکہ وہ اس کے دام میں گرفتار نہ ہوں اور اس کی دلدل میں نہ پھنسیں اور اس کے بیابان میں حیران و پریشان ہو کر ٹھوکریں نہ کھائیں۔

غیبت:

غیبت اسلام میں بہت بڑی برائی ہے کیونکہ اس سے دلوں میں نفرت اور کدورت پیدا ہوتی ہے، کینہ اور بغض جنم لیتا ہے اس لئے غیبت سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ یہ برائی بچوں اور بچیوں میں بچپن ہی میں پیدا ہو جاتی ہے اس لئے والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو اس برائی سے بچائیں اور انہیں بتائیں کہ اگر کوئی ان کے سامنے غیبت کرے تو اسے سننے سے گریز کریں اور خود بھی کسی کی غیبت نہ کریں اور نہ کسی میں عیب نکالیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۚ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

ترجمہ: "اے ایمان والو! بدگمانیوں کی کثرت سے اپنے دامن کو بچایا کرو بلاشبہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور نہ کسی کی برائیاں تلاش کیا کرو اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کیا کرو کیا تم میں سے

Marfat.com

کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا تو تم اس سے
کراہت کرتے ہو اور اللہ سے ڈرو بے شک وہ توبہ قبول کرنے
والا رحم والا ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ غیبت بہت ہی بڑا گناہ ہے اس لئے اس سے بچنے کے لئے بہت سخت تاکید کی گئی ہے۔ کسی کے خاندان، حسب ونسب، لباس، رہائش، اقوال وافعال، چال ڈھال، گفتگو غرضیکہ انسان میں ظاہری یا باطنی طور پر عیب نکالنا جس سے انسان کو دلی دکھ ہو غیبت کے زمرے میں شامل ہے۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۙ (الھمزہ:۱)

ترجمہ: "ہر طعنہ زن اور عیب جو کے لئے ہلاکت ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے غیبت سے بچنے کے لئے مختلف انداز میں بہت تاکید فرمائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوْا اللهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ (صحیح مسلم جلد ششم صفحہ ۲۲۲)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ آپ

Marfat.com

ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کا ایسا ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہو۔ عرض کیا گیا اگر وہ برائی میرے بھائی میں موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو تم کہہ رہے ہو اگر اس میں وہ برائی ہے تو غیبت ہوئی اور جو تم کہہ رہے ہو اگر وہ اس میں نہیں ہے تو یہ اس پر بہتان ہے۔"

کسی کو غائبانہ طور پر برا کہنا جبکہ اس میں برائی نہ ہو غیبت کہلاتا ہے۔ ایسے ہی کسی کی پیٹھ پیچھے برائی یا عیب بیان کرنا غیبت ہے۔ یہ عادت اچھی نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنے سے دلوں میں بغض اور کینہ جنم لیتا ہے۔ پروردگار عالم نے غیبت سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَاَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللهِ الَّذِيْنَ اِذَا رُأُوْا ذُكِرَ اللهُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللهِ الْمَشَّآءُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ

(مشکوۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۵۵)

ترجمہ: "حضرت عبدالرحمن بن غنم، حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے بہترین وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آجائے اور اللہ کے بندوں میں سے برے وہ ہیں جو چغلی کے لئے چلنے والے دوستوں میں جدائی ڈالنے والے اور پاکباز لوگوں کے عیوب ڈھونڈنے والے ہیں۔"

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضِیَ اللہُ عَنْھُمَا اَنَّ رَجُلَیْنِ صَلَّیَا صَلٰوۃَ الظُّھْرِ اَوِ الْعَصْرِ وَکَانَا صَائِمَیْنِ فَلَمَّا قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوۃَ قَالَ اَعِیْدُوْا وُضُوْءَ کُمَا وَصَلٰوتَکُمَا وَامْضِیَا فِیْ صَوْمِکُمَا وَاقْضِیَاہُ یَوْمًا اٰخَرَ قَالَ لِمَ یَارَسُوْلَ اللہِ قَالَ اغْتَبْتُمْ فُلَانًا

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۵۶)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں دو آدمیوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور دونوں روزہ دار تھے۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اپنا وضو اور نماز دہراؤ اور اپنے اس روزے کے بدلے کسی اور دن روزہ رکھنا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے فلاں کی غیبت کی ہے۔"

وَعَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۱۰)

ترجمہ: "حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔"

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ کَفَّارَۃِ الْغِیْبَۃِ اَنْ تَسْتَغْفِرَ لِمَنِ اغْتَبْتَہٗ تَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَہٗ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۵۸)

Marfat.com

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کے لئے استغفار کرے اور کہے اے اللہ تبارک وتعالیٰ! ہمیں اور اسے بخش دے۔"

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ جَابِرٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللهِ وَ کَیْفَ الْغِیْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَتُوْبُ اللهُ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَیَتُوْبُ فَیَغْفِرُ اللهُ لَهٗ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَةِ لَا یُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰی یَغْفِرَ هَالَهٗ صَاحِبُهٗ وَفِیْ رِوَایَةِ اَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزِّنَا یَتُوْبُ وَصَاحِبُ الْغِیْبَةِ لَیْسَ لَهٗ تَوْبَةٌ

(مشکوۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۵۷)

ترجمہ: "حضرت ابوسعید اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت زنا سے بھی سخت ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! غیبت زنا سے سخت تر کیسے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زانی اللہ عزوجل سے توبہ کرلیتا ہے تو اللہ عزوجل اسے معاف فرمادیتا ہے مگر غیبت کرنے والے کو معاف نہیں کیا جاتا جب تک وہ معاف نہ کرے جس کی غیبت کی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے زانی توبہ کرلیتا ہے مگر غیبت کرنے والی توبہ نہیں ہے۔"

Marfat.com

چوری:

چوری کی عادت بھی نہایت ہی بری عادت ہے۔ یہ عادت بھی بچوں کو عموماً بچپن میں پڑتی ہے۔ والدین کی غفلت اور اچھی تربیت سے کوتاہی کی بناء پر بچے بعض اوقات گھر سے کوئی نہ کوئی چیز چرا لیتے ہیں اور اگر بچوں کو بروقت اس بری عادت سے نہ روکا جائے تو بڑے ہو کر اس کے نتائج برے نکلتے ہیں لہٰذا والدین کا فرض ہے کہ اپنی اولاد کو ایسی بری عادت سے ہر طرح سے بچائیں لہٰذا بچوں کو ان احادیث سے آگاہ کیا جائے جن میں چوری کی مذمت کی گئی ہے۔

کسی چیز کو اس کے مالک یا صاحب تصوف کی اجازت کے بغیر چھپا کر لینے کو چوری کہا جاتا ہے۔ یہ بری حرکت ہے جو اللہ عز وجل کو ناپسند ہے۔ چوری کے گناہ اور جرم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ چور دوسرے کے مال کو اس کی اجازت کے بغیر چپکے سے اپنے تصرف میں لے آتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے ایک شخص اپنی جائز محنت سے کما کر جو مال حاصل کرتا ہے۔

دوسرا کسی جائز محنت کے بغیر بلاوجہ اس پر قبضہ کر کے پہلے کی محنت کو اکارت کر دیتا ہے۔ اگر اس کی روک تھام نہ کی جائے تو کسی کو اپنی محنت کا پھل نہ ملے۔ اس کے علاوہ اس کی ایک برائی میں بہت سی دوسری برائیاں بھی شامل ہیں۔ بلاوجہ دوسرے کے گھر میں داخل ہونا اور اس کی ملکیت کا جائزہ لینا چور کے اندر کی خباثت کو ظاہر کرتا ہے اس لئے چوری بہت ہی برا فعل ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم لوگ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے آپ ﷺ نے فرمایا عہد کرو کہ تم شرک، چوری اور بدکاری نہ کرو گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی" جو کوئی یہ عہد پورا کرے گا تو اس کی

Marfat.com

مزدوری اللہ کے ذمہ ہے اور جو ان میں سے کسی ایک کا مرتکب ہوا اور اس کی سزا اس کو دے دی گئی تو اس کے اس گناہ کا کفارہ ہو گیا اور اگر کسی نے ان میں سے کسی ایک کا ارتکاب کیا اور اللہ نے اس کو چھپا دیا تو اس کی بخشش اللہ کے ہاتھ میں ہے چاہے تو معاف کر دے چاہے سزا دے۔"

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے چور پر لعنت بھیجی اور فرمایا اللہ عزوجل چور پر لعنت کرے کہ ایک معمولی خود یا رسی چراتا ہے پھر اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

چوری کا گناہ بھی بندہ اس لئے کرتا ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے حاضر ناظر ہونے پر یقین نہیں رکھتا یا کم از کم یہ فعل کے ارتکاب کے وقت اس کا یقین ماند پڑ جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ جب بندے نہیں دیکھتے تو اللہ عزوجل بھی ہمیں نہیں دیکھتا اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب چور چوری کرتا ہے تو اس میں ایمان نہیں رہتا۔

اللہ عزوجل کے نزدیک چوری بہت بڑا جرم ہے جس کی بناء پر اللہ عزوجل نے اس کی سزا بہت شدید رکھی ہے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (المائدہ: ۳۸تا۳۹)

ترجمہ: "چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت اس کا ہاتھ کاٹ دیا کرو یہ سزا ان کے کسب کرنے کے سبب سے ہے یہ اللہ کی طرف سے اعلان ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ پھر جو شخص اپنے کئے ہوئے گناہ پر توبہ کرے تو اللہ اسی کی توبہ قبول کر لیتا ہے

Marfat.com

بے شک اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔"

اس آیت کی رو سے اسلام میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے لیکن چوری کے مال کی حد مقرر کرنے میں فقہاء کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ چوری کی چیز کی کوئی حد مقرر نہیں مگر فقہ شافعی کے مطابق چوری کے مال کی حد تین درہم ہے جبکہ فقہ حنفی کے مطابق دس درہم ہے۔

بہر کیف چوری کے معاملے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے کہ چور کو اپنے فعل سے توبہ کرنی چاہئے اور جو شخص اس گناہ کے بعد توبہ کرے اور اللہ عزوجل کی طرف جھک جائے تو اللہ عزوجل اسے معاف فرما دیتا ہے البتہ چوری کا مال مالک کو واپس لوٹانا ہوگا۔ اگر توبہ کرتے وقت چور اس حیثیت میں نہیں رہا تو اسے مال کی پوری قیمت ادا کرنی چاہئے اور مالک کو راضی کرنا چاہئے۔

چوری پکڑے جانے کی صورت میں اگرچہ چور پر حد لاگو ہوگی اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تو پھر بھی چور کو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں توبہ کرنی چاہئے تاکہ آئندہ چوری نہ کرے۔ اگر چور کو اس دنیا میں سزا نہ ملی اور نہ ہی اس نے چوری سے توبہ کی تو آخرت میں اس کو سزا ملے گی مگر دنیا میں چوری کی سزا پانے کے بعد آخرت میں سزا نہ ملے گی۔

ایک حدیث میں ہے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک چور کو پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے اقرار کیا۔ آپ ﷺ نے حکم دیا اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ جب ہاتھ کٹ گیا تو اسے آپ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا توبہ کرو۔ اس شخص نے توبہ کی تو آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری توبہ اللہ عزوجل کے ہاں قبول ہوئی۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مخزومی عورت نے چوری کی اور قریش کو فکر لاحق ہوئی اور انہوں نے کہا کہ کون ہے جو اس کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ سے سفارش کرے اور کسی میں اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ آپ ﷺ کے پاس جاتا اور اس عورت کی سفارش کرتا۔ انہوں نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو قائل کیا اور وہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے اور آپ ﷺ کے لاڈلے تھے۔

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس مخزومی عورت کی سفارش کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اسامہ (رضی اللہ عنہ)! تو اللہ عزوجل کی حدود میں سے ایک حد کے متعلق سفارش کرتا ہے اور جب امام تک حد کا مقدمہ پہنچ جائے تو پھر سفارش کرنا درست نہیں اور اس سے قبل ایسا ہی ہوتا تھا۔ پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

> "اے لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے کہ جب ان کا کوئی رئیس چوری کرتا تھا تو وہ اسے چھوڑ دیتے تھے جبکہ ان کا کوئی کمزور چوری کرتا تو اسے سزا دیتے تھے۔ اللہ عزوجل کی قسم! اگر اس کی جگہ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو میں اس کے ہاتھ کاٹ ڈالتا۔" (صحیح مسلم جلد چہارم صفحہ ۲۱۷)

بسا اوقات لوگوں سے ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں چرا لیتے ہیں اور وہ پکڑے نہیں جاتے جیسے سکول میں کوئی طالب علم کسی دوسرے طالب علم کی کوئی چیز چرا لے یا دفتر سے کوئی شخص کوئی چیز چرا کر گھر لے آئے یا کسی کارخانہ سے کوئی مزدور کوئی چیز چوری کر لے تو ان سب صورتوں میں آئندہ چوری سے توبہ کرنا ہو گی اور سابقہ فعل کی اللہ عزوجل سے معافی مانگنی ہو گی اور اگر وہ اللہ عزوجل سے اپنے جرم کی معافی

Marfat.com

نہیں مانگے گا تو آخرت میں اسے اس چوری کی سزا ضرور ملے گی اور اگر اس نے معافی مانگ لی تو اللہ عزوجل اس کا جرم معاف فرما دے گا اور وہ سزا سے بری الذمہ ہو جائے گا۔

فحش گوئی:

فحش گوئی بھی ایک برائی ہے اس لئے اولاد کو گالی گلوچ سے بچانا بھی والدین کے فرائض میں شامل ہے کیونکہ گالی دینے کی عادت بھی بچے بچیوں میں ہوش سنبھالنے پر پڑتی ہے اس لئے بچے جب ذرا ہوش سنبھال لیں تو والدین کو چاہیے انہیں سمجھائیں کہ کسی کو گالی دینا گناہ ہے اور انہیں ڈرائیں کہ اللہ عزوجل دوسروں کو گالی دینے سے ناراض ہوتا ہے اور آخرت میں بھی اس کی سزا دے گا تاکہ بچوں کے دلوں میں خوفِ الٰہی پیدا ہو اور اس طرح وہ اس بری عادت سے بچے رہیں۔ اس کے علاوہ والدین کو چاہیے اپنی اولاد کو ایسے بچوں کی صحبت سے بھی دور رکھیں جن میں گالی دینے کی عادت پہلے سے موجود ہو۔ اس طرح جب بچے بچپن میں اس بری عادت سے بچ جائیں گے تو بڑے ہو کر اچھے اخلاق کے مالک ہوں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس برائی سے بچنے کی تاکید یوں فرمائی ہے۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم حدیث ۴۶۳۲)

ترجمہ: "حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن طعنہ دینے والا، لعنت کرنے والا اور فحش گو اور بے غیرت نہیں ہوتا۔"

Marfat.com

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُہٗ کُفْرٌ

(صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۸۳)

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔"

وَعَنْ اَنَسٍ وَاَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ مَالَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ (صحیح مسلم جلد ششم صفحہ ۲۲۱)

ترجمہ: "حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو گالی گلوچ کرنے والوں میں مجرم پہل کرنے والا ہے جب تک مظلوم زیادتی نہ کرے۔"

عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسُبُّوا الدِّیْکَ فَاِنَّہٗ یُوْقِظُ لِلصَّلٰوۃِ (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: "حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔"

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا

Marfat.com

دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ
یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوةٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ
هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَ اَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا
وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ
حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ
اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ

(صحیح مسلم جلد ششم صفحہ ۲۱۸ تا ۲۱۹)

ترجمہ: "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ عرض کیا گیا ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار اور مال و متاع نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا مگر اس کو گالی دی ہو گی، اس پر تہمت لگائی ہوگی، اس کا مال کھایا ہو گا، اس کا خون بہایا ہو گا اور اس کا مارا ہو گا پس اس کی نیکیوں میں سے اسے اور اسے دے دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں سب کے حقوق پورے ہونے سے پہلے ختم ہو گئیں تو باقی لوگوں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔"

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا اِسْتَاْذَنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَهٗ فَبِئْسَ اَخُوا الْعَشِیْرَةِ فَلَمَّا

Marfat.com

جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ وَجْھِہٖ وَانْبَسَطَ اِلَیْہِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَآئِشَۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْتَ لَہٗ کَذَا وَکَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِیْ وَجْھِہٖ وَانْبَسَطْتَ اِلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَتٰی عَاھَدْتِنِیْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ مَنْ تَرَکَہُ النَّاسُ اتِّقَآءَ شَرِّہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اتِّقَآءَ فُحْشِہٖ (صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۹۷۱)

ترجمہ: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے اجازت دے دو اور یہ خاندان کا برا شخص ہے۔ جب وہ بیٹھ گیا تو حضور نبی کریم ﷺ خندہ پیشانی سے ملے اور کھل کر کلام فرمایا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تو ایسا فرمایا تھا پھر اس سے خندہ پیشانی سے بھی ملے اور کھل کر کلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے مجھے فحش گو کب سے پایا؟ بے شک قیامت میں مرتبہ کے لحاظ سے اللہ کے نزدیک برا آدمی وہ ہوگا جس کو اس کی برائی کے باعث لوگ چھوڑ دیں اور ایک روایت میں ہے اس کی فحش گوئی کے باعث چھوڑ دیں۔"

حضور نبی کریم ﷺ کے ان ارشاداتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زبان سے برے الفاظ یعنی گالی گلوچ کرنے کو فحش گوئی کہا جاتا ہے۔ فحش گوئی اچھے لوگوں کا کام

Marfat.com

نہیں ہے کیونکہ گالی گلوچ شرعاً حرام اور گناہ ہے۔ بعض لوگ اسے بے تکلفی کی دلیل سمجھتے ہیں ان کا یہ خیال غلط ہے۔ فحش گوئی سے عام طور پر لڑائی جھگڑا جنم لیتا ہے اور بعض اوقات خونریزی تک نوبت پہنچ جاتی ہے لہٰذا ایسی بری عادت کو بالکل نہ اپنائیں جو اپنے لئے اور دوسروں کے لئے نفرت پیدا کرنے کا ذریعہ بنے۔

اگر کوئی شخص فحش گوئی کرے تو اس کے جواب میں قطعاً گالی نہ دی جائے بلکہ صبر سے برداشت کر کے اسے سمجھانے کی کوشش کی جائے کیونکہ اچھے لوگوں کی یہی علامت ہے کہ جب کوئی ان سے الجھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ کسی نہ کسی طریقے سے اپنے دامن کو بچا لیتے ہیں۔ فحش گوئی ہر حال میں بری ہے کیونکہ بدزبان دین و دنیا میں اپنی فحش گوئی کی وجہ سے نیکیوں سے محروم رہتا ہے۔

وعدہ خلافی:

اولاد کو وعدہ خلافی کی بری عادت سے بچانا چاہئے کیونکہ یہ اچھے مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے کہ وہ وعدہ خلافی کریں بلکہ اچھا مسلمان وہی ہے جو وعدہ کر کے پورا کرے لہٰذا بچوں میں دورانِ تعلیم ہی یہ عادت ڈالی جائے کہ جب وہ کسی سے وعدہ کریں تو اسے پورا کریں۔ وعدہ خلافی آپس میں نفرت پیدا کرتی ہے اس لئے اس سے شدت کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ وعدہ خلافی بھی ایک طرح کا جھوٹ ہے اور گناہ میں شمار ہوتا ہے اس لئے اپنی اولاد کو اور خود کو اس سے بچانا ضروری ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ (ابراہیم:۴۷)

ترجمہ: "پس ایسا خیال نہ کریں کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ

Marfat.com

خلافی کرے گا بے شک اللہ غلبے والا ہے بدلہ لینے والا ہے۔"

وعدہ خلافی سے بچنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ حسب ذیل ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ

(جامع ترمذی جلد اول حدیث ۲۰۶۱)

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو اور نہ اس کا مذاق اڑاؤ اور نہ اس سے ایسا وعدہ کرو جس کے تم نے خلاف کرنا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں۔ اول جب وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ دوم جب وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ سوم جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ خیانت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری)

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِّوَاءٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ يُعْرَفُ بِهٖ

(صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۴۱۹)

ترجمہ: "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ہر عہد شکن کے لئے ایک جھنڈا ہوگا جس کے ذریعے اسے پہچانا جائے گا۔"

Marfat.com

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَآءٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ (صحیح بخاری جلد دوم حدیث ۴۲۰)

ترجمہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک عہد شکن کے لئے قیامت کے روز ایک جھنڈا کھڑا کیا جائے گا چنانچہ کہا جائے گا یہ فلاں بن فلاں کی وعدہ خلافی ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتا ہے میں قیامت کے دن تین آدمیوں سے جھگڑا کروں گا۔ وہ شخص جو میرے نام پر وعدہ کر کے توڑ دے۔ وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھا گیا۔ وہ شخص جس نے کسی کو اجرت پر رکھا یعنی مزدور بنایا اور اس سے پورا کام لیا مگر اس کو مزدوری نہ دی۔ (صحیح بخاری)

وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عِدَّةٍ مِّنْ اَبْنَآءِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اٰبَآئِهِمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا اَوِ انْتَقَصَهٗ اَوْ كَلَّفَهٗ فَوْقَ طَاقَتِهٖ اَوْ اَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ فَاَنَا حَجِيْجُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (سنن ابی داؤد)

ترجمہ: "صفوان بن سلیم نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعدد بیٹوں سے اور انہوں نے اپنے باپوں سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو جس

Marfat.com

نے معاہدے والے پر ظلم کیا یا عہد توڑا یا اس کی طاقت سے بڑھ
کر اسے تکلیف دی یا اس کی مرضی کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو
قیامت کے دن میں اس سے جھگڑنے والا ہوں۔"

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرے اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ نفل۔ (صحیح بخاری)

کسی شخص کو کوئی چیز تحفے کے طور پر دینا یا کسی کے ہاتھ فروخت کرنا یا صدقہ و خیرات کے طور پر دے دینا بھی ایک طرح کا وعدہ ہے کیونکہ کوئی چیز دینے یا فروخت کرنے کے بعد اسے واپس لینا درست نہیں ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے ہبہ کو واپس کرتا ہے وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے کو واپس لیتا ہے۔ (صحیح بخاری جلد اوّل حدیث ۲۴۱۸)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایک گھوڑا راہِ خدا میں سواری کے لئے دیا اور وہ جس کے پاس تھا اس نے اسے ضائع کر دیا۔ میں نے اسے خریدنے کا ارادہ کیا اور میرا خیال تھا کہ وہ اسے سستے داموں فروخت کر دے گا۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے نہ خریدو اور نہ ہی اسے صدقہ میں لوٹاؤ اگرچہ وہ تمہیں ایک درہم میں دے کیونکہ صدقہ کو واپس لینے والا قے چاٹنے والے کی طرح ہے۔ (صحیح بخاری جلد اوّل حدیث ۲۴۴۷)

Marfat.com

سگریٹ نوشی:

سگریٹ نوشی نہایت ہی بری عادت ہے۔ دین اسلام نے اسے اسراف یعنی فضول خرچی میں شمار کیا ہے لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے اور ہمارا اولین فریضہ ہے۔ اولاد میں یہ عادت اس وقت پڑ جاتی ہے جب بچہ سگریٹ پینے والوں میں اٹھتا بیٹھتا ہے یا تمباکو نوشی کرنے والے بچوں کو خواہ مخواہ اس طرف کھینچ لیتے ہیں یا ایسے نوجوان جو خود سگریٹ پیتے ہوں تو وہ اپنے سے کم عمر بچوں کو اس طرف راغب کرتے ہیں اور یوں یہ عادت بڑوں سے چھوٹے بچوں میں آجاتی ہے جو بہت بری ہے۔

سگریٹ نوشی کے بے شمار نقصانات ہیں اور اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ یہ پھیپھڑوں میں ٹی بی پیدا کرتی ہے، حافظہ کو کمزور کرتی ہے اور بھوک کو کم کرتی ہے، چہرے اور دانتوں کو زرد کرتی ہے، سانس میں تنگی پیدا کرتی ہے، اعصاب میں ہیجان پیدا کرتی ہے۔ اس طرح سگریٹ نوشی کا عرصہ بڑھتا ہے تو امراض بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ آخری عمر میں بیماریاں سگریٹ نوش کو گھیر لیتی ہیں کہ وہ دن بدن زندگی گزارنے سے لاغر نظر آنے لگتا ہے۔ وہ نہ زندہ رہنے کے قابل ہوتا ہے اور نہ ہی اسے موت آتی ہے۔

اس کے علاوہ سگریٹ نوشی مالی طور پر نقصان پہنچاتی ہے اور جن لوگوں کی آمدنی کم ہوتی ہے تو ان کے پیسے سگریٹ نوشی میں خرچ ہونے کی وجہ سے مزید کم ہو جاتے ہیں جس سے گھریلو ضروریات پوری کرنے میں پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر کسی کو سگریٹ نوشی کے لئے پیسے میسر نہ ہوں تو وہ چوری، بے ایمانی، رشوت خوری جیسی بری عادات کو اختیار کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

شریعت میں واضح طور پر حکم موجود ہے کہ جو چیز انسان کو ہلاکت اور تباہی

Marfat.com

میں ڈالے تو اس کا اختیار کرنا حرام ہے اور اس کے بارے میں فرمانِ الٰہی یہ ہے۔

وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرہ:۱۹۵)

ترجمہ: "اور اپنی جان کو ہلاکت میں مت ڈالو۔"

نیز فرمایا۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِیْمًا ۝

(النساء:۲۹)

ترجمہ: "اور اپنے آپ کو خود ختم نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر مہربان ہے۔"

یہ آیاتِ مبارکہ واضح طور پر اس جانب دلالت کرتی ہیں کہ انسان کوئی ایسا عمل اختیار نہ کرے جو اس کی ذات کے لئے نقصان دہ ہو۔ سگریٹ نوشی انسانی صحت کے لئے انتہائی نقصان پہنچانے والی ہوتی ہے اس لئے ان پر اللہ عزوجل کے انہی ارشادات کا اطلاق ہوتا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ (النساء:۲)

ترجمہ: "اور اچھے مال کے بدلے گندا مال نہ لو۔"

نیز فرمایا۔

وَیُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ

(الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ: "اور حلال کرتا ہے ان کے لئے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں۔"

Marfat.com

نیز فرمایا۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ (المائدہ:۱۰۰)

ترجمہ: "فرمادیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی لگے۔"

ایک حدیث پاک میں یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہ خود نقصان اٹھاؤ اور نہ دوسروں کو نقصان پہنچاؤ۔ (سنن ابن ماجہ)

ان احکامات سے یہ چیز بھی ثابت ہوتی ہے کہ انسان کو چاہئے کہ وہ اچھی چیز کی جانب راغب ہو اور بری چیز سے بچے۔ سگریٹ نوشی سے کئی قسم کی خباثتیں جنم لیتی ہیں اس لئے اس بری عادت سے ہر حال میں بچنا اور اولاد کو بچانا بہت ضروری ہے اور وقت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس عادت سے اولاد کو ہر ممکن طریقے سے بچایا جائے۔ اس کا حل یہ ہے کہ سگریٹ نوشی سے بچوں کو ڈرایا جائے تاکہ وہ اس کی طرف بالکل متوجہ نہ ہوں۔

جو بڑے حضرات سگریٹ نوشی کے عادی ہیں انہیں چاہئے کہ وہ اللہ عزوجل کے سامنے جانے اور پیش ہونے کا خیال کریں اور ذہن میں رکھیں کہ اللہ عزوجل حاضر و ناظر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے اور ان میں اتنا خوفِ الٰہی پیدا ہونا چاہئے جو انہیں محرمات کے استعمال کرنے سے روکے جن میں سگریٹ نوشی بھی شامل ہے۔ اسی طرح ان میں اتنی قوتِ ارادی اور عزمِ مصمم ہونا چاہئے جس کے ذریعہ وہ نفسانی خواہشات پر غلبہ پاسکیں اور ان میں اتنی عقل و سمجھ اور حکمت و تدبیر ہونی چاہئے جو انہیں اس بات پر آمادہ کرے کہ وہ ایسے سیدھے راستے پر چلیں جس میں کسی قسم کی کجی نہ

Marfat.com

ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ انسان جب ایسے ایمان سے آراستہ ہو جو اسے ممنوع چیزوں سے روکے اور ایسے ارادہ کا مالک ہو جو دوسری چیزوں پر غالب آسکے اور ایسی عقل رکھتا ہو جو اس کی رہنمائی کرے تو لامحالہ ایسا شخص کمال سے متصف ہو گا اور انتہائی پرسکون اور عمدہ زندگی گزارے گا۔

وہ بچے جو اپنے والدین و مربیوں کی غفلت کی وجہ سے سگریٹ نوشی کی گندی عادت کا شکار ہو گئے ہیں ان کے معاملہ میں غفلت بہت خطرناک ہے اور اگر ان کو اسی حال پر چھوڑ دیا گیا تو معاشرہ پر ان کا بہت برا اور خطرناک اثر پڑے گا لہذا والدین اور تربیت کرنے والوں کو چاہیے کہ اپنی اولاد کے حالات پر پوری نظر رکھیں اور ان کے چال چلن اور نشست و برخاست سے مطلع رہیں اور ان کی کجی اور انحراف کا علاج کریں تا کہ انہیں راہ راست پر لاسکیں اور سلامتی و عافیت کے کنارہ تک پہنچا دیں۔

Marfat.com

آدابِ اسلامی

اپنی اولاد کو ادب سکھانا بھی والدین کا فریضہ ہے کیونکہ ادب انسان کو زندگی بھر کام آتا ہے۔ادب سے مراد اسلامی زندگی کے طور طریقے ہیں لہٰذا بچوں کو اسلامی طریقے سے کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سفر پر جانے اور واپس آنے غرضیکہ روز مرہ میں کام آنے والے امور کے بارے میں علم ہونا چاہیے۔اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق بہت زور دیا ہے کہ بچوں کو اسلامی طور طریقے سکھاؤ۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنْ يُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهٗ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ (جامع ترمذی جلد اوّل حدیث ۲۰۱۵)

ترجمہ: ”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا اپنے بیٹے کو ادب سکھانا ایک صاع خیرات کرنے سے بہتر ہے۔“

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اپنی اولاد کو اچھا ادب سکھانا خیرات کرنے سے بہتر ہے کیونکہ اچھے آداب نیکیاں ہیں لہٰذا اولاد جب آداب سیکھ کر ان پر عمل کرے گی تو ان کی نیکیوں میں بے پناہ اضافہ ہو جائے گا اس طرح وہ آداب کی بناء پر خیرات

Marfat.com

کرنے کی نیکی سے اضافہ پا جائے گا۔ایک اور حدیث پاک یہ ہے۔

وَعَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَّلَدَهٗ مِنْ نُّحْلٍ اَفْضَلُ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ (جامع ترمذی جلد اوّل حدیث ۲۰۱۶)

ترجمہ: "ایوب بن موسیٰ اپنے والد اور جد امجد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھا ادب سکھانے سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں دیا۔"

اولاد کو اگر باپ اچھے آداب سکھائے تو یہ اس کی اولاد کے ساتھ تمام عطیوں سے بڑھ کر ہوگا لہٰذا بچوں کو شروع ہی سے دینی عادات کا عادی بنانا چاہیے اور اسے معاشرہ کے اچھے بنیادی اصول بچپن سے ہی حاصل ہو جائیں تاکہ بچہ جب عملی میدان میں قدم رکھے تو اسے یہ بات معلوم ہو کہ اس نے معاشرہ میں ایک نیک مسلمان بن کر کیسے زندگی گزارنی ہے تاکہ دوسروں کے ساتھ اس کا سلوک اچھا اور ہمدردانہ ہو۔لین دین کے معاملات میں اخوت اور ہمدردی کا جذبہ کارفرما ہو اور یوں بحیثیت مسلمان اس کا اخلاق بلند دکھائی دے گا اور اس سے اپنے اور دوسرے متاثر ہوں گے۔

معاشرے کے آداب کا بنیادی دارومدار ایمان اور تقویٰ پر ہے جس سے آپس میں اخوت، رحم دلی، ایثار، حلم اور بردباری پیدا ہوتی ہے۔جب بچے کو آداب سکھا دیئے جائیں گے تو اس سے بچے کے چال چلن، معاملات اور اخلاق کی کارکردگی بڑے عمدہ انداز میں ظاہر ہوگی۔لہٰذا بچوں کو کھانے پینے، سلام کرنے، اجازت طلب کرنے نیز مجالس میں بیٹھنے، بات چیت کرنے، کسی کی خبر گیری کرنے اور کسی کے غم میں شریک ہونے کے آداب سکھانے چاہئیں۔

Marfat.com

بالعموم والدین کی تربیت کا عکس ان کی اولاد پر مرتب ہوتا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کتنی بے مثال تربیت کی تھی۔ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام عورتوں سے بڑھ کر دانا تھیں۔ اندازِ کلام، حسن اخلاق اور وقار و متانت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے سوا کوئی ثانی نہ تھا۔

آدابِ پاکیزگی:

اسلام نے ہمیں پاکیزہ رہنے کے لئے ایک مکمل طریقہ کار دیا ہے جسے طہارت کہا جاتا ہے۔ بچے جب ذرا ہوش سنبھالیں تو انہیں اسلامی طریقے سے استنجا کرنا سکھایا جائے اور پاکیزہ رہنے کی دوسری باتوں سے آگاہ کیا جائے۔ بعض لوگ نہا تو لیتے ہیں مگر انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق نہانا نہیں آتا۔ جب تک سنت کے مطابق غسل نہیں کیا جائے گا بندہ پاک نہ ہوگا اس لئے اوائل عمر ہی سے آدابِ طہارت کو جاننا بہت ضروری ہے۔

طہارت کے چند طریقے اور آداب ذیل ہیں۔

طہارت کا پہلا ادب یہ ہے کہ سو کر اٹھنے کے بعد سب سے پہلے اپنے ہاتھ دھونے چاہئیں۔ ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے کسی برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہئے کیونکہ کیا معلوم سوتے میں ہاتھ پاک رہا کہ نہیں لہٰذا سوتے جاگتے اپنے جسم کے ہر عضو کی طہارت کا خیال رکھیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب کوئی شخص سو کر اٹھے تو جب تک تین مرتبہ ہاتھ نہ دھولے اس کو پانی کے کسی برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہئے کیونکہ سونے میں کیا معلوم اس کا ہاتھ کہاں پڑا ہے؟ (صحیح مسلم)

سونے کے بعد ہاتھ کی طہارت اس لئے بھی لازم ہے کہ پہلے ہاتھ صاف ہوگا تو

Marfat.com

اسی سے طہارت ہو سکے گی۔

رفع حاجت کے وقت جس طرح قبلہ کی طرف منہ کرنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے ایسے ہی رفع حاجت کے وقت قبلہ کی طرف پشت کرنا بھی منع ہے۔ مدینہ منورہ میں قبلہ جنوب کی جانب ہے اس لئے وہاں رفع حاجت کے لیے جنوب کی جانب منہ نہ کریں اور نہ پیٹھ چنانچہ جب اپنے مکانوں میں بیت الخلاء بنائیں تو اس امر کا خاص خیال رکھیں کہ بیت الخلاء کے پاٹ کا رخ قبلہ کی جانب نہ ہو اور اس کے ساتھ ساتھ چھوٹے بچوں کو رفع حاجت کے وقت یہ تلقین کریں کہ وہ قبلہ کی جانب نہ منہ کریں اور نہ ہی پشت۔

رفع حاجت یعنی پیشاب یا پاخانہ سے فارغ ہونے کے لئے باپردہ انتظام کا ہونا لازم ہے اس لئے رفع حاجت کسی چاردیواری کے اندر کریں تو بہتر ہے۔ گھر، مدارس، دفاتر اور دیگر مقامات پر اس مقصد کے لئے بیت الخلاء بنے ہوتے ہیں اس لئے رفع حاجت کے لئے انہیں استعمال کرنا اچھا ہے۔

اگر باہر کسی جگہ پر رفع حاجت کے لئے جائیں تو وہاں بھی آڑ تلاش کریں۔ اس مقصد کے لئے کسی فصل یا کسی پودے یا کسی دیوار وغیرہ کی آڑ مل جائے تو زیادہ مناسب ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے رفع حاجت کے لئے آڑ کی اوٹ میں جانے کی تاکید فرمائی ہے اس لئے باپردہ مقام پر رفع حاجت سے فارغ ہونا سنت ہے۔

استنجا کرتے وقت اپنے پوشیدہ مقام کو بائیں ہاتھ سے دھوئیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ بذاتِ خود کھانا کھانے اور کوئی پاک کام کرنے کے لئے دایاں ہاتھ استعمال فرمایا کرتے تھے البتہ طہارت اور گھٹیا کام کے لئے بایاں ہاتھ استعمال فرماتے۔ اگر کوئی معذوری یا مجبوری ہو تو پھر دایاں ہاتھ بھی استعمال کیا جاسکتا ہے مگر عذر ختم ہونے

Marfat.com

کے ساتھ ہی اس کا جواز بھی ختم ہو جائے گا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کھانا اور پاک کاموں کے لئے دائیں ہاتھ استعمال فرماتے البتہ استنجا اور مکروہ کام بائیں ہاتھ سے کرتے تھے۔ (مشکوۃ شریف جلد اول حدیث ۳۲۰)

قبلہ ہمارے لئے مقدس مقام ہے لہذا اس کی تعظیم و احترام کے پیش نظر رفع حاجت کے وقت اس جانب منہ نہیں کرنا چاہئے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رفع حاجت کے وقت قبلہ کی جانب منہ کرنا جنگل میں حرام ہے مگر آبادی میں نہیں کیونکہ درمیان میں دیوار حائل ہوتی ہے مگر امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے قبلہ کی جانب منہ اور پشت کرنے کی ممانعت کا حکم مطلقاً ہے اس میں جنگل اور آبادی کی کوئی تمیز نہیں لہذا سنت طریقہ یہی ہے کہ رفع حاجت کے وقت قبلہ کی جانب منہ نہ ہو۔

پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت بات کرنا، کلمہ، کلام پڑھنا، انگوٹھی یا کوئی متبرک چیز اپنے ساتھ رکھنا منع ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو اپنی انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد جلد اول حدیث ۱۹)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے وقت انگوٹھی اتار دیا کرتے تھے کیونکہ اس پر محمد رسول اللہ (ﷺ) کندہ تھا اور اس سے پتہ چلا کہ بیت الخلاء میں آپ ﷺ کا نام یا اللہ عزوجل کا نام لکھا ہوا یا قرآن مجید لے کر داخل ہونا ممنوع ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سوراخ میں پیشاب کرنے سے بھی منع فرمایا ہے کیونکہ سوراخ میں کوئی جانور ہو سکتا ہے جسے پیشاب کی وجہ سے تکلیف ہو اور ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی موذی جانور ہو جو ایک دم ڈس لے تو ایسے میں تکلیف برداشت کرنا پڑے گی

Marfat.com

جس کا ازالہ مشکل ہو گا اسی لئے انسانی حفاظت اور جانوروں کے حقوق کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے تاکید فرمائی کہ سوراخ میں کبھی پیشاب نہ کریں۔

نرم جگہ پر پیشاب کرنا سنت ہے کیونکہ نرم جگہ پر پیشاب کے چھینٹے نہیں اڑتے جس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ نے نرم جگہ پر پیشاب کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ایک زمانہ تھا زمین کچی ہوتی تھی اب جبکہ شہروں میں نرم جگہ نہیں رہی تو اس کی بجائے پختہ بیت الخلاء بن گئے جہاں پیشاب کرنے کی جگہ پختہ ہوتی ہے لہٰذا وہاں پیشاب ایسے کریں کہ اس کے چھینٹے نہ اڑیں۔

رسول اللہ ﷺ نے راستے میں پاخانہ کرنے سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور کپڑے بھی ناپاک ہوتے ہیں۔نہر، ندی، دریا، گھاٹ اور پارک کے کنارے بھی پاخانہ نہ کریں، مسجد میں یا مسجد کی چھت پر بھی پاخانہ کرنا حرام ہے بلکہ ایسا کرنے والا بہت ہی گنہگار ہو گا۔ایسے ہی قبرستان میں پاخانہ کرنا حرام ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لعنت ونفرت کی دو باتوں سے بچو۔لوگوں نے پوچھا وہ کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا راستہ اور سایہ دار درخت کے نیچے پیشاب اور پاخانہ کرنا۔

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۳۹۶)

پیشاب اور پاخانے کی طہارت کے لئے لوٹے کا استعمال سنت ہے۔لوٹا ایک ایسا برتن ہے جس سے طہارت کرنے میں آسانی اور پاکیزگی رہتی ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے تاکید فرمائی ہے کہ لوٹے سے استنجا کریں۔لوٹے کو سفر میں اپنے ساتھ لے جانا بھی سنت ہے اور بیشتر صوفیاء کا معمول رہا ہے کہ وہ اپنے ساتھ لوٹا ضرور رکھتے تھے۔لوٹا استعمال کرتے وقت لوٹے کی پاکیزگی کا بھی خیال رکھیں اسے اس طرح

Marfat.com

استعمال کریں کہ اس پر پیشاب کے چھینٹے نہ لگیں۔

اللہ عزوجل سے پناہ طلب کرنا سنت ہے۔ بیت الخلاء میں شیطان بڑے عجیب قسم کے وسوسے ڈالتا ہے اور طرح طرح کے گندے خیالات پیدا کرتا ہے لہٰذا ان سے بچنے کے لئے بیت الخلاء میں داخل ہو کر اللہ عزوجل کی پناہ میں آنے کے لئے یہ دعا پڑھنا ضروری ہے جس کی تاکید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا خود بھی پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَآئِثِ

(صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۶۱)

ترجمہ: "اے اللہ! میں خبیث جنیوں اور جنات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

سلام کہنے کے آداب:

ملاقات کے مواقع پر آپس میں ایک دوسرے کو سلام کہنا مسلمانی کی علامت ہے۔ دین اسلام میں سلام کہنے کے کچھ آداب ہیں۔ اولاد کی تربیت کرنے والوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی اولاد کو سلام کے آداب سکھائیں تاکہ بچوں کو بچپن ہی سلام کہنے کی عادت پڑ جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلۡ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ كَتَبَ رَبُّكُمۡ عَلٰى نَفۡسِهِ الرَّحۡمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنۡ عَمِلَ مِنۡكُمۡ سُوۡٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَصۡلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ۝ (الانعام: ۵۴)

Marfat.com

ترجمہ: "اور جب تمہارے پاس ایسے لوگ آیا کریں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے السلام علیکم کہا کرو۔ اللہ نے اپنی ذات پاک پر رحمت کو لازم کرلیا ہے کہ جو کوئی تم میں سے نادانی سے کوئی بری حرکت کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے تو وہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اہل ایمان کو سلام کہنا لازم ہے بلکہ سلام کہنے سے مسلمانی کا اظہار ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ایک اور مقام پر اللہ عزوجل نے سلام کہنے کی تاکید یوں فرمائی ہے۔

وَإِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ﴿٨٦﴾ (النساء:٨٦)

ترجمہ: "اور جب تم کو کوئی دعا دے تو تم اس سے بہتر کلمے سے اسے دعا دو یا انہی لفظوں سے دعا دو بے شک اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔"

تحیت سے مراد دعا دینا، سلامتی کی دعا کرنا ہے اور اس دعا کا جواب دینا بھی ضروری ہے یعنی سلام کے جواب میں واپسی سلام کہنا لازمی ہے۔

فَإِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾ (النور:٦١)

ترجمہ: "اور جب گھروں میں جایا کرو تو اپنے گھر والوں کو سلام کیا کرو یہ اللہ کی طرف سے مبارک اور پاکیزہ تحفہ ہے اس طرح اللہ اپنی آیتیں کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔"

Marfat.com

ان تمام آیاتِ مقدسہ کا مقصد یہی ہے کہ جب ایک دوسرے کے ساتھ ملاقات ہو تو اس وقت جو کلمہ منہ سے نکلے وہ امن اور سلامتی کا پیغام ہو تو اس پر سلام کا طریقہ قائم کیا گیا ہے۔

سلام کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو خندہ پیشانی سے السلام علیکم کہیں اور جواب میں دوسرا مسلمان وعلیکم السلام کہے۔ رسول اللہ ﷺ کا یہی طریقہ تھا کہ آپ ﷺ جب کسی سے ملتے تو السلام علیکم کہتے اور اگر کوئی آپ ﷺ کو سلام کہتا تو آپ ﷺ جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فرماتے۔ السلام علیکم کا مطلب یہ ہے کہ آپ اللہ کی سلامتی اور پناہ میں آجائیں یعنی ہر دکھ و درد، رنج وغم، فکرو پریشانی، اور تمام آفات و مصائب سے بچے رہو۔ لفظ سلام اللہ عزوجل کے ناموں میں سے ہے جس کے معانی امن اور سلامتی دینے والے کے ہیں پس مطلب یہ ہوا ہم ملاقات کے وقت ایک دوسرے کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آج تک آنے والے بزرگانِ دین اور علمائے کرام نے اپنے اپنے حلقہ اثر و اختیار میں سلام کرنے کا عملی طور پر تربیت دینے کا طریقہ قائم کر رکھا ہے لہٰذا والدین کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو سب سے پہلے سلام کہنے کی تربیت دیں۔

پہلے سلام کہنا:

ملاقات کے وقت سب سے پہلے سلام کرنا چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ سلام کرنے میں پہل کریں کیونکہ اس کا ثواب زیادہ ہے البتہ سلام کے لئے اِدھر اُدھر کے الفاظ استعمال نہ کیجئے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے الفاظ ''السلام علیکم'' استعمال کیجئے۔ پھر موقع ہو تو مصافحہ کیجئے، مزاج پوچھئے اور مناسب ہو تو گھر والوں کی بھی

Marfat.com

خیریت دریافت کیجئے۔سلام کرنے کے الفاظ یعنی السلام علیکم بہت جامع ہیں۔اس میں دین و دنیا کی تمام سلامتیاں اور ہر طرح کی خیر و عافیت شامل ہے۔یہ بھی خیال رکھئے کہ رسول اللہ ﷺ مصافحہ کرتے وقت اپنا ہاتھ فوراً چھڑانے کی کوشش نہ کرتے تھے بلکہ انتظار فرماتے تھے کہ دوسرا شخص خود ہی ہاتھ چھوڑ دے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک شخص، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا السلام علیکم! آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا تو وہ بیٹھ گئے۔آپ ﷺ نے فرمایا دس (نیکیاں) مل گئیں۔پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔آپ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ بھی بیٹھ گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا بیس (نیکیاں) مل گئیں۔پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔آپ ﷺ نے اس کے بھی سلام کا جواب دیا اور وہ شخص بھی بیٹھ گیا۔آپ ﷺ نے فرمایا تیس (نیکیاں) مل گئیں۔

(سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۷۵۴)

کون کسے سلام کرے؟:

اسلام میں اخلاقی لحاظ سے سلام کرنے کا ضابطہ یہ ہے کہ ہر چھوٹا بڑے کو سلام کہے۔جو پیدل ہو وہ بیٹھے کو سلام کہے اور جو سواری پر ہو وہ پیدل چلنے والے کو اور بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور کم آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔اولاد اپنے والدین کو سلام کرے۔شاگرد اپنے استاد کو سلام کرے۔مقتدی اپنے امام کو سلام کرنے میں پہل کرے۔قوم کا رہنما اپنی قوم کو پہلے سلام کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور کم آدمی زیادہ آدمیوں کو

Marfat.com

سلام کریں۔ (صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۱۱۶۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے آدمی بہت سے آدمیوں کو سلام کریں۔ (صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۱۱۶۴)

چھوٹے بچوں کو سلام:

سلام کرنے کا ایک ضابطہ یہ ہے کہ چھوٹے بچے بڑوں کو سلام کریں۔ اس کے علاوہ اگر بچے کہیں بیٹھے ہوں تو بڑا بھی انہیں سلام کہہ دے کیونکہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے بلکہ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ادا ہو جاتی ہے اور یہ بچوں کو سلام کا طریقہ سکھانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

اگر سکول کی جماعت میں بچے بیٹھے ہوں یا کسی درس میں بچے بیٹھے پڑھ رہے ہوں تو اگر کوئی بڑا آجائے تو اسے چاہئے کہ بچوں کی اس جماعت کو سلام کہہ دے۔ ایسے ہی بچے گھر میں ہوں تو کوئی بڑا آدمی، باپ یا بھائی یا ماں وغیرہ باہر سے آئے تو ان بچوں کو سلام کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس طرح بچے سلام کرنے کا طریقہ سیکھ جائیں گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لڑکوں کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا۔ (صحیح بخاری جلد سوم حدیث ۱۱۷۸)

گھر والوں کو سلام کرنا چاہئے:

اپنے گھر میں داخل ہو کر گھر والوں کو سلام کہنا چاہئے کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے سلام کہتے۔ اس طرح

Marfat.com

جب کسی دوسرے کے گھر بھی داخل ہوں تو داخل ہوتے وقت سلام کہیں۔ اگر پہلے کہیں تو زیادہ بہتر ہے۔ سلام ذرا اونچی آواز سے کہیں تاکہ جسے سلام کیا جائے وہ سن لے۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین اشخاص کا ضامن اللہ عزوجل بن جاتا ہے۔ اگر وہ زندہ رہیں تو اللہ عزوجل ان کے لئے کافی ہے اور اگر مر جائیں تو سیدھے جنت میں جائیں گے۔ اول وہ جو ہمیشہ سلام کہہ کر گھر میں داخل ہو۔ دوم وہ جو پانچوں وقت مسجد میں جاتا ہو۔ سوم وہ جو جہاد کے وقت جہاد میں شامل ہو جاتا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف جلد اول حدیث ۹۷۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اپنے اہل وعیال کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کرو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا! جب تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ تو سلام کرو اس سے تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت نازل ہو گی۔ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۵۹۴)

واپس آکر سلام کہنا:

آپ کسی مقام یا مجلس میں بیٹھے ہوں اور تھوڑی دیر کے لئے وہاں سے اٹھ کر کسی کام کے لئے جائیں تو جب دوبارہ واپس آئیں تو سلام کہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور پھر چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے اس لئے کہ پہلی مرتبہ کا سلام کرنا دوسرا سلام کرنے سے بہتر نہیں ہے۔ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۶۰۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو چاہئے کہ اسے سلام کرے۔ پھر اگر دونوں کے درمیان کوئی درخت یا دیوار یا پتھر حائل ہو اور ملنا مشکل ہو تو پھر سلام کرے۔

(سنن ابی داؤد جلد سوم حدیث ۱۷۵۹)

سلام کے لئے غیر مسلموں کا طریقہ اختیار کرنے کی ممانعت:

غیر مسلم قوموں میں بھی ملاقات کے وقت سلام کا کوئی نہ کوئی طریقہ ہے جیسے عیسائی اور یہودی صبح بخیر اور شب بخیر وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو ایسے طریقے اختیار کرنا اسلام میں منع ہیں۔

عمرو بن شعیب نے اپنے باپ اور دادا سے روایت بیان کی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ ہماری جماعت میں سے نہیں جس نے دوسری قوموں کی مشابہت کی، یہود و نصاریٰ کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔ یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارہ سے ہوتا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارہ سے۔ (جامع ترمذی جلد دوم حدیث ۵۹۱)

کھانے کے آداب:

والدین اپنے بچوں کو کھانے کے آداب بتائیں اور خود بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق کھانا کھانے کی پابندی کریں اس لیے کہ اگر اسلامی تعلیمات کے مطابق کھانا نہیں کھائیں گے تو کھانا صحت کے لئے مضر ثابت ہو سکتا ہے۔

روحانی و جسمانی اطمینان بھی حاصل نہیں ہوگا اگر اسلامی تعلیمات کے مطابق کھانا کھایا۔ تو صحت کے لئے مفید اور اطمینان قلبی کے لئے بہتری کا مینار ثابت ہوگا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب کوئی شخص اپنے گھر آئے اور گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا

Marfat.com

کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ نہ تمہیں رہائش ملے گی اور نہ کھانا جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے تمہیں رہائش مل گئی اور جب وہ شخص کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے تمہیں رہائش و خوراک مل گئی۔ (مسلم شریف ج: دوم ص: ۱۷۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب کوئی شخص کھانا کھانے لگے تو اسے دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیے اور جب کچھ پیئے تو دائیں ہاتھ سے پینا چاہیے کیوں کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے۔ (مسلم شریف، ج، دوم ص: ۱۷۲)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشکیزہ سے منہ لگا کر پینے سے منع کیا ہے۔ (مسلم شریف۔ ج دوم ص: ۱۷۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے ڈانٹا ہے۔ (مسلم شریف ج دوم ص: ۱۷۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آبِ زمزم پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی طلب کیا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی طلب کیا تھا تو اس وقت بیت اللہ کے پاس موجود تھے۔ (مسلم شریف، جلد دوم ص ۱۷۴)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن میں سانس لینے سے منع کیا ہے۔ (مسلم شریف ج: دوم ص: ۱۷۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پینے کے دوران تین

Marfat.com

مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے۔ اس سے سیری حاصل ہو جاتی ہے پیاس ختم ہوتی ہے۔ اور کھانا ہضم ہوتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتا تھا۔ (مسلم شریف ج: دوم ص: ۱۷۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پینے کے لئے کچھ طلب کیا ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بکری کا دودھ دوہ لیا اور اس میں اپنے گھر کے کنوئیں کا پانی ملا دیا۔ میں نے وہ مشروب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے نوش کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں طرف اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے۔ اور ایک دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پی کر فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یہ ہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف مبذول کروانا چاہتے تھے۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باقی ماندہ مشروب پہلے دیہاتی کو دیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں دیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا دائیں والوں کا حق پہلے ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یہی سنت ہے، یہی سنت ہے۔ (مسلم شریف، ج: دوم صفحہ ۱۷۴)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین انگلیوں سے کھایا کرتے تھے اور اپنے ہاتھ مبارک کو پونچھنے سے پہلے چاٹ لیا کرتے تھے۔

(مسلم شریف۔ جلد دوم، ص: ۱۷۵)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں جب کسی شخص کا لقمہ گر جائے تو اُسے اٹھائے اور اس پر لگی ہوئی گندگی کو صاف کر کے اسے کھا لے

Marfat.com

اور اُسے شیطان کے لئے نہ چھوڑے اور اپنی انگلیاں چاٹنے سے پہلے انہیں رومال سے نہ پونچھے کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کہ کھانے کے کون سے ذرات میں برکت ہے۔ (مسلم شریف، ج دوم، ص: ۱۷۵)

تحقیق سے یہ کہا گیا ہے کہ کھانے کے حوالے سے لوگوں کے مختلف طبقات ہیں۔ ایک طبقہ تو وہ ہے کہ جب بھی کھانے کی چیز مل جاتی ہے خواہ کھانے کی ضرورت ہو یا نہ ہو وہ ہر وقت کھاتے ہیں۔ یہ اہل جہالت و اہل غفلت کا شیوہ ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی طبائع جانوروں کی جیسی ہیں۔ (امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی شعب الایمان ج: ۵، ص: ۳۸)

دوسرا طبقہ وہ ہے جو اس وقت کھاتے ہیں جب بھوک لگتی ہے۔ جب بھوک رفع ہو جاتی ہے وہ کھانے سے رک جاتے ہیں یہ عادت میانہ روی کرنے والوں کی ہے۔ لوگوں میں سے اور ان لوگوں کی ہے۔ جو شمائل و اخلاق میں ایک دوسرے سے تمسک کرتے ہیں۔

تیسرے طبقہ وہ ہے جو زبردستی بھوکے رہتے ہیں اور بھوکا رہنا پسند کرتے ہیں۔ نفسوں کی خواہشات کا قلع قمع کرتے ہیں لہٰذا وہ لوگ صرف ضرورت (زندگی کے لیے) کے وقت ہی کھاتے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ بالکل نہیں کھاتے بس اتنا کھاتے ہیں جس سے بھوک کی تیزی اور زور ٹوٹ جائے۔ اور یہ بات نیک لوگوں کی عادات میں سے ہے۔ اور نیک اور پرہیزگار لوگوں کی سیرت میں سے ہے۔

کھانے کے آداب و سنن یہ ہیں۔

۱: کھانے سے پہلے اور

۲: بعد میں ہاتھ دھونا۔

۳: کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر پونچھے نہ جائیں اور

Marfat.com

۴: کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر رومال یا تولیہ سے پونچھ لیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے۔

اول:۔ سنت یہ ہے کہ قبل طعام اور بعد طعام دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے جائیں۔ بعض لوگ صرف ایک ہاتھ یا فقط انگلیاں دھو لیتے ہیں بلکہ صرف چٹکی دھونے پر کفالت کر لیتے ہیں اس سے سنت ادا نہیں ہوتی۔

دوم: مستحب یہ ہے کہ ہاتھ دھوتے وقت خود اپنے ہاتھ پانی میں ڈالے۔ دوسرے سے اس میں مدد نہ لے یعنی اس کا وہی حکم ہے جو وضو کا ہے۔

۵۔ کھانے کے بعد اچھی طرح ہاتھ دھوئیں کہ کھانے کا اثر باقی نہ رہے بھوسی یا آٹے یا بیسن سے ہاتھ دھونے میں کوئی حرج نہیں اس زمانے میں صابون سے ہاتھ دھونے کا رواج ہے۔ اس میں بھی حرج نہیں۔ کھانے کے لئے منہ دھونا سنت نہیں یعنی اگر کسی نے نہ دھویا۔ تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے سنت ترک کر دی۔ ہاں جنب نے اگر منہ نہ دھویا تو مکروہ ہے اور حیض والی کا بغیر دھوئے کھانا مکروہ نہیں۔

۶: کھانے سے قبل جوانوں کے ہاتھ دھلائے جائیں اور کھانے کے بعد پہلے بوڑھوں کے ہاتھ دھلائے جائیں اور اس کے بعد جوانوں کے۔

۷:۔ یہی حکم علما و مشائخ کا ہے کہ کھانے سے قبل ان کے ہاتھ آخر میں دھلائیں جائیں اور کھانے کے بعد ان کے پہلے دھلائے جائیں۔

۸: کھانا بِسْمِ اللہِ پڑھ شروع کیا جائے اور

۹: ختم کر کے اَلْحَمْدُ لِلّٰه پڑھیں۔ اگر بِسْمِ اللہِ کہنا بھول گیا ہے تو جب یاد آجائے یہ کہ بِسْمِ اللہِ فِی اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ۔

Marfat.com

۱۰: بِسْمِ اللهِ بلند آواز سے کہے کہ ساتھ والوں کو اگر یاد نہ ہو تو ان سے سن کر انہیں یاد آجائے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آہستہ کہے مگر جب سب لوگ فارغ ہو چکے ہوں تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بھی زور سے پڑھے کہ دوسرے لوگ سن کر شکر بجالائیں۔

۱۱: روٹی پر کوئی چیز نہ رکھی جائے بعض لوگ سالن کا پیالہ یا چٹنی کی پیالی یا نمک دانی رکھ دیتے ہیں ایسا نہ کرنا چاہئے نمک اگر کاغذ پر ہے تو اسے روٹی پر رکھ سکتے ہیں۔

۱۲: ہاتھ یا چھری کو روٹی سے نہ پونچھیں۔

۱۳: تکیہ لگا کر یا

۱۴: ننگے سر کھانا ادب کے خلاف ہے۔

۱۵: بائیں ہاتھ کو زمین پر ٹیک دے کر کھانا بھی مکروہ ہے۔

۱۶: روٹی کا کنارہ توڑ کر ڈال دینا اور بیچ کی کھالینا اسراف ہے۔ بلکہ پوری روٹی کھائے، ہاں اگر کنارے کچے رہ گئے ہوں اس کے کھانے سے ضرر ہوگا تو توڑ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر معلوم ہے کہ یہ ٹوٹے ہوئے دوسرے لوگ کھالیں گے ضائع نہ ہوں تو توڑنے میں کوئی حرج نہیں یہی حکم اس کا بھی ہے کہ روٹی میں جو حصہ پھولا ہوا ہے اُسے کھالیتا ہے باقی کو چھوڑ دیتا ہے۔

۱۷: روٹی جب دسترخوان پر آگئی تو کھانا شروع کر دے۔ سالن کا انتظار نہ کرے اسی لیے عموماً دسترخوان پر روٹی عموماً بعد میں لاتے ہیں۔ تاکہ روٹی کے بعد انتظار نہ کرنا پڑے۔

۱۸: داہنے ہاتھ سے کھانا کھائے۔

۱۹: ہاتھ سے لقمہ چھوٹ کر دسترخوان پر گر گیا تو اسے چھوڑ دینا اسراف ہے بلکہ

Marfat.com

پہلے اس کو اٹھا کر کھائے۔

۲۰: رکابی یا پیالے کے بیچ میں سے ابتداًء نہ کھائے بلکہ ایک کنارے سے کھائے اور

۲۱: جو کنارہ اس کے قریب ہے وہاں سے کھائے۔

۲۲: جب کھانا ایک قسم کا ہو۔ تو ایک جگہ سے کھائے۔ ہر طرف سے ہاتھ نہ مارے ہاں اگر طباق میں مختلف چیزیں لا کر رکھی گئیں، ادھر اُدھر سے کھانے کی اجازت ہے کہ یہ ایک نہیں۔

۲۳: کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھا دے اور داہنا کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھے۔

۲۴: گرم کھانا نہ کھائے اور

۲۵: نہ کھانے پر پھونکے۔

۲۶: نہ کھانے کو سونگھے۔

۲۷: کھانے کے وقت باتیں کرتا جائے۔ چپ رہنا مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ مگر بیہودہ باتیں نہ بکے بلکہ اچھی باتیں کرے۔

۲۸: کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے ان میں سے جھوٹا نہ لگا رہنے دے اور

۲۹: برتن کو انگلیوں سے پونچھ کر چاٹ لے، حدیث میں ہے، کھانے کے بعد جو شخص برتن کو چاٹتا ہے تو وہ برتن اس کے لیئے دعا کرتا ہے کہتا ہے کہ اللہ عزوجل تمہیں جہنم کی آگ سے آزاد کرے۔ جس طرح تو مجھے شیطان سے آزاد کیا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ "برتن اس کے لئے استغفار کرتا ہے۔"

۳۰: کھانے کی ابتدا نمک سے کی جائے اور

Marfat.com

۳۱: ختم بھی اسی پر کریں اس سے ستر بیماریاں رفع ہوجاتی ہیں۔راستہ و بازار میں کھانا مکروہ ہے۔دستر خوان پر اگر روٹی کے ٹکرے جمع ہو گئے اگر کھانا ہے تو کھالے۔ورنہ مرغی، گائے، بکری وغیرہ کو کھلادے یا کہیں احتیاط کی جگہ پر رکھ دیں کہ چیونٹیاں یا چڑیاں کھالیں گی، راستہ پر نہ پھینکیں۔

(بہار شریعت جلد سوم،ص:۳۷۶)

اگر کسی دعوت میں عمدہ اور لذیذ کھانے کھائے تو کھانا شروع کرنے سے پہلے بِسْمِ اللہِ وَعَلٰی بَرَکَتِ اللہِ پڑھے یعنی اللہ کے نام کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی برکت کے پر ہم یہ کھانا کھاتے ہیں۔(حصن حصین صفحہ ۱۸۳)

جب کھانا کھانے بیٹھے تو یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ

ترجمہ: "اے اللہ تو اس کھانے میں برکت عطا فرما اور اس میں بہتر کھانا کھلا۔"

اگر دودھ ہو تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ.

ترجمہ: "اے اللہ تو اس دودھ میں برکت فرما اور اس میں سے زیادہ عطا فرما۔"

کھانا کھانے کے بعد یہ دُعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

ترجمہ: "شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔" (حصن حصین صفحہ ۱۸۵)

Marfat.com

کتنے ہی آدمی ہیں جو اپنے بیٹے گوشہ جگر کی تربیت میں زبردست کوتاہی اور شہوت میں اس کی مدد کر کے اسے دنیا و آخرت میں بدبخت بنا دیتے ہیں اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ اس کی عزت کر رہا ہے۔ حالانکہ وہ اس کی توہین کر رہا ہوتا ہے، وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ اس پر رحم کھا رہا ہے۔ حالانکہ اس پر ظلم کر رہا ہوتا ہے اپنے بچے سے نفع کو دنیا میں کھو دیتا ہے۔ اور دنیا و آخرت میں اس کا حصہ ختم کر بیٹھتا ہے اگر آپ اولاد میں خرابی کو جانچنا شروع کریں تو آپ دیکھیں گے کہ اکثر والدین کی وجہ سے ہوتا ہے۔

پانی پینے کے آداب

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝

(سورۃ ص آیت ۴۲۔پ: ۲۳۔ع: ۱۳)

ترجمہ: ”ہم نے فرمایا زمین پر اپنا پاؤں مار یہ ہے ٹھنڈا چشمہ نہانے اور پینے کو۔“

حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ بیان کرتے ہیں اپنے والد سے اُنہوں نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب کوئی تم میں سے کچھ رہا ہو تو برتن کے اندر (پینے میں) سانس نہ لے اور جب کوئی تم میں سے پیشاب کرے تو داہنا ہاتھ ذکر پر نہ پھیرے اور جب استنجا کرے تو داہنے ہاتھ سے نہ کرے۔

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۴۱)

حدیث مبارکہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے ڈانٹا ہے۔ (مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۱۷۳)

Marfat.com

حضرت ثمامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ برتن میں (پیتے وقت) دو بار یا تین بار سانس لیتے اور کہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین سانسوں میں پیتے۔ (بخاری شریف ج ۲ صفحہ ۸۴۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آب زم زم پیش کیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کھڑے ہو کر پیا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی طلب کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت بیت اللہ کے پاس موجود تھے۔

(مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۱۷۴)

اول: پانی بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ سے پیئے اور تین سانس میں پیئے ہر مرتبہ برتن کو منہ سے ہٹا کر سانس لے پہلی اور دوسری مرتبہ ایک ایک گھونٹ پیئے اور تیسری سانس میں جتنا چاہے پی ڈالے اس طرح پینے سے پیاس بجھ جاتی ہے اور پانی کو چوس کر پیئے، غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئے جب پی چکے اَلْحَمْدُ لِلّٰه کہے۔ اس زمانے میں بعض لوگ بائیں ہاتھ میں کٹورا یا گلاس لے کر پانی پیتے ہیں۔

خصوصاً کھانے کے وقت داہنے ہاتھ سے خلاف تہذیب جانتے ہیں۔ ان کی یہ تہذیب، تہذیب نصاریٰ ہے اسلامی تہذیب داہنے سے پینا ہے۔ آج کل ایک تہذیب یہ بھی ہے کہ گلاس میں پینے کے بعد جو پانی بچا اسے پھینک دیتے ہیں کہ اب وہ پانی جھوٹا ہو گیا۔ دوسرے کو نہیں پلایا جائے گا۔ یہ ہندوؤں سے سیکھا ہے اسلام میں چھوت چھات نہیں۔ مسلمان کے جھوٹے سے بچنے کے کوئی معنی نہیں۔ اور اس علت سے پانی کو پھینکنا اسراف ہے۔

دوم: مشک کے دہانے میں منہ لگا کر پانی پینا مکروہ ہے۔ کیا معلوم کوئی (۱) مضر چیز اس کے حلق میں چلی جائے۔ (۲) عالمگیری اسی طرح لوٹے کی ٹونٹی

Marfat.com

سے پانی پینا مگر جب کہ لوٹے کو دیکھ لیا ہو کہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے صراحی میں منہ لگا کر پانی پینے کا بھی یہی حکم ہے۔

سوم: سبیل کا پانی مالدار شخص بھی پی سکتا ہے مگر وہاں سے پانی کوئی شخص گھر نہیں لے جا سکتا۔ کیوں کہ وہاں پینے کے لئے پانی رکھا گیا ہے نہ کہ گھر لے جانے کے لیے۔ ہاں اگر سبیل لگانے والے کی طرف سے اس کی اجازت ہو تو لے جا سکتا ہے۔(۳) عالمگیری۔ جاڑوں (۴) میں اکثر جگہ مسجد کے سقایہ میں پانی گرم کیا جاتا ہے تاکہ مسجدوں میں جو نمازی آئیں اس سے وضو یا غسل کریں۔ یہ پانی بھی وہی استعمال کیا جا سکتا ہے گھر لے جانے کی اجازت نہیں، اسی طرح مسجد کے لوٹوں کو بھی وہیں استعمال کر سکتے ہیں۔ گھر نہیں جا سکتے بعض لوگ تازہ پانی بھر کر مسجد کے لوٹوں میں گھر لے جاتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔

چہارم: لوٹوں میں وضو کا پانی بچا ہوا ہوتا ہے اسے بعض لوگ پھینک دیتے ہیں یہ ناجائز اور اسراف ہے۔

پنجم: وضو کا پانی اور آبِ زم زم کو کھڑے ہو کر پینا چاہئے باقی دوسرے پانی کو بیٹھ کر۔ (بہار شریعت ج ۳ صفحہ ۳۸۳)

مصافحہ و معانقہ:

مصافحہ کا عمل سب سے پہلے اہل یمن نے شروع کیا۔ مصافحہ معدت و محبت میں اضافہ کا باعث ہے۔ علاوہ ازیں اس میں اکرام مسلم بھی ہے۔ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے۔ مصافحہ ایک ہاتھ سے تو غیر مسنون ہے ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت و مجرب ہے۔ اور معانقہ کہتے ہیں ایک دوسرے کو سینے لگانا۔ (مرقاۃ)

Marfat.com

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ملاقات کے لئے مصافحہ تھا۔ انہوں نے کہا جی ہاں۔

جو بھی دو شخص محض اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہوں۔ ان میں سے ایک اپنے دوسرے ساتھی کا استقبال کرتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ وہ جدا نہیں ہوتے پائے۔ حتیٰ کہ ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ (کنز العمال ج ۹ صفحہ ۸۲)

جناب ایوب بن بشیر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ عنزہ کے ایک شخص سے روایت کی ہے۔ جس نے بیان کیا کہ میں نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے ساتھ مصافحہ کرتے تھے۔ جب آپ کی ملاقات ہوتی تو وہ کہنے لگے، میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب بھی ملا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے مصافحہ فرمایا اور ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف پیغام بھیجا، جب کہ میں اپنے گھر میں موجود نہ تھا۔ جب میں واپس لوٹا تو مجھے اطلاع ملی تو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے گلے لگا لیا اور یہ گلے لگانا کیا ہی خوب تھا۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ صفحہ نمبر ۷۶۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی آدمی سے مصافحہ کرتے تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے اس وقت تک علیحدہ نہ کرتے جب تک کہ وہی شخص اپنا ہاتھ علیحدہ نہ کر لیتا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا چہرہ انور اس کے چہرہ سے نہیں ہٹاتے تھے۔ جب تک کہ وہی شخص اپنا چہرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کے سامنے سے نہ ہٹا لیتا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی (مجلس میں) اپنے ہم نشین کے آگے گھٹنے نکال کر

Marfat.com

بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ آدابِ مجلس کا لحاظ کرتے ہوئے کبھی کسی کے سامنے پاؤں پھیلا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱۰ صفحہ نمبر ۷۷۲)

جمائی و چھینک:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتے ہیں۔ اور اسے جمائی ناپسند ہے۔ پس جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے اور وہ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اس کی چھینک اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سننے والے کو یَرْحَمُكَ اللّٰہُ سے اس چھینک کا جواب دینا چاہیے۔ رہی جمائی تو یہ شیطانی اثرات کی وجہ سے ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی جمائی کا شکار ہو تو اسے حتیٰ الامکان اس جمائی کو روکنا چاہیے۔ اس لیے کہ جب کوئی شخص جمائی لیتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔ (بخاری، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۸ صفحہ نمبر ۸۱۰)

اور مسلم کی روایت میں یہ ہے کہ جب وہ جمائی کے دوران ہا۔۔۔ کی آواز نکالتا ہے۔ تو اس پر شیطان ہنستا ہے۔ اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تو چاہے کہ حتیٰ الامکان اس جمائی کو روکے، کیونکہ جب تم میں سے کوئی شخص ہا۔۔۔ کہتا ہے یعنی جمائی لیتا ہے تو اس پر شیطان ہنستا ہے۔

Marfat.com

لاڈلا بیٹا

مولانا الطاف حسین حالی

لاڈلا بیٹا تھا اِک ماں باپ کا
جان ماں کی، اور ایماں باپ کا

دیکھ اُسے ہوتے تھے دونوں باغ باغ
تھا وہی لے دے کر اس گھر کا چراغ

بال بیکا، اُس کا ہوتا تھا اگر
دل کو رہ جاتے تھے دونوں تھام کر

ہر طرح اُس کی رضا مقصود تھی
جان تک اُس کے لیے موجود تھی

وقف تھی سب اُس پہ دولت اور مال
پڑ نہ تھا تعلیم کا اُس کی خیال

Marfat.com

روک ٹوک اُس کی کسی نے کی نہ تھی
باپ نے جھڑکی تک اُس کو دی نہ تھی

گھور سے واقف نہ تھا اُستاد کی
شکل دیکھی ہی نہ تھی، جلاد کی

راہ سے مکتب کی، کتراتا تھا وہ
نام سے پڑھنے کے، گھبراتا تھا وہ

لکھنے پڑھنے کی نہ تھی ترغیب کچھ
گوشمالی تھی، نہ تھی تادیب کچھ

تربیت کے بدلے لاڈ اور پیار تھا
لہو و بازی میں سدا سرشار تھا

کھیل میں کرتا تھا برباد، آپ کو
اور کچھ پروا، نہ تھی ماں باپ کو

جانتے تھے، گھر میں ہے دولت بہت
لکھنے پڑھنے کی نہیں حاجت بہت

Marfat.com

نوکری کرنی نہیں اِس کو تلاش
ہے اسی کے واسطے ساری معاش

گو، بچے بے علم اور نادان یہ
پر کسی صورت چڑھے پروان یہ

پیروی کی، اِک خیالِ خام کی
فکر دونوں نے نہ کی، انجام کی

جب ہوا، وہ ناز پروردہ، جواں
رنگ لائیں اُن کی بے پروائیاں

آپڑا اُس کا وہی آخر کو رنگ
لاڈلے بیٹوں کا جو ہوتا ہے ڈھنگ

سامنا ماں باپ کا، کرنے لگا
ہمسری کا اُن کی، دم بھرنے لگا

دِل پہ قابو، زینہار اُس کو نہ تھا
اور زباں پہ اختیار اُس کو نہ تھا

Marfat.com

اصل میں کچھ بد نہ تھی اس کی سرشت
کر دیے تھے جہل نے اطوار زشت

جب گئی حالت بگڑ حد سے سوا
آ گیا دم خاک میں ماں باپ کا

باپ نے اِک روز گھر میں بیٹھ کر
یوں کہا بیٹے سے "اے جانِ پدر"

یاد ہیں وہ دن بھی تم کو یا نہیں؟
جبکہ یہ رعنائیاں تم میں نہ تھیں

جب خبر اپنی نہ تھی کچھ آپ کو
جانتے تھے تم نہ ماں اور باپ کو

ہاتھ اور بازو، یہ سب بیکار تھے
سخت بے بس تھے تم، اور لاچار تھے

کھا لیا، جو کچھ دیا تم کو کھلا
پی لیا جو کچھ دیا تم کو پلا

Marfat.com

سب کو رو کر جگاتے تھے، مگر
اپنے رونے کی نہ تھی تم کو خبر

بھوکے پیاسے، اگر ہوتے تھے تم
کچھ نہ کہتے تھے، مگر روتے تھے تم

ہم سمجھ لیتے لیکن، مدعا
بھوک کا رونا ہے، یا ہے پیاس کا

ہو چکی جب رسم بسم اللہ کی
رائے تھی اس وقت ایک ایک کی یہی

تم کو مکتب میں بٹھانا چاہیئے
پڑھنے لکھنے پر لگانا چاہیئے

ایک دو بار، امتحاں کے طور پر
تم کو مکتب میں جو دیکھا بھیج کر

سارے دن بیکل تمہاری ماں رہی
اور پڑی تم میں ہماری جاں رہی

Marfat.com

جلد مکتب سے اُٹھا ہم نے لیا
آپ کے دل میں نہ میل آنے دیا

تم نے جو چاہا، کھلایا وہ تمہیں
تم نے جو مانگا، پہنایا وہ تمہیں

عرض کی بیٹے نے، ارشاد آپ کا
قبلہ عالم! سراسر ہے بجا

آپ کی اور والدہ کی شفقتیں
آخری دم تک نہ بھولیں گی ہمیں

یاد ہیں سب ہم کو احساں آپ کے
کچھ اُمیدیں تھیں، کچھ ارماں آپ کے

گو، ہوئی تھی باپ کو خفت کمال
پر، یہ دیکھا اُس نے جب بیٹے کا حال

جلد قدموں پہ سے سر اُس کا اٹھا
اپنی چھاتی سے لیا اُس کو لگا

Marfat.com

کتابیات

☆ قرآنِ مجید

☆ بخاری شریف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری

☆ مسلم شریف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از: امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری

☆ سنن ابن ماجہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از: امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ

☆ موطا امام مالک۔۔۔۔۔۔۔از: امام مالک بن انس اصبحی

☆ مشکوٰۃ المصابیح۔۔۔۔۔۔۔از: امام ولی الدین تبریزی

☆ موطا امام محمد۔۔۔۔۔۔۔از: امام محمد بن حسن شیبانی

☆ کتاب الآثار۔۔۔۔۔۔۔از: امام محمد بن حسن شیبانی

☆ الادب المفرد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

از: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری

☆ سنن ابوداؤد۔۔۔۔۔۔۔از: امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی

Marfat.com

- ☆ ریاض الصالحین ۔۔۔۔۔۔۔از: امام محی الدین یحییٰ بن نووی شافعی
- ☆ سنن ترمذی ۔۔۔۔۔۔۔از: امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
- ☆ سنن دارقطنی ۔۔۔۔۔۔۔از: امام علی بن عمر دارقطنی
- ☆ سنن کبریٰ ۔۔۔۔۔۔۔از: امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی
- ☆ مجمع الزوائد ۔۔۔۔۔۔۔از: حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی
- ☆ حقوقِ اولاد ۔۔۔۔۔۔۔از: علامہ عالم فقری
- ☆ اولاد کی تربیت کیسے کریں؟ ۔۔۔۔۔۔۔
- ☆ اسلام اور حقوقِ انسانیت ۔۔۔۔۔۔۔از: محمد اقبال کھرل
- ☆ اسلام میں انسانی حقوق
- ☆ حقوق وفرائض ۔۔۔۔۔۔۔از: محمد حنیف شاہد
- ☆ جمع الجوامع ۔۔۔۔۔۔۔از: حافظ جلال الدین سیوطی
- ☆ الخصائص الکبریٰ ۔۔۔۔۔۔۔از: حافظ جلال الدین سیوطی
- ☆ زادالمسلم ۔۔۔۔۔۔۔از: امام شنقیطی
- ☆ کنزالعمال ۔۔۔۔۔۔۔از: علامہ علی متقی بن حسام الدین
- ☆ جامع البیان ۔۔۔۔۔۔۔از: امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری
- ☆ فتح الباری ۔۔۔۔۔۔۔از: حافظ شہاب الدین احمد بن علی حجر عسقلانی
- ☆ تنبیہ الغافلین
- ☆ مواہب لدنیہ
- ☆ بہارِ شریعت
- ☆ مسند امام احمد

Marfat.com

☆ سنن بیہقی

☆ کنز العمال

☆ اسد الغابہ

☆ شرح معجم الصغیر

☆ الترغیب والترہیب

☆ شعب الایمان

☆ ابن کثیر

☆ حلیۃ الاولیاء

☆ سعدی شیرازی گلستان

☆ اسرار الاولیاء

☆ عین الہدایہ اُردو شرح ہدایہ

☆ نور الہدایہ ترجمہ شرح وقایہ

☆ درِ مختار

☆ فتاویٰ عالمگیری

☆ شرح السنۃ

☆ اولاد کی تربیت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)۔۔۔۔۔۔۔از: احمد خلیل جمعہ

☆ اسلامی آداب۔۔۔۔۔۔۔از: مولانا اشرف علی تھانوی

☆ شریعت کے مقرر کردہ فطری حقوق۔۔۔۔۔۔از: شیخ محمد بن صالح العثیمین

☆ والدین کے حقوق مع اولاد کے حقوق۔۔۔۔۔از: مولانا حافظ عبد الواحد

☆ حقوق العباد اور اُن کی اہمیت۔۔۔۔۔از: مولانا محمد الیاس

Marfat.com

☆ والدین اور اولاد کے حقوق۔۔۔۔۔از: الشیخ جاوید اقبال سیالکوٹی

☆ حقوق وفرائض۔۔۔۔۔۔از: حافظ صلاح الدین یوسف

☆ اولاد کی تعلیم وتربیت میں والدین کا کردار۔۔۔۔۔

از: مولانا عمران اشرف عثما

☆ حقوق اولاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔از: مولانا خواجہ الطاف حسین حالی

☆ تربیتِ اولاد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔از: الیاس عطار قادری

☆ حقوق العباد۔۔۔۔۔۔۔۔از: حضرت مولانا مفتی محمد امین

☆ حقوق العباد کی فکر کریں۔۔۔۔۔۔۔۔از: مولانا محمد ہارون معاویہ

☆ اسلام میں بنیادی حقوق۔۔۔۔۔۔۔۔از: فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح

Marfat.com

Marfat.com

ہماری چند معیاری درسی کتب

ناشر اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

Ph:37352022

Marfat.com

ہماری چند معیاری درسی کتب

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph:37352022

Marfat.com